UNIVERSAL LIBRARY
OU_226565
UNIVERSAL LIBRARY

علامات یعنی فہرست فوائد جلد اول کتاب ہدایۃ الترتیل لتلاوۃ التنزیل

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
۱	۲	۱	۲
مد طبعی کو ترک کرنے کا فساد۔	۳	عبادت میں جلدی کرنے اور غفلت	
وقف لازم کو ترک کرنے کا فساد اور		کرنیکی مذمت ومثال۔	۱۵
اوسکی اردو مثال۔	۴	قرآن آہستگی سے پڑھنا	۱۶
لائے خالص پر وقف کرنیکا فساد		انصات کی معنے سننے کے واسطے	
اور اوس کی اردو مثال۔	۵	خاموش رہنا ہے۔	۱۹
قرآن غلط پڑھنے والے عالموں کی مذمت	۷	سجدہ تلاوت کھڑے ہو کر کرنا	۲۳
قرآن پڑھنے کی تمثیل۔	۹	اور قرآن روتے ہوئے حزن وغم	
عالموں کا تسامح وسہو علم تجوید کے باب میں	۱۰	سے پڑھنا۔	″
غلو کرنے والے قاریوں کی مذمت۔	۱۱	قرآن کی تلاوت چھوڑ دینے والے کی مذمت	۲۵
قرآن سے غافل عالموں کی حکایتیں۔	۱۲	شرع کے دلائل عام ہوتے ہیں۔	″
قرآن کی تلاوت کا حق۔	″	ہر ایک مسئلہ قرآن سے مستنبط ہے۔	۲۶
قرآن کی تلاوت کے قسم۔	۱۳	تلبیس ابلیس قرآن جہر پڑھانے کے	
غلط پڑھنے کا عذر۔	″	باب میں۔	۲۹
تلاوت کے سعادتین	۱۴	ترتیل کی تعریف وتحقیق۔	۳۱
عبادت روح کی غذا ہے اور نان		قرآن کے پڑھنے کے آداب	۳۱
وغیرہ بدن کی غذا اسکی مثال۔	۱۵	قرآن کے آیات جدا جدا لکھی گئی ہیں۔	۳۹

قرآن شریف محمد الرسول اللہ کا نام ہے	۴۸	بدعت کے تحقیق۔	۲۸۴
اعوذ پڑھنے کے آیتیں۔	۶۸	قرآن میں فال دیکھنا مکروہ ہے۔	۲۸۸
اعوذ کے الفاظ میں کمی زیادتی کرنا چاہیئے	۶۹	سپارہ خوانی مکروہ ہے	۲۹۰
خطوں پر بسم اللہ لکھنا سنت ہے	۷۱۶	قرآن اور ذکر بے ضرورت پکار کر پڑھنا جائز نہیں	۱۹۱
سورۂ فاتحہ فرض نہونے کا بیان	۹۱		
فاتحہ ترتیل سورہ علی الترتیب۔	۹۲	اعوذ باللہ تراتیل قرآن کے طور پر بلند آواز سے مکروہ ہے۔	۲۹۵
ایک رکعت میں کئی سورہ پڑھنا جائز ہے	۲۰۷		
ایک رکعت میں ایک ہی سورہ کو تکرار کرنا جائز ہے	″	عبادت پر مزدوری لینا حرام ہے۔	۳۰۳
نماز میں ایک ہی سورہ کو معین کرنا جائز نہیں	۱	ثواب پہنچانا جائز ہے۔	۳۰۷
حروف مد کو دراز پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔	۲۱۵	قرآن کی آیات کے ترتیب کے خلاف پڑھنا منع ہے۔	″
انما الصدقات للفقراء کو حضرت مدرسے پڑھتے تھے سو حدیث۔	۲۱۷	تلاوت میں سجدہ کے آیت ترک کرنا یا خاص سجدہ کی آیت کو ہی پڑھنا یہ دونوں منع ہیں۔	۳۲۳
ترجیع کا معنی و حکم	۲۱۸		
قرآن پڑھنے پر مزدوری لینا جائز نہیں	۲۲۴	نماز کے بعد سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے	۳۲۴
موٹے فربہ قاریوں کی مذمت	۲۲۵	تلاوت قرآن میں مد کو ترک کرنا حرام ہے	۳۲۶
قرآن قبرستان میں پڑھنا امام احمد کے نزدیک جائز ہے۔	۲۸۲	بعض فقیروں کو صدقہ دینا مکروہ ہے	″
		غلطی سے نماز فاسد ہونے نہونے کے مسائل	۳۲۹
متفرق آیات تلاوت کرنا ترک ادب ہے	″	لفظ مہمل سے نماز فاسد ہوتی ہے	۳۳۴

غلطی عالم سے ہو تو نماز کا اعادہ کرنا		اچھا ہے ۔	۳۴۶
ضرور ہے ۔	۳۳۴	اس کی تحقیق و تردید ۔	۳۴۹
ولا الضالین ۔ پڑھنے سے نماز		تعال جد ربنا میں الف کو حذف	۳۵۲
فاسد نہیں ہوتی ۔	۳۳۶	کر کے لام کو فقط زبر پڑھنے سے بسبب	؍؍
ایک کلمہ غلط پورا زبان سے نہیں		معنے بدل نہونے کے نماز فاسد نہیں	؍؍
نکلا پھر پلٹ کر صحیح پڑھلیا تو پورا غلط		ہوگی لیکن ۔	۳۵۳
پڑھنے کا حکم ہے ۔	۳۳۹	تعال بفتح لام اسم فعل ہے بمعنی بیا پس	؍؍
وقف نہیں سو مقام میں وقف کیا		اس معنے کے تبدیل کے لحاظ سے نماز	؍؍
تو نماز فاسد نہیں ہوتی ۔	۳۴۱	فاسد ہوگی ۔	۳۵۳
ایک لفظ کے اخیر حرف کو دوسرے		پورا وقف کرنے کے بعد غلط پڑھے تو	۳۵۸
لفظ کے شروع کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے		نماز فاسد نہوگی ۔	؍؍
لفظ مہمل ہو کر نماز فاسد ہوتی ہے جیسا کنعبد کنستعین	۳۴۲	ان اللہ برئ من المشرکین و رسولہ	۳۵۸
جو شخص صحیح پڑھنے کیواسطے کوشش	۳۴۵	لام کے زیر سے پڑھیں تو نماز فاسد	؍؍
کرنے پر اوسکو صحیح پڑھنا حاصل	؍؍	نہوگی بسبب جر جوار کے	؍؍
نہ ہو تو اوسکی نماز جائز ہے اور اگر	؍؍	لفظ مہمل مفسد نماز ہے ۔	۳۶۰
صحیح پڑھنے میں محنت نہیں کیا تو	؍؍	تشدید ترک کرنے سے اگر معنی فاسد	۳۶۱
اوس کی نماز جائز نہیں ۔	۳۴۵	ہو تو نماز جائز نہیں ۔	؍؍
غلط پڑھنے کا غدر	۳۴۶	عیسیٰ بن لقمان پڑھا تو نماز فاسد	۳۸۴
ہندی کے غلط پڑھنے سے خاموش رہنا		ہوگی ۔	

ایسی غلطی جسکے اعتقاد سے کفر	۳۶۴	قرآن دل وجی میں پڑھنا جائز ہے	۳۷۹
لازم آتا ہو تو نماز مطلقاً فاسد ہو جاویگی	〃	قرآن قبرستان میں پڑھنا امام محمد کے	〃
لفظ مہمل سے نماز فاسد ہو جاتی ہے	۳۶۵	نزدیک جائز ہے۔	〃
امام ابو یوسف کے نزدیک غلط		چند لوگ ملکر قرآن پکار کر پڑھنا مکروہ ہے	۳۸۰
لفظ قرآن میں ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی		قرآن کا سننا واجب ہے۔	۳۸۲
اللّٰھم صلّ علی محمد سین سے پڑھے	۳۶۹	ترجیع تلحین کا معنی و حکم۔	۳۸۳
تو نماز فاسد نہیں۔		سورہ حج کے دوسرے سجدہ کا بیان	۳۸۵
مکروہ قرأت اور سجدہ تلاوت کے مسائل	۳۷۱	نماز کے رکوع میں سجدہ تلاوت ادا ہوتا ہے	۴۰۵
تلاوت کے اقسام۔	۳۷۶	سجدہ کے سب آیتیں پڑھکر ہر آیت	
سورہ برات پر بسم اللہ نہ لکھنے کا سبب	۳۷۷	پر سجدہ کیا تو رنج و فکر رفع و دفع ہوگا	۴۱۱

اعلان

اہل اسلام کو بشارت دیجاتی ہے کہ حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ صاحب قبلہ کی تصانیف جنکی بحسب اقتضائے زمانہ نہایت سخت ضرورت ہے۔ مندرجہ ذیل پتہ سے شائقین کی طلب پر روانہ کیجا سکتی ہیں

انوار احمدی ۔ اس مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضائل اور درود شریف کی فوائد اور صحابہ کرام وغیرہم کے آداب اور چند ضروری مسائل پر نہایت محققانہ بیان کیا گیا ہے جنکی عموماً اہل اسلام کو ضرورت ہے جو اپنی خوبی و پسندیدگی کی باعث ہاتون ہاتھ تقسیم ہو چکی تھی اب پھر شائقین کے تقاضے پر بڑا اعلی پیمانہ پر رنگین ٹائیٹل کے ساتھ طبع کی گئی ہے قیمت .... ۱۲؍

کتاب العقل ۔ اس مین عقل کی حقیقت کھولدی گئی ہے کہ دینی ابواب مین کہانتک چل سکتی ہے اور حکمت قدیمہ و فلسفہ جدیدہ کا اثر جن مسائل پر پڑتا تھا اونکے جوابات عقلی نہایت محققانہ انداز سے دیے گئے ہین یہہ بھی مکرر اعلی کاغذ اور رنگین ٹائٹل کے ساتھ چھپی ہے قیمت .... عہ۸؍

افادۃ الافہام ۔ ہر دو حصہ یہہ کتاب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ازالۃ الاوہام کا جواب ہے نہایت محققانہ مہذبانہ طرز سے جوابات دیگئی ہین جنکے ضمن مین کئی دینی ضروری مسائل کی تحقیقات اور نیز بہت سے تاریخی حالات مندرج ہین اس کتاب کے دیکھنے سے مذہب قادیانی کے مفاسد سے بخوبی آگاہی ہو جاتی ہے۔ کاغذ چکنا قیمت عالیہ

مقاصد الاسلام ۔ ہر چہار حصہ جن مین اخلاق تمدن فقہ کلام فلسفہ اسلام اور تصوف وغیرہ مضامین پر نہایت محققانہ اور دلکش طرز پر بحث کی گئی ہے ۔ قیمت .... عہ۸؍

حقیقۃ الفقہ ۔ ہر دو حصہ اسمین محققین و محدثین کے فرایض منصبی اونکے کارنامہ اور حدیث و فقہ و اجتہاد کی ضرورت نہایت مدلل طور پر ثابت کی گئی ہے خصوصاً امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جانفشانیان اور فضائل جو اکابر محدثین کے اقوال سے ثابت ہین نہایت شرح و بسط سے لکھے گئے کاغذ چکنا ولایتی رنگین ٹائٹل قیمت .... عہ۲؍

انوار الحق ۔ مولوی حسن علی صاحب لکچرار کی تائید الحق جو مرزا صاحب قادیانی کی تائید مین لکھی گئی ہے اس کے جواب مین یہ محققانہ رسالہ لکھا گیا ہے اس کا انداز بیان دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ کس قدر دلچسپ ہے قیمت .... ۶؍

المعلن

ابو الدرجات مولوی حافظ محمد ولی الدین مہتمم دفتر اشاعت العلوم حیدرآباد دکن

U 2159
OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتَابَ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا وَّلِلْعَالِمِیْنَ الْعَامِلِیْنَ بَشِیْرًا صَلٰوۃُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۔ اَمَّا بَعْد سید عبدالحی بخاری بن مولوی سید مصطفےٰ صاحب بخاری بن مولوی سید خواجہ احمد صاحب بخاری قاضی کرنول شریف عرض کرتا ہے کہ اس کتاب (ہدایۃ الترتیل لتلاوۃ التنزیل) کی تالیف عہد سعادت مہد نواب میر عثمان علی خان آصفجاہ نظام الملک سادس مالک ملک حیدرآباد دکن صانہما اللّٰہ تعالےٰ عن الشرور والفتن روز جمعہ ۱۵ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۰ ہجریہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ میں کامل ہوئی ۔ اس کتاب میں ایک مقدمہ ہے جس میں قرآن شریف صحیح پڑھنے کی تحضیض اور غلط پڑھنے کی تہدید ہے اور دس باب ہیں ۔ باب اول میں قرآن شریف کے فضائل کے تینتالیس ۴۳ آیات مذکور ہیں ۔ باب دوم میں قرآن شریف کی فضیلت کے سات سو پینتالیس احادیث و آثار مرقوم ہیں ۔ باب سوم میں بہت سے وہ مسائل فقہیہ مرقوم ہیں جو قرآن شریف سے متعلق ہیں ۔ باب چہارم میں قرآن شریف کے دو ہزار دو سو چھیں ایسے لغات کی تفسیر ہے جس کے پڑھنے والوں کو ان کے تلفظ اور معنی اور تعلیل میں دشواری

لاحق ہوتی ہے۔ باب پنجم میں ایسے گیارہ سو آیات اور ان کا ترجمہ درج ہے جو ایک آیت پڑھتے پڑھتے دوسری آیت کو ملا کر پڑھنا شروع کریں تو معنی فاسد اور باطل ہو جاتے ہیں۔ باب ششم میں رسم الخط کا بیان ہے۔ باب ہفتم میں قرآن کے ایسے اشارات کا بیان ہے کہ جن سے معانی مجازی مفہوم ہوتے ہیں۔ باب ہشتم میں نکات و مطالب نفیس و لطیف بطریق سوال و جواب مذکور ہیں۔ باب نہم میں قرآن مجید کے متعلق چند حکایات لطیفہ مرقوم ہیں۔ باب دہم میں فرقان حمید کے خصائص مسطور ہیں۔ خاتمہ میں تقسیم نظم و ترتیب قرآن کا بیان ہے۔

ف واضح ہو کہ اس کتاب میں روات حدیث کے رموز مشارق الانوار اور حصن حصین اور کنوز الحقائق کے مطابق درج کئے گئے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقدمہ بعض تنبیہات و فوائد کے بیان میں

بعض تلاوت کرنے والے اور تفسیر و ترجمہ بیان کرنے والے اور علم صرف کی رو سے صیغوں کی تعلیل بیان کرنے والے غلطی کرتے ہیں اسلئے بعض کلمات قریب المخرج ہیں جن کے مخرج و صفات خوب ادا کر کے پڑھنا چاہیئے اور بعض الفاظ متشابہ ہیں جن میں ذرہ ذرہ فرق ہے اکثر لوگ ان کو غلط پڑھتے ہیں مثلاً آللّٰه مد سے قرآن میں دو جگہ واقع ہے اور بغیر مد ہزاروں جگہ ہے اور آلْاٰن مد سے قرآن میں دو جگہ واقع ہے اور بغیر مد کے اکثر۔ یَوْمَئِذٍ میم کے کسرہ سے دو جگہ اور میم کے فتحہ سے اکثر۔ اسی طرح كِسْفًا سین کے جزم سے ایک جگہ اور سین کے فتحہ سے اکثر۔ اور كُلٌّ کاف کے فتحہ سے ایک جگہ اور کاف کے پیش سے اکثر۔ اور لِلسَّبِيْلِ اور مَيِّتٌ یا کے کسرہ سے ہے اکثر عوام بلکہ خواص یا کے فتحہ سے پڑھتے ہیں۔ ایسے مقامات میں تلاوت کرنیوالے پڑھنے کی رو میں بلا لحاظ صحت اعراب غلط پڑھکر رُبَّ تَالٍ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ يَلْعَنُهٗ

کے حکم کے مصداق بنجاتے ہیں اَعَاذَنَا اللّٰہُ تعالیٰ وَهَدٰنَا وَوَفَّقَنَا لِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَصِحَّتِهَا اور اَرْض ہمزہ اور سکون را سے زمین کے معنی میں قرآن میں صدہا جگہ واقع ہے اور قولہ تعالیٰ مَادَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ) میں گھن کے کیڑے لکڑی کو کھانے کے معنی میں ہے۔ اور عَرْض عین اور سکون را سے سامنے لانے کے معنی میں ہے۔ وَانْحَرْ حائے حطی سے فَلَا تَنْهَرْ ہائے ہوز سے اَسَرُّوا سین سے وَلَمْ يُصِرُّوا صاد سے اور بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ دو ہمزہ کے حذف سے ہے۔ اور اَرَاَيْتَكُمْ تین کلمے سے مرکب ہے۔ لَمْ تَكُ اصل میں تکون تھا اور ایسے ہی بہت سے کلمات ہیں۔ الغرض مؤلف نے اپنی عمر کے بڑے حصہ میں تلاوت قرآن کی صحت متعدد حفاظ سے کی اور اکثر عام و خاص کو جن کلمات میں غلطی کرتے دیکھا۔ ان کلمات کی صحت بطریق نمونہ و امتحان اس کتاب میں لکھا تاکہ مسلمان بھائی اُن مقامات کو خیال رکھکر قرآن شریف کو جو ایمان کا اصل اصول ہے صحیح و درست پڑھا کریں۔

ف بھائیو! غور کرو اگر کسی شخص کا نام خواجہ صاحب ہے اس کو الف کے حذف کے ساتھ خوجہ صاحب پکاریں تو وہ کس قدر غضبناک ہوگا۔ علیٰ ہذا قرآن مجید کے پڑھنے میں اکثر لوگ بچپن کی پڑھائی کے موافق اپنے علم کے اعتماد پر مد طبعی کو ترک کرکے دراز پڑھنے کے حرف کو کوتاہ پڑھتے ہیں مثلاً اَخَذْنَا کو اَخَذْنَ بلا الف۔ اور یہ لحاظ نہیں کرتے کہ اَخَذْنَا کے معنے لیا ہم نے صیغہ جمع متکلم ہے اور اَخَذْنَ کے معنے لیا ان عورتوں نے۔ صیغہ جمع مونث غائب ہے۔

اگرچہ یہ غلطی سہواً و جہلاً ہے مگر تاہم بہت بُری بات ہے۔ مثلاً ایک جاہل شخص کسی عالم کو کہے یَا سَیِّدِیْ اَنْتَ کَلْبٌ وَّخِنْزِیْرٌ یعنی اے میرے سردار آپ کتے اور سور ہیں۔ تو کس قدر بُری اور خراب بات ہوگی۔ اگرچہ سہو و نادانی سے

ہی ہو - اگرچہ سہواً جو غلطی ہوتی ہے اس کی سزا نہ ہوگی لیکن اس کی برائی میں تو کچھ شک و شبہ نہیں ہے - اس لئے سہو و نادانی سے جو غلطی ہوتی ہے اس سے نماز کے فاسد ہونے کا حکم کرتے ہیں لیکن عذاب کا خوف نہیں ہے -

(وقف لازم کی عربی اور اردو مثال)

ف وقف لازم کی مثال - اردو زبان میں کلمات جدا جدا پڑھنے کی جگہ اگر ملا کر پڑھیں تو معنی متغیر ہوتے ہیں - جیسے (ایک گنوار مسجد میں آیا) اس صورت میں گنوار مسجد کی صفت ہوگی - اگر جدا پڑھیں جیسے (ایک گنوار ۃ مسجد میں آیا) اس صورت میں لفظ گنوار شخص کی صفت ہوگی اور مسجد گنوار کا ظرف ہوگا - اور ایسا ہی (سالار صاحب فاختہ بیٹھا ہے) - (سالار صاحب ۃ فاختہ بیٹھا ہے) اردو میں اس طرح پڑھنے سے معنی متغیر بلکہ گالی ہو جاتی ہے - اگر اس طرح کسی کو کہیں تو وہ غصہ ہوگا - ایسا ہی (نواب صاحب بے بہادر) یعنے نواب صاحب بہادر نہیں ہیں (نواب صاحب بے بہا ۃ در) یعنے نواب صاحب بیش قیمت موتی ہیں - پس اسی طرح عربی زبان میں بھی منفصل منفصل کلمات کو وقف سے پڑھنے کی جگہ متصل متصل بلا وقف کے پڑھنے سے معانی متغیر ہو جاتے ہیں مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید جو اساس و بنیاد ایمان و اسلام ہے اس کی تلاوت میں ایسی بے پروائی ناجائز ہے کہ وقف لازم پر وقف نہ کریں پڑھنے کی - اور یں بلا وقف ملا کر پڑھتے چلے جائیں جس سے عظمت و شان و صفات باریتعالیٰ کے بیان میں خلل واقع ہوتا ہے - تلاوت کرنے والوں کو ان باتوں پر ضرور خیال رکھنا چاہئے - مسلمانو! خدا کے لئے اس مثال پر غور کر کے عبرت حاصل کرو (وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ) میں قالوا پر وقف کریں تو یہ معنی ہوتے ہیں کہ یہود لعنت کئے گئے یہ کہنے کے سبب سے کہ

اللہ کے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں یعنی اللہ تعالےٰ بخیل ہے۔ اگر قالوا پر
وقف کو ترک کرکے بل یداہ سے قالوا کو ملاکر پڑھیں تو قرینہ سے
یہ معنی ہونگے کہ یہود لعنت کئے گئے یہ کہنے کے سبب سے کہ اللہ تعالےٰ بڑا
بخشش کرنے والا ہے۔ دیکھو وقف نہ کرنے سے معنی میں کتنا بڑا فساد واقع ہوا۔

ف لائے ناہی کی مثال۔ اردو زبان میں ملاکر پڑھنے کے کلمات کو
جدا پڑھیں تو معنی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی مرد کو فصل سے اس طرح کہیں
کہ (بیگم۔ بازار کو چلو) وہ کتنا خفا ہوگا۔ اسی طرح قرآن شریف میں کبھی ملاکر
پڑھنے کی جگہ جدا پڑھیں تو معنی فاسد ہوتے ہیں۔ مسلمان بھائیو! خدا اور رسول
کے واسطے ایسی باتوں کا بہت لحاظ رکھو اور خدا سے ڈرتے رہو۔ دیکھو کہ
(اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ) میں
شئتم کو جملہ مابعد سے ملاکر پڑھیں تو یہ معنی ہوتے ہیں کہ تم جو چاہو سو کرو
میں تمھارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں۔ اس صورت میں امر تہدید اور ڈرانے
کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ بچوں کو کہتے ہیں کھیلو کھیلو میں آتا ہوں۔
اگر شئتم پر وقف کریں اور دم لیں تو قرینہ سے یہ معنی ہونگے کہ تم چاہو سو
کرلو۔ اس صورت میں امر اباحت اور اختیار کے لئے ہوگا۔ بعض لوگ
تلاوت قرآن مجید میں خالص لا کا لحاظ نہیں رکھتے دم توڑ کر پڑھا کرتے ہیں
فساد معنی کا خیال نہیں کرتے اور اس طرح اپنے نام و صفت میں کسی منچلے کے
کہنے سے خلل واقع ہو تو رگیں پھلا کر غصہ ہوتے ہیں۔

ف عربی زبان میں و۔ ی۔ ضمہ۔ کسرہ معروف پڑھے جاتے ہیں مجہول
پڑھنا کبھی نہ چاہئے۔ مگر حفص رح مجریھا میں را کے کسرہ کو امالہ کے واسطے
مجہول پڑھتے ہیں یہ تمام قرآن میں ایک جگہ ہے اور اکثر قرّاء امالہ کے قواعد

کے موافق کئی جگہ کسرہ کو مجہول پڑھتے ہیں۔

ف اور قواعد تجوید بھی ضروری ہیں مثلاً

اظہار نون با حرف حلق ادغام آن با یرملون اقلاب آن با حرف با در باقی اخفا مصون

اکثر عجمی لوگ قرآن لسانِ عربی مبین کو برخلاف قواعد بے باک ہو کر پڑھتے ہیں۔ اس صورت میں قرآن کی عربیت میں خلل واقع ہوگا عجمی آمیز ہو جائیگا۔ اللہ تعالے قرآن کی شان میں فرماتا ہے وهٰذا لسانٌ عربيٌّ مبينٌ یہ زبان عربی روشن ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کو عربیت سے رونق بخشی ہے عجمی لوگ قرآن کو عجمی آمیز کرکے اس کی رونق و زینت کو بگاڑتے ہیں جس طرح کہ اردو زبان میں واو مجہول سے کہیں رومال سے مونھہ پونچھو اور یائے مجہول سے کہیں کہ پگڑے سر پر رکھو اور تنبا کو کو بغیر قلب نون تنبا کو کہیں تو ہنستے ہیں مگر نہایت شرم کی بات ہے کہ باوجود قدرت ہونے کے اپنے ایمان کے اصل اصول کو بگاڑ کر پڑھنے سے احتراز نہ کیا جائے اور مستند حافظ سے صحت کرنے سے عار ہو۔ بچپن میں جوان کو کم استعداد استاد نے غلط پڑھادیا ہے اسی پر قانع رہتے ہیں۔ دیکھو حضرت امام اعظمؒ نے باوجود اس درجہ علم و اجتہاد و امامت کے حضرت حفصؒ سے قرآن کی اجازت و سند لی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے حاجی محمد فاضل صاحب سندی سے سند لی خذ العلم من افواه الرجال ہر علم کو اس کے اہل سے حاصل کرنا چاہیے۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو کہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ تم کو قرآن سناؤں۔ عرض کیا ابی بن کعب نے کیا اللہ تعالےٰ نے آپ کے روبرو میرا نام لیا۔ فرمایا کہ ہاں۔ پھر کہا

ابی نے کہا حقیقت میں میرا ذکر رب العالمین کے پاس آیا؟ فرمایا کہ ہاں۔ پس بہے آنسو ابی کی آنکھوں سے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت نے فرمایا ابی کو کہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے حکم کیا مجھ کو کہ سناؤں میں تجھ کو سورہ **لم یکن الذین کفروا**۔ کہا ابی نے کیا نام لیا میرا؟ فرمایا ہاں۔ پس روئے ابی۔

ف حضرت سرور عالم کو ابی بن کعب کو قران سنانے کا حکم ہونا تعلیم امت کے واسطے تھا ورنہ حضرت کو اور ابی کو کیا نسبت ۔ ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ پس امتیوں کو چاہئے کہ حافظوں قاریوں کو قرآن سنائیں جس کو ہمارے عرف میں اجازت لینا کہتے ہیں۔ عالم شخص حافظ بے علم کو قرآن سنانے سے عار و ننگ نہ کرے ۔ اس عاجز نے تحصیل علوم کے بعد قرآن یاد کرکے بعض بے علم حافظوں کو سنایا تو بہت غلطیاں ظاہر ہوئیں۔ حزب البحر اور دلائل الخیرات کی اجازت لینے کا تو رواج ہے لیکن قرآن کی اجازت لینے کا رواج نہیں ہے بعض لوگ بچوں کو قرآن ہی نہیں پڑھاتے بایں خیال کہ علوم ادبیہ و حکمیہ پڑھنے کے بعد سب حقائق قرآن پر قادر ہو جاوینگے یہ ان کا زعم فاسد ہے شیطان نے برکت قرآن سے محروم کرنے کے لئے یہ وسوسہ ڈالا ہے۔

ایک صاحب نے کسی مجلس میں قرآن کا ایک جزو پڑھا۔ ہر صفحہ میں کئی غلطیاں کیں مولف کو اس سے بڑی عبرت ہوئی۔ الغرض قرآن کو حفاظ مستند سے صحت کرانا چاہئے۔ جب یہ عاجز مؤلف علوم ادبیہ وغیرہ سے فارغ التحصیل ہوا اور خدا تعالےٰ موفق حقیقی نے قرآن کے پڑھنے کی توفیق دی تو قرآن کو یاد کیا جب بے علم سندی حفاظ کے سامنے سننے یا سنانے کا اتفاق ہوا تو صدہا غلطیاں معلوم ہوئیں۔ اور اسی طرح اکثر لوگوں کو پاتا ہوں کہ باوجود دعوے علم کے وعظ میں آیات غلط پڑھتے ہیں۔ یہ ابلیس کی تلبیس ہے جو دوسرے علوم میں

مشغول کر کے قرآن سے روکتا ہے اور عالموں کو علوم ادبیہ و حکمیہ کے توغل میں مشغول کر کے فریب دیتا ہے - یہ بعض نادان عالم قرآن نہیں پڑھتے - کہیں کوئی مرے تو زیارت میں مجبوراً کچھ پڑھا تو پڑھا جتنے کہ نماز بھی نہیں پڑھتے - قرآن کے مطالب سے بے خبر اپنے علم کے بھرے میں رہتے ہیں - کوئی آیت پوچھیں تو کہتے ہیں بیضاوی تو لاؤ دیکھا ئی اگر کبھی زبانی کچھ کہا تو (قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ) کا ترجمہ منبر پر وعظ میں یوں کرتے ہیں (اٹھا لے ہر ایک سے ایک جوڑا اور ہلاک ہوا) قرآن شریف کا توغل اور مہارت و ممارست نہ ہونے سے اتنی خبر نہیں کہ اهلك یہاں مرکب اضافی ہے - اگر بالفرض اهلك ماضی کا صیغہ ہو تو اس کا ترجمہ ہلاک کیا ہوگا نہ کہ ہلاک ہوا - ایسی بہت غلطیاں کرتے ہیں - جب قیامت قائم ہوگی تب ان فاضلوں کی آنکھیں کھلینگی - اور غریب بے علم حفاظ کی بڑی تعظیم و توقیر ہوگی - فضلا ان کو دیکھکر شرمائینگے دنیا میں جن سے ننگ و عار کرتے تھے اور ان کو خوار و ذلیل سمجھتے تھے اس وقت ان کی ایسی وقعت ہوگی تو فاضلوں کو کیا ندامت ہوگی پس آیت إِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ کے مصداق بنیگے -

جب عالموں کے قرآن پڑھنے کا یہ حال ہے تو بے علموں کا کیا حال بیان کیا جائے جو الفاظ یاد ہو گئے ہیں یا قرآن میں زیادہ آئے ہیں زبان پر چڑھ جانے کی وجہ سے قرآن دیکھکر پڑھتے ہیں تب بھی سبقت لسانی اور پڑھنے کی رو میں غلطی پر نظر نہیں جمتی - ہندی مثل مشہور ہے جو من میں بستا سو نین میں دستا - اور باوجود علوم ادبیہ کے جو لوگ غلط پڑھتے ہیں یہ ان کی بچپن کی پڑھائی کا فساد ہے -

ف در المختار کی فصل القراءۃ میں لکھا ہے کہ قرآن جلد پڑھنے کا یہ حکم ہے کہ مد کمتر درجہ کا جو قراء کے نزدیک ہے ادا ہو (یعنی چھ حرکت یا تین الف کے موافق) اس سے جلد پڑھنا حرام ہے - اس لئے کہ ترتیل مامور بہ ترک ہوتی ہے -

اب یہاں سے قیاس کرنا چاہئے کہ مد ترک کرنے سے معنی بدل نہیں جاتی با این مد کا
ترک کرنا حرام ہوا ایسا حرف کا تغیر و تبدل و ترک کرنا کسقدر برا ہوگا

تنبیہ شیطان کے وسوسہ ڈالنے سے کوئی ایسا خیال نہ کرے کہ
جب علما غلط لعنت میں گرفتار ہوتے ہیں تو ہم جاہل لوگ کتنی لعنت میں گرفتار
ہوں گے پس قرآن کے پڑھنے ہی کو ترک کرنا اچھا ہے یہ خیال شیطانی وسوسہ
ہے اس لئے کہ کتنا ہی بڑا جاہل ہو تب بھی کل غلط نہیں پڑھے گا تھوڑا تو صحیح
پڑھے گا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ
اس آیت والا رایت کے مضمون کو شیخ سعدی شیرازی نے یوں موزوں
فرمایا ہے ع بدانرا بہ نیکاں بہ بخشد کریم ؛ خداوند تعالیٰ صحیح کے طفیل میں
غلطیوں کی خطا کو معاف فرمائے گا۔ اور ایک صحیح کے ثواب میں ستر درجہ ثواب
عطا فرمائے گا چنانچہ باب دوم کے مطالعہ سے ظاہر ہوگا۔ بعض لوگ چند سورتیں
اچھی طرح تجوید کے قواعد اور ضوابط سے پڑھتے ہیں باقی قرآن کی تحقیق سے واقف
نہیں ہوتے یہ امر بھی تہاون و تکاسل امور دینیہ سے ہے بلکہ تمام قرآن کی
صحت کے لئے کامل مستند حافظ سے صحت حاصل کر کے اجازت لینی چاہئے
دین کے کام میں کامل شخص سے اجازت و تصحیح ضروری ہے چنانچہ بزرگوں کی
اجازت کی برکت سے خدائے تعالیٰ جو موثر حقیقی ہے اثر دیتا ہے اثر کیلئے
علم و عمل ضروری ہے چنانچہ علماء نے و اِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطَانِ
نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ سے استدلال کیا ہے کہ دعا
کرنے والے کو الفاظ دعا کا مضمون و مطلب جاننا ضروری ہے ورنہ زاہد
بے علم خانہ بے در کا مصداق ہوگا تمثیل قرآن مجید کے حروف اپنے اپنے
مخرج سے بسبب علم تجوید اناج دگوشت و روغن کی طرح ہیں۔ اور قواعد علم تجوید

دعا ... (حاشیہ)

ونحو کے موافق پڑھنا نمک کے مانند ہے اور قواعد اور حسن صوت و مدات وغیرہ مصالح کی طرح اور مذکورہ قواعد سے تلاوت کرنا کھانا پکانے کے طور پر ہے اور علم بیان و علم معانی و علم بدیع اور علم اصول و تفسیر سے احکام جان کر ان پر عمل کرنا بمنزلہ تناول کرنے کے ہے۔ اور عمل صالح سے بلند درجات اور روح کا پاک ہونا اور تقرب الٰہی حاصل ہونا بمنزلہ قوت سے بدن کو قوت پہنچانے کی ہے۔

تنبیہ۔ بعض عالموں کے اتسامحات سہو نسیان بھول چوک کے منجملہ یہ بھی ایک امر ہے کہ انھوں نے علم تجوید کو سلسلۂ تحصیل علوم میں داخل نہیں کیا بلکہ چھوڑ دیا فن پڑھی علوم کی تحصیل عمدہ منحصر کر دی حالانکہ علم تجوید حروف کے ذوات و مخارج کا علم ہے اور علم صرف و نحو حروف کی صفتوں اور اعراب کا علم ہے ذات کا بیان کرنا صفات کے بیان پر مقدم ہے پس علم تجوید علم صرف و نحو پر مقدم ہے اسی سبب سے قواعد تجوید کے لحاظ سے حروف مدہ کا باقی رکھنا قواعد صرفی بعضے ادغام دو حرف مثلین پر مقدم ہے یعنی اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ میں واؤ کو واؤ میں اور فِیْ یَوْمٍ میں یا کو یا میں ادغام نہیں کرتے اس لئے کہ واؤ اور یا حرف مدہ ہیں ادغام کرنے سے مد زائل و باطل ہوتا ہے اور عَصَوْا وَّکَانُوْا میں علم صرف کے قاعدہ سے ادغام ہوتا ہے کیونکہ یہاں تجوید کا کوئی قاعدہ زائل نہیں ہوتا علاوہ ازیں نادر کہ بعض علما قرا کو چڑاتے اور ان پر ہنستے ہیں کہ علم تجوید پڑھنا فرض و واجب نہیں ہے ہمزہ اور عین کو مخرج سے پڑھنا کس حدیث اور کون سی آیت سے ثابت ہے۔ یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ میں ادغام کی کیا ضرورت ہے نہایت افسوس ہے ان کے علم پر کہ صرف کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر نون ساکن کے بعد حروف یرملون سے کوئی حرف آجائے تو ادغام کرنا

چاہیئے اور فصول اکبری میں ادغام واجب لکھا ہے وَلِلّٰہِ دَرُّ مَن قال ؎
نون بحرف حلق مظہر مدغم اندر یرملون ٭ قلب آن یا حرف با در ما بقی اخفا مصون
قاعدہ اظہار و اخفاء قرآن مجید کی تلاوت سے خاص ہے اور ادغام یرملون
زبان عرب سے خاص اور قاعدہ قلب تمام زبانوں میں پایا جاتا ہے مثلاً
من بعد ۔ سنبہ ۔ تمباکو ۔ ھٰذَا فَاِنَّہٗ حُقِیقٌ لِلتَّحقِیق بعض لوگ تحصیل
علوم کرکے عمامہ فضیلت سر پر باندھتے ہیں علم تجوید سے بالکل بے بہرۂ قرآن
ایسا غلط پڑھتے ہیں کہ جس سے نماز فاسد و باطل ہوتی ہے اگر ان کو کہا جاوے
تو لاطائل دلائل پیش کرکے جدال کرتے ہیں وَالعِیَاذُ بِاللّٰہ ۔

ف جو لوگ کہ ادائے مخرج کے قائل ہیں اگر ان کی بات صحیح ہو تو غلط
مخارج پڑھنے والوں کو عذاب ہوگا اور اگر مخارج حروف کی ضرورت نہیں کہنے
والوں کی بات صحیح ہو تو صحیح پڑھنے والوں کو عتاب و عذاب کچھ نہ ہوگا
خدا تعالیٰ تحقیق کی توفیق رفیق عطا فرماوے ۔

ف اتحاف میں حضرت مرشد امام غزالی سے نقل کیا ہے کہ غلو کرنیوالے
قاریوں پر ایک شیطان مسلط ہے کہ ان کو فہم معانی قرآن سے اس طور پر
روکتا ہے کہ تمام عمر مخارج و الفاظ کی درستی میں صرف کرتے ہیں اور قرآن کے
اصل مقصود یعنی فہم معانی سے محروم رہتے ہیں انتہی یہ شیطان کا مہا جال ہے
جو مومن کو چھوٹے اور کمتر درجہ میں مشغول کرکے بڑی نعمت سے محروم رکھتا ہے
افراط و تفریط میں گرفتار کرکے تباہ کرتا ہے اسی طرح علم صرف و نحو وغیرہ کی
تحقیقات میں گرفتار کرکے عمر برباد کرواتا ہے ۔

ف بہت سے صرفی و نحوی و منطقی بڑے بڑے علما و فضلا قرآن سے
مس نہیں رکھتے ۔

نقل ایک بڑے فاضل جو بداہتہ بلا تفکر و تردد عربی شعر بولتے تھے یہ عاجز ان کے سامنے کئی دفعہ آیت قرآنی کو پڑھا تو پوچھتے کہ یہ کس کتاب کی عبارت ہے۔

نقل ایک بڑے فاضل تھے ان کا ایک مخالف ان کی تحقیق کے واسطے آیت قرآنی کو ایک قطعہ پر لکھا۔ **شعر**

ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ؛ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰؤُلَاۤءِ تَقْتُلُوْنَ

اور کسی مجلس میں صاحب موصوف کو دیا کہ یہ شعر کس شاعر کا ہے اور کس دیوان میں ہے مولوی صاحب نے اسکو دیکھکر فرمایا کہ شعر تو بہت اچھا ہے مگر کس شاعر کا اور کس دیوان میں ہے۔ مجھے علم نہیں جو علما کہ اس مجلس میں قرآن سے واقف تھے ان کو بے اختیار ہنسی آئی۔

نقل ہے کہ ایک بڑے افضل الفضلا کو کہیں سے چند پرانے ورق ملے انکو غور سے دیکھ رہے تھے کہ مولوی صاحب کے ماموں آگئے اور دیکھا کہ بھانجے صاحب پرانے ورق کو بڑے غور سے دیکھ رہے ہے پوچھا کہ میاں کیا دیکھتے ہو عرض کیا کہ بس جان کسی کتاب کی شرح معلوم ہوتی ہے شارح تو بہت اچھا ہے اور ماتن بے غضب کا مضمون اور عبارت لکھتا ہے میں حیران ہوں۔ ماموں صاحب نے ورق لیکر دیکھا اور کہا اے بدبخت یہ تو بیضاوی شریف کا ورق ہے اور متن قرآن شریف ایسے علماء سے دین کی خرابی ہوگی یا درستی اللہ تعالیٰ عطا فرماوے۔

ف تلاوت قرآن کا یہ حق ہے کہ ان سے تصحیح حروف کریں اور عقل سے معانی والفاظ سمجھیں اور دل پر محبت کا اثر ڈالیں حدیث لایقبل اللہ من عملا حتی لید قلبہ مع بدنہ۔

کنز الحقائق - فو اللہ تعالی کسی عامل سے کسی عمل کو قبول نہیں فرماتا یہانتک کہ اسکا دل اس کے بدن کے ساتھ حاضر ہو۔

تلاوت کی پانچ صورتیں

ف تلاوت قرآن کی پانچ صورتیں ہیں۔

اول۔ زبان کی صحت دل کے حضور سے۔

دوم۔ زبان کی غلطی دل کے حضور سے۔

سوم۔ زبان کی صحت دل کی غفلت سے۔

چہارم۔ زبان کی غلطی دل کی غفلت سے والعیاذ باللہ تعالی من ذلک

پنجم۔ محویت یعنی زبان سے کیا کہا جاتا ہے۔ اور اس کے کیا معنی ہیں کچھ معلوم وخبر نہو یعنی صاحب کلام کی طرف ایسا رجوع ہو نا کہ اسمیں محو ہوجانا گویا ایک بادشاہ کی بڑی عمدہ مہذب ومطلّا عمارت ودربار میں کھڑے ہیں کسی کی طرف سوائے بادشاہ کے خیال نہیں حضرت بلال رضؓ کی اذان اسی محویت پر تھی جو باوجود مخارج ادا نہ ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرغوب ومقبول تھی ع سینِ بلالی رامیخواند حَیَّ لِلْفلاحَ۔

غلطی کا عذر ۱۲

ف غلطی کرنا زبان کی لکنت یا حرف ادا کرنے پر قدرت نہ ہونے یا اور کسی عذر سے ہو تو معاف ہے اور اس کی نماز جائز ہے۔ اَلْعُذْرُ عِنْدَ کِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ۔ اور اگر باوجود قدرت کے سستی وکم توجہی اور دین کے کاموں میں تحقیق کا خیال نہ ہوتا یا بخیلی یا سیکھنے کے ننگ وعار سے غلط پڑھتا ہے تو ایسے شخص کے لئے سخت وعید اور عذاب شدید تیار ہے ایسے غلط پڑھنے والے کی نماز جائز نہیں کذا فی کبیری شرح منیۃ المصلی اور ایسے غلط پڑھنے والے پر رُبَّ تَالٍ لِلْقُرْاٰنِ

وَ الْقُرْاٰنُ یُعَلِّمُہٗ اور سے

گر تو قرآں بدیں نمط خوانی ÷ ببری رونق مسلمانی ز صادق ہے

ف قرآن شریف کی تلاوت سے بہت سی سعادتیں حاصل ہوتی ہیں - زبان سے ادا کرنا اپنے کان کو سنانا اور دوسرے کو سنانا دل میں دھیان وخیال رکھنا ہاتھ سے ورق الٹنا بدن سے مودب بیٹھنا اگر دل میں پڑھیں تو بدن - زبان - کان - سعادت سے محروم رہتے ہیں اور اسکو تلاوت بھی نہیں کہیں گے اس لئے تلاوت زبان سے پڑھنے کو کہتے ہیں واللہ اعلم وعلمہ اتم -

تمثیل

جو لوگ قرآن وتسبیح وتہلیل وغیرہ کے الفاظ برابر ادا نہیں کرتے اور جلد جلد پڑھتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ گویا موٹے چانول اچھی کے کھانے کے اور بڑھے بیل کا گوشت اور ہڈیاں درمیے جو بے پڑا ہوا گھی بے نمک اور بغیر مصالح پلاؤ جلد جلد کچا پکا پکا کر بادشاہ یا مرشد یا استاد کی ضیافت کے لئے روانہ کیا جائے وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ مَا یَکْرَھُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُھُمُ الْکَذِبَ اَنَّ لَھُمُ الْحُسْنٰی لَاجَرَمَ اَنَّ لَھُمُ النَّارَ وَاَنَّھُمْ مُفْرَطُوْنَ اور ٹھیراتے ہیں اللہ کے لئے وہ چیزیں جو آپ ان کو مکروہ وبرے جانتے ہیں اور کہتے ہیں اپنی زبان سے جھوٹ کہ اپنے واسطے نیکی ثواب ہے بے شک ان کے لئے آگ کا عذاب ہے اور بے شک وہ حد سے زیادہ بڑھنے والے ہیں - فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَلْبَابِ - عقل والو یہ بات سمجھنے کے قابل ہے -

تا در یہ کہ ہم لوگ ایسی عبادت کرکے اللہ کے پاس اس کا ثواب جان کر
انبیا و اولیا کی ارواح کو ہدیہ بھی کرتے ہیں۔ نہیں نہیں ہمکو اللہ تعالی کا فضل
مانگنا چاہیئے ہماری ایسی عبادت موجب عذاب ہے حتی الامکان عبادتوں
کے درست کرنے میں کوشش کرنا چاہیئے اور آہستگی سے ادا کرنا ؎
کہ تعجیل کار شیاطیں بود ؎

عبادت جلدی ادا کرنا برا ہے ۱۲

تمثیل

عبادت روح کی غذا اور اناج وغیرہ بدن کی غذا ہے بدن کی غذا
کے لیئے کیا کیا احتیاط کرتے ہیں روز بروز تازہ نئی نئی قسم کا کھانا کھاتے
ہیں اور روح کی غذا میں جو عبادت رب العلمین ہے کسقدر جلدی و بے پروائی
وخرابی کرتے ہیں ذرا تو خیال وفکر ہونا چاہیئے ؎

جوع تنویر خانہ دل تست   اکل تعمیر خانہ گل تست
خانہ دل گذاشتی بے نور   خانہ گل چہ میکنی معمور

اے بھائیو جانو کہ قرآن وحدیث پڑھنا اللہ تعالی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے بات کرنا ہے۔

دیکھو بعض لوگ اپنے برابر کے آدمی سے بات کرتے ہیں تو کس
خوبصورتی سے الفاظ ادا کرتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں تو ایسی جلدی
کرتے ہیں کہ الفاظ برابر ادا نہیں ہوتے گویا والعیاذ باللہ تعالے
ان کے نزدیک خدا تعالی اپنے برابر والے آدمی سے بھی کمتر ہے حدیث
شریف میں ہے کہ خدا تعالی کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اس کو دیکھتا
ہے اگر ایسا نہو سکے تو اسطرح کر کہ وہ تجھکو دیکھ رہا ہے اور شیخ سعدی شیرازی

[illegible] ۱۲

فرماتے ہیں ؎ گر روز ز بیم عذاب نترسیدے ؛ زہیچنان کز تلک تلک بود ے
اس زمانہ میں ایسا کہنا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالی کی عبادت آہستگی سے
ایسی کرے جیسی اپنے برابر کے آدمی سے بات کرتا ہے تو وہ شخص
ولی و مقبول ہے قرآن زیادہ جلدی پڑھنے میں سوائے ختم و سپارہ شماری کے
کچھ فائدہ نہیں بلکہ ارتکاب امر حرام کا اندیشہ ہوتا ہے ؎
گفت درشامی کہ ترک مد حرام است ای پسر ؛ کو خلاف رتل القرآن گشتہ سر بسر
اور اس زمانہ میں جو رواج نکلا ہے کہ ایک روز کے ختم کرنے پر فخر کرتے
ہیں نہایت بری بات ہے اور کمال غفلت و نادانی ہے۔ بیت
خواجہ پندارد کہ طاعت میکند ؛ بیخبر کز معصیت جاں میکند
قال تعالی قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین
ضل سعیھم فی الحیوٰۃ الدنیا وھم یحسبون انھم
یحسنون صنعا آپ کہواے میرے پیغمبر کیا خبر دوں میں تم کو اور حال
بیان کروں میں ان لوگوں کا کہ اکارت ہوگئے ان کے کئے ہوئے
کام دنیا میں وہی لوگ ہیں کہ برا بد کام کرکے سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا نیک
کام کرتے ہیں اس پر ہم کو ثواب دیا جائے گا۔

تنبیہ

بعض قرا مجلس میں یا جہریہ نماز میں پڑھیں تو بہت اچھی ترتیل سے
پڑھتے ہیں اور آہستہ سریہ نماز میں پڑھیں تو حدر یعنی جلدی بلکہ غمغمہ
لفظوں کو مطلق ادا کرکے نہیں پڑھتے اگر پوچھیں تو کہتے ہیں کہ آہستہ
پڑھتے میں مد و شد ادا نہیں ہوتے اس عاجز نے ترتیل سے آہستہ

پڑھ کر مدات کو ادا کر کے بتلایا مگر شیطان نے جس کو بھکایا ہو اس کو ایسی ایسی بیہودہ حجتیں یاد آتی ہیں کہ العیاذ باللہ تعالیٰ من الریا والسمعۃ دکھانے اور سنانے کی عبادت دوزخ کی کنجی ہے ؎

کلید در دوزخ است آں نماز — کہ در چشم مردم گذاری دراز

اگر خدائے جہانرا سمیع میدانی — مکن بلند برائے خدا تلاوت را

اولیائے کرام کی حکایتیں جو جلد ختم کرنے کے متعلق مشہور ہیں وہ ان کے طیّ لسان وکرامت وخرق عادت پر دال ہیں۔ مثلاً آصف بن برخیا کا تخت بلقیس کو صدہا کوس سے یک لمحہ میں منگوانا وغیرہ بزرگوں کے ایسے کاموں کو دیکھ کر آپ بھی ویسا کرنا نہ چاہیے ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

اگر کوئی شخص ترتیل سے تھوڑے وقت میں ختم کیا تو وہ نور علیٰ نور ہے حضرت امام اعظمؒ رات دن میں دو ختم کرتے تھے اور حضرت علیؓ ایک کاب سے دوسری رکاب میں قدم رکھتے تک قرآن ختم کرتے تھے یہ کرامت ہے عام خلایق کو نیند میں بڑبڑانے کے مانند بغیر ادائی حروف جلد جلد بغیر مد و شد بزبلا ترتیل پڑھنا جائز نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

۱ اس میں قرآن شریف کے فضائل کی ترتالیس آیات ہیں۔

۲۲ الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ الٓم یہ حروف مقطعات ہیں انکے معنی خدا اور رسول اللہ جانیں یہ بھید ہیں وہ یہ کتاب ہے جس میں کسی طرح کا شک و شبہہ نہیں۔ کافروں اور منکروں کا شک و شبہہ بمنزلہ عدم کے ہے معتبر نہیں اسلئے کہ قرآن کے معجزہ ہونے نے سب شک و شبہہ کو رد و باطل کردیا ہے راہ تبلاتی ہے پرہیزگاروں کو کہ وہ ہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں متقین باعتبار ما یؤل کہا گیا ہے یعنے جو لوگ قرآن سے راہ پانے والے ہیں ان کو آگے ہی سے متقین کہا گیا باعتبار تحقق وقوع کے۔ جیسے مولوی کے بچہ کو مولوی کہتے ہیں کہ بیشک یہ علم تحصیل کرنے والا ہے۔

۲ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ط رمضان کا مہینہ جس میں نازل ہوا قرآن ہدایت واسطے لوگوں کے اور کھلی نشانیاں راہ کے اور فیصلہ۔

سیقول ۲۳

۳ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ عم ۲۲ ہم نے یہ قرآن اتارا شب قدر میں۔

۴ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ اعراف ۲۴ ۱۴ اور جب پڑھا جاوے قرآن تو اس کی طرف کان رکھو اور چپ رہو شاید تم پر رحم ہو۔

ف

قرآن پڑھا جاوے تو خاموش ادب سے سننا واجب ہے انصات کے معنی سننے کے واسطے خاموش رہنے کے ہیں یہ معنی تفسیر القرآن بالقرآن اور تفاسیر اور احادیث اور کتب لغت اور اشعار سے ثابت ہیں۔ قولہ تعالیٰ فلما حضروہ قالوا انصتوا اصغوا الاستماعۃ۔ جلالین اسکتو لتستمعوا بیضاوی۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (یعتذرون) پ ۱۱ ع ۹	اور وہ نہیں ہے یہ قرآن کہ کوئی بنالے اللہ کے سوائے اور لیکن سچا کرتا ہے اگلے کلام کو اور بیان احکام کا جس میں شبہہ نہیں جہان کے صاحب کے پاس سے اتارا گیا لوگ کہتے ہیں یہ بنا لایا ہے آپ کہو تم لے آؤ ایک سورت ایسی اور بلا لو جنکو بلا سکو اللہ کے سوائے اگر تم سچے ہو۔
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (ربما) پ ۱۴ ع ۱	بے شک ہم نے خود اتاری ہے یہ نصیحت اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

ف

قرآن میں زیادتی تغیر و تبدیل و تحریف کوئی نہیں کیا اور نہ کر سکے گا۔ اگر بالفرض مصاحف مٹ بھی جاویں تو حفاظ کے سینوں میں محفوظ رہے گا

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ	اور ہم نے دی ہیں آپ کو سات

وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝
(ربما ع ۱/۶)

آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجہ کا اون چیزوں پر مدنظر نہ رکھو جو اونکو ہمنے برتنے کے لئے دی ہیں کئی طرح کے اور غم نہ کھاؤ ان پر اور جھکاؤ اپنی بازو ایمان والوں کے واسطے۔

ف

سات آیتوں سے مراد سورہ فاتحہ ہے جو تمام قرآن کا خلاصہ ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کافروں کی نعمتوں کو دیکھ کر آرزو کی کہ اگر یہ نعمتیں ہم کو ملتیں تو ہم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ان کی تسلی کو یہ نازل فرمایا کہ اس قرآن اور سورۂ فاتحہ کے برابر کوئی چیز نہیں اس لئے کوئی وظیفہ اس سے بہتر نہیں ۱۲ خلاصہ تفاسیر۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ
(ربما ع ۱۳/۱۹)

جب آپ پڑھنے لگو قرآن تو پناہ لو اللہ کی شیطان مردود سے اس کا زور نہیں چلتا ہے اون پر جو اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس کا زور اُنہیں پر چلتا ہے جو اسکو رفیق سمجھتے ہیں اور جو اس کو اللہ کا شریک ٹھیراتے ہیں۔

ف

دنیا میں کسی آدمی کو کوئی شیطان یعنے جن ستانے لگے تو اسکی طرف رجوع نہو وہ اور سر چڑھتا ہے بلکہ اللہ کی پناہ طلب کرے اس کا کلام ہے

اور اس کے نام ہیں۔

۹ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا (سبحن الذی ع ۵)

اور پھیر پھیر کر سمجھائیں ہم نے اس قرآن میں مثالیں اور وعدہ وعید تا وہ سوچیں اور اونکو نہیں زیادہ ہوتی ہے مگر نفرت۔

ف

۱۰ اس طور سے پانچ چھ جائے وارد ہے۔

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا (سبحن الذی ع ۸)

اور جو کوئی اس جہاں میں اندھا رہا پچھلے جہاں میں بھی اندھا ہے اور بھٹک گیا راہ سے۔

ف

جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آیات اور حق اور عبرت سے غافل ہے آخرت میں اندھا ہے نعمتوں سے (معالم مخصا)

۱۱ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى (قال الم اقل لک ع ۱۶)

اور جس نے منھ پھیرا میری یاد سے سو اس کو ملتی ہے گذران تنگی کی اور اٹھائیں گے ہم اسکو قیامت کے دن اندھا وہ کہے گا اے رب تو نے مجھکو اندھا کیوں اٹھایا میں تو دنیا میں صاحب بصر تھا فرماویگا جس طرح پہونچی تھیں تجھکو ہماری آیتیں پھر تو نے اس کو بھولا یا اسیطرح آج تو بھی بھلایا جاتا ہے۔

ف

آیتوں کو بھولا یعنے عمل نہ کیا اور یقین نہ لایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے

فرمایا میری امت کے سارے گناہ مجھکو دکھلائے گئے اس سے بڑا کوئی گناہ میں نے ندیکھا کہ قرآن کی کوئی آیت کسی شخص کو یاد ہوے پھر اوسے بھلا دے ۱۲ موضح - بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ بچوں کو حفظ کروانا اچھا نہیں اسلئے کہ اگر بھول جاویں تو بڑے عذاب میں گرفتار ہوں گے - ان کا یہ جواب ہے کہ تم اپنے بچوں کو دھوبی کے گدھوں کے جیسے چھوڑدو اگر علم پڑھاویں اور عمل نکریں تو بھی دونا عذاب ہوگا - دیباچہ میں تنبیہ مرقوم ہے اس پر نظر کرو اور خناس کے وسوسہ سے بچو۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا (سبحن الذی ع۹)	اور اتارتے ہیں ہم قرآن شفا اور رحمت ہے مومنوں کے لئے اور گناہ گاروں کو زیادہ کرتا ہے نقصان -

ف

قرآن سے دل کے شبہات اور شک مٹتے ہیں اور اس کی برکت سے بدن کے روگ بھی دفع ہوتے ہیں اور اوس کے انکار سے نقصان -

قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (سبحن الذی ع۱۰)	آپ کہو اگر جمع ہوویں آدمی اور جن اس پر کہ لاویں ایسا قرآن نہ لاسکیں گے ایسا اگرچہ مدد کریں ایک دوسرے کی -
وَبِالْحَقِّ أَنزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا قُلْ آمِنُوا	اور سچ کے ساتھ اوتارا ہم نے اس قرآن کو اور سچ کے ساتھ اترا اور آپ کو نہیں بھیجا ہم نے مگر خوشی اور ڈر سنانے کو اور پڑھنے کا وظیفہ کیا ہم نے اس کو بانٹ کر۔

بِهٖ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا (سبحن الذی ع۱۲/۱۴)

کہ پڑھیں آپ اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور اس کو ہم نے اتارتے اتارتے اتارا اے لوگو تم مانو یا نہ مانو جن کو علم ملا ہے اس کے آگے سے جب اوس قرآن کو ان کے آگے پڑھیں گرتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں اور کہتے ہیں پاک ہے ہمارا رب بے شک وعدہ ہمارے رب کا ہونے والا ہے اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے ان کو عاجزی۔

ف

قولہ لتقرأہ علی الناس علی مکث سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن آہستگی سے پڑھنا چاہیے چنانچہ احادیث میں ہے ؎

در حدیث آمدکہ ترتیل محمد مصطفٰے یدمفسرہم بدو وقف بر آیات لا

(قولہ تعالٰی یخرون للاذقان) سے معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہو کر سجدہ کرنا مستحب ہے چنانچہ فقہانے لکھا ہے کہ کھڑے رہکر سجدہ کرنے میں زیادہ تعظیم ہے۔ (قولہ تعالٰی خرّوا سجّدًا وّبکیّا) اور خرّ راکعًا اناب سے بھی یہی کھڑے ہو کر سجدہ کرنا معلوم ہوتا ہے خرو سا اوپر سے گرنا للاذقان کے یہ معنی ہیں کہ کمال شوق سے بے اختیار ہو کر سجدے میں گرتے ہیں گویا ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں چنانچہ بچے اوندھے منھ پر گرتے ہیں تو ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں۔ (قولہ تعالٰی یبکون) سے ظاہر ہے کہ قرآن پڑھتے وقت

رونا مستحب ہے۔ وَفِی الْحَدِیْثِ اُبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکُوْا۔ کذا فی کنوز الحقائق
اے مسلمانو قرآن پڑھتے وقت روتے ہوئے پڑھو اگر رونا نہ آوے تو
بناوٹ سے روؤ یعنے عذاب الٰہی پر نظر کرتے جاؤ (۱۵) قولہ تعالیٰ وَیَقُوْلُوْنَ
سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا) سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ میں
(سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا) کہنا چاہئے (کذا فی الجمل)
سجدۂ تلاوۃ کی ادعیہ کی احادیث باب دوم میں مذکور ہوویں گی انشاء اللہ تعالیٰ
کبیری شرح منیۃ المصلی میں لکھا ہے کہ سجدۂ تلاوت میں یہ دعا احسن ہے۔

۱۶ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْرَآءِیْلَ وَمِمَّنْ ھَدَیْنَا وَاجْتَبَیْنَا اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا (قال الم اقل ع ۱۶)

وہ لوگ ایسے ہیں جن پر نعمت دی اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے ہیں آدم کی اولاد میں سے اور ان میں سے جن کو اٹھا لیا ہم نے نوح کے ساتھ اور ابراہیم کی اولاد اور اسرائیل کی اولاد میں سے اور وہ لوگ جن کو ہدایت کی ہم نے اور پسند کیا جب ان پر پڑھی جاویں آیتیں رحمٰن کی گرتے ہیں سجدہ میں اور روتے ہیں۔

ف

اِن دو آیت سے قرآن پڑھتے وقت خصوصاً سجدہ میں رونے کا حکم
ثابت ہوتا ہے باب دوم میں قرآن پڑھتے وقت رونے کی فضیلت کی
احادیث ایک فصل میں مذکور ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۷ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا۔

اور قیامت کے روز میرا رسول ﷺ کہے گا اے میرے رب بیشک میری قوم نے

(وقال الذین ۱۹ ع ۳) | ٹھیرایا اس قرآن کو بے فائدہ شے متروک

ف

میری قوم نے قرآن کو ناکارہ ٹھیرایا حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص قرآن پڑھا اور چھوڑ دیا یا لٹکا دیا اس کو یعنے اس میں غور و فکر سے معنی نہیں سمجھا تو آوے گا وہ شخص قیامت کے دن اسکی گردن میں قرآن لٹکا ہوا کہیگا اے پروردگار یہ تیرا بندہ مجھکو چھوڑ دیا تھا تو ہم دونوں کا فیصلہ کر۔ اگرچہ یہ آیت شریف کفار قریش کی شان میں اتری ہے جب مسلمان کافر کا کام کرے تو کافر کے حکم میں شامل ہوگا لیکن مسلمان شفاعت و رحمت سے چھٹکارا پاویں گے۔

ف

دلائل شرعیہ اپنے موارد خاصہ کے ساتھ مختص نہیں بلکہ اپنی معانی عامہ پر محمول ہوتے ہیں مثلاً ایک کافر کوئی بُرا کام کیا اس کے حکم میں آیت نازل ہوی کوئی مسلمان بھی ویسا کام کیا تو اسی کے حکم میں داخل ہوگا۔ قال تعالیٰ لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَهْلِ الْکِتٰبِ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ وَلَا یَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ تمھاری آرزوؤں کے موافق ہے اور نہ یہود و نصاریٰ اہل کتاب کی آرزوؤں کے موافق جو برا کام کرے گا سزا پاوے گا اور اپنے واسطے اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی دوست و مددگار نہ پاوے گا۔ اسی سبب سے شیخ سعدی ہادی اس آیت سے جو یہود و نصاریٰ کے علما کے باب میں نازل ہوی ہے امت مرحومہ کے علمائے بے عمل کو تنبیہ فرماتے ہیں اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ ۵

عالم آں کس بود کہ بد نکند   نہ کہ گوید بخلق و خود نکند

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند او خویشتن گم است کرا رہبری کند

مسلمان کو چاہیئے کہ قرآن کو اپنے کاموں کا قبلہ ٹھہراوے جو کام کرے اس کا حکم قرآن میں کیا ہے دریافت کرلے۔ اور احادیث اور تفاسیر وفقہ پر نظر کرے تو ہزاروں مسائل قرآن سے ثابت ہوتے ہیں چنانچہ جلال الدین سیوطیؒ کی تفسیر اکلیل فی استنباط التنزیل کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ ایک صحابیؓ فرماتے ہیں جو مسئلہ میں ڈھونڈھتا ہوں وہ قرآن سے ملتا ہے شعر۔

وکل العلم فی القراٰن لٰکن تقاصر عنہ افہام الرجال

بہار عالم حسنش دل وجان تازہ میدارد برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را

ائمہ مجتہدین اور فقہائے معتمدین بالاتفاق فرماتے ہیں کہ اذا صح الحدیث فہو مذہبی لیکن ہر شخص شتر بے مہار کی مانند حدیث کی کتاب لیکر عمل کرنے لگے تو مشکل ہے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ۔ وقال الدین ع۱۱

اور بیشک یہ قرآن پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے اوس کو فرشتہ معتبر نے آپ کے قلب پر اتارا ہے تاکہ آپ سریع الفہم زبان عربی میں لوگوں کو تنبیہ کریں اور یہی لکھا ہوا ہے کتب سابقین میں کیا ان کو ثابت نہیں ہوچکا یہ کہ اس کی خبر رکھتے ہیں پڑھے ہوئے لوگ بنی اسرائیل کے اور اگر اتارتے ہم یہ کتاب غیر عربی زبان والے پر اور وہ اس کو پڑھتا تو بھی اس کو یقین نہ لاتے۔

اللہ نزل احسن الحدیث کتبا متشابها مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم ثم تلین جلودهم وقلوبهم الی ذکر اللہ ط ذلک هدی اللہ یهدی به من یشاء ط ومن یضلل اللہ فما له من هاد (زمر ع ۳)

اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب آپس میں دہرائی ہوئی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اسکے سننے سے ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے پھر نرم ہوتے ہیں ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کی یاد پر یہ ہے راہ بتانا اللہ کا اسطرح راہ بتاتا ہے جس کو چاہے اور جس کو راہ بھلائے اللہ اس کو کوئی نہیں راہ سجھانے والا۔

تلین کا صلہ لام سے چاہئے۔ مگر یہاں الی سے آیا ہے اسلئے کہ تلین سکون واطمینان کے معنی کو متضمن ہے کذا فی البیضاوی اس سے صاف ظاہر ہے کہ تلاوت قرآن موجب وباعث اطمینان قلب ہے۔ حضرت غوث الثقلین نے اپنے مواعظ میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔ ان هذه القلوب لتصدأ وجلاءها تلاوة القرآن۔ قلوب کو زنگ لگجایا کرتا ہے اور اوس کی جلا تلاوت قرآن کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔

واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما حضروه قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومهم منذرین ط قالوا یقومنا انا سمعنا کتبا انزل من بعد موسی مصدقا لما بین یدیه یهدی

اور جب بھیجا ہم نے آپ کے پاس چند لوگ جنوں میں سے قرآن سننے کے لئے جب وہاں پہونچے بولے چپ رہکر سنو پھر جب تمام ہوا الٹے پھرے اپنی لوگ کو تنبیہ کرنے کو بولے اے قوم ہماری ہم نے ایک کتاب جو موسیٰ کے بعد

اِلَی الْحَقِّ وَ اِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ (حم ع۴)	اور تری ہے تصدیق کرتی ہے سابقین کے دین حق اور طریق مستقیم کی ہدایت کرتی ہے۔

ف

قرآن شریف اترنے لگا تو جنات آسمان کی کیفیتیں دریافت کرنے سے رو کے گئے اس کی تلاش کرتے پھرتے تھے کہ کیا سبب یہ روک ٹوک ہوئی ہے ایک روز حضرت بطن نخلہ میں اصحاب کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتے تھے جنات کا وہاں گذر ہوا قرآن سنا اور اس کی عظمت سے آگاہ ہوئے قرآن کی برکت سے جنات آسمان پر جا نہیں سکتے اور وہاں کی کیفیتیں لاکر غیب دانی کا دعویٰ نہیں کرسکتے بہت جنات حضرت پر ایمان لائے اور قرآن سیکھا اور بعض کافر شیطان ہیں سو مسلمانوں کے ایمان میں خلل ڈالنے کے درپے ہیں۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ (قال ع۱۱)	رحمٰن نے سکھایا قرآن بنایا آدمی پھر سکھایا اس کو بات۔

ف

سورت الرحمٰن میں بہت نعمتوں کا بیان ہے بڑی عظیم الشان نعمت قرآن ہے کہ جس کے سیکھنے سے دنیا اور آخرت کے تمام خوبیاں حاصل ہوتی ہیں اس لئے پہلے اس نعمت کو بیان فرمایا اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تشریف لیجانے کے وقت قرآن کے باب میں وصیت فرمائی اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ تم میں بڑا نیک مرد ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔ بعض مسلمان بھائی قرآن کی

ایسی قدردانی کر رہے ہیں کہ مہینوں برسوں میں ایک بار بھی نہیں پڑھتے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (قال فما ۱)	اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن سمجھنے کیواسطے پھر کیوں کوئی یاد نہیں کرتا یہ آیت سورہ قمر میں چار مرتبہ تاکید کیواسطے ذکر کیگئی ہے۔
۲۲ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ ۲۳ قَوْمًا لُّدًّا (قال الم ع ۶)	ہم نے آسان کیا یہ قرآن آپکی زبان میں اسواسطے کہ خوشی سنادیں ڈرنے والوں کو اور ڈرادیں آپ جھگڑنے والوں کو۔
فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (الیہ یرد ع ۳/۱۶)	یہ قرآن آسان کیا ہم نے آپکے بولے میں شاید وہ یاد رکھیں۔

ابلیس کے تلبیس و مکر و فریب میں سے یہ ایک بڑا دھوکا ہے کہ اکثر دنکے دلوں میں ڈالا ہے کہ قرآن کے معانی مطالب بہت دقیق مشکل ہیں ذرہ غلطی ہو تو مسلمان کافر ہوتا ہے علوم ادبیہ اور حکمیہ کی تحصیل کر کے تفسیر پڑھنا چاہیے ہندی فارسی ترجمہ پڑھنے سے قرآن نہیں سمجھ سکتے اس داؤسے صدہا مردم کو علوم ادبیہ اور حکمیہ کے توغل کا شوق دلوا کے ان کی عمر ضایع کرتا ہے صدہا آدمیوں میں سے ایک بھی علوم ادبیہ حکمیہ تحصیل کر کے تفسیر وحدیث و فقہ میں توغل نہیں کر سکتا ہے مگر جس کو توفیق رفیق ہو خداوند تعالے رب العالمین کی حضرت رحمت للعٰلمین پر ایسا قرآن نازل فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے حوصلہ کے موافق اس سے نفع لے سکتا ہے ؎

بہار عالم حسنش دل وجاں تازہ میدارد
برنگ اصحاب صورت را بو ارباب معنی را

پس مسلمان بھائیوں کو چاہیے کہ بحسب ضرورت فی الجملہ نحو صرف و فقہ

پڑھ کر قرآن وحدیث میں اپنی اوقات صرف کریں دوسرے علوم میں عمر عزیز تمام کرنا خسر الدنیا والاخرۃ کے مورد بنا ہے دیکھو بعض کیسے کیسے ادیب وحکیم ولایق وفاضل ہیں ان سے کوئی آیت کوئی حدیث یا مسئلہ پوچھا جائے تو کتابیں ڈھونڈتے ہیں علوم شرعیہ کے مسائل کے مقامات وابواب کے بھی ان کو خبر نہیں ایسے علم بے نفع سے پناہ پناہ پناہ۔

فاعتبروا یاولی الابصار۔
لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون
(قد سمع پ۲۸)

اگر ہم اتارتے یہ قرآن ایک پہاڑ پر تو آپ دیکھتے وہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے اور یہ مثالیں سناتے ہیں ہم لوگوں کو شاید وہ یاد کریں۔ ہوشیار ہوں۔

ف

غافل لوگوں کے دل پہاڑ سے بھی سخت ہیں اگر پہاڑ کو آدمی کی مانند سمجھ کا مادہ ہوتا اور قرآن اس پر اترتا تو خوف خدا کے مارے پھٹ جاتا افسوس ہے کہ آدمیوں کو خدا تعالی نے سمجھ دی اور قرآن ان پر اوتارا لیکن آدمی غفلت کا پردہ نہیں اٹھاتے اور ان نعمتوں کی قدر نہیں کرتے۔

یایھا المزمل قم الیل الا قلیلا ۝ او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلا (تبارک پ۲۹)

اے چھرمٹ مارنے والے کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات آدھی رات یا اس سے کم تھوڑا سا یا زیادہ کر اس پر اور کھول کھول پڑھ قرآن صاف۔

ف

حضرت علی نے فرمایا ترتیل یہ ہے کہ قرآن پڑھنے میں ادائے حروف وو قوف کی رعایت کیجائے ترتیل القرأۃ التأنی والتمھل یعنے آہستہ آہستہ سہولت سے پڑھنا بعضوں نے کہا کہ ترتیل حروف اچھے ادا کرنا ترسیل جلدی نہ کرنا اور بعضوں نے کہا کہ ترتیل اور ترسیل ایک ہی ہے یعنے ظاہر جدا جدا پڑھ اور پڑھ باآہستگی اور ساتھ ظاہر کرنے حروف کے اور نگھبانی وقفوں کی اور دراز پڑھنے حرکات کے (۱۲ مدارک) الوقف قطع الصوت آخر الکلمۃ زمنا ما (منار الھدی) اسکی تحقیق کتاب جلدی تجویز میں ہے

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (وال الملا ۲۴/۱۴)	اور جب پڑھا جائے قرآن تو اسکیطرف کان رکھو اور چپ رہو شاید تم پر رحم ہو اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو دل میں گڑگڑاتا اور ڈرتا اور پکار کم آواز سے صبح اور شام کے وقتوں میں اور مت رہ بےخبر۔

ف

جب کوئی قرآن پڑھے اور لوگوں پر ادب واجب ہے کہ باتیں نکریں دھیان لگا کر سنیں شاید دل میں ہدایت پڑے لیکن پڑھنے والا باتوں کی مجلس میں پڑھنے لگے تو اس کی خطا ہے قرآن سننے کا بیان باب دوم میں مذکور ہوگا انشاءاللہ۔

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ	کیا تم اس بات سے یعنے قرآن سے

وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ وَأَنتُمْ سَامِدُونَ (والنجم پ ٢٧)

اور ہنسا کرتے ہو اور ہنستے ہو اور نہیں روتے اور تم کھیل کرتے ہو۔

ف

اس آیت سے بھی قرآن پڑھتے وقت رونے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔ بیضاوی اور معالم التنزیل وغیرہ میں سمود کا معنی غنا یعنے راگ لکھا ہے۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (والمحصنت پ ۵ ع ۸)

کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر یہ ہوتا اور کسی کا سوائے اللہ تعالی کے تو پاتے اس میں بہت اختلاف۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (حم پ ٢٦)

کیا دھیان نہیں کرتے قرآن میں یا اونکے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۝ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ (والی پ ٢٣ ع ۵)

نہیں یہ قرآن مگر تنبیہ سارے جہان والونکو اور معلوم کروگے احوال اس کا تھوڑے زمانہ دیر کے بعد۔

وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ (تبارک پ ٢٩ ع ٣)

اور یہ قرآن تو تنبیہ ہے سارے جہان والوں کو

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۝ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ (عم پ ٣٠)

یہ قرآن تو ایک فہمایش ہے جہان کیواسطے جو کوئی تم میں سے چاہے سیدھا چلے۔

ف

قرآن کو سمجھنے کے احوال (فاتما بیرسنہ) کی آیت ٢٣ کے فائدہ میں مذکور ہوے۔

٣٣ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ لِّیُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ (ومالی ع۴)

اور نہیں سکھایا ہم نے اسکو یعنی رسول کو شعر کہنا اور یہ اس کے لائق نہیں یہ قرآن تو نری تنبیہ ہے اور قرآن ہے صاف تا ڈرا جائے اس کو جس میں جان ہو اور ثابت ہو بات منکروں پر۔

ف

جس میں جان ہو یعنی جو زندہ دل ہو حق کو مانتا ہو اور اصرار و ہٹ نہ کرتا ہو وہ قران کو سمجھے مردہ دل نہیں سمجھتا اگر سمجھا تو بھی ضد کرتا ہے جب اللہ تعالی نے قرآن کے شعر ہونے اور پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے شاعر ہونے کی نفی فرمائی تو چاہیئے کہ قرآن کو عرب کے لحن و نہج اور لب و لہجہ پر پڑھے نہ کہ شعر کے طور پر موزوں بنا بنا کر جیسا کہ بعض مولوی صاحبان پڑھتے ہیں حدیث شریف میں وارد ہوا کہ قران کو عرب کے لحون یعنی عرب کے ڈھب اور آواز پر پڑھو پس چاہیئے کہ حتی الامکان عرب کا لہجہ اختیار کیا جائے واللہ الموفق

٣٤ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ (الیہ یرد ع۲)

تو مضبوط رہ اسی پر جو تجھکو حکم آیا تو بے شک سیدہی راہ پر ہے اور یہ قران شرف و عزت ہے تیرے اور تیری قوم کے لئے عنقریب تم پوچھے جاؤ گے۔

ف

قیامت کے روز قرآن کے حقوق کے باب میں سوال ہوگا قرآن کا بڑا حق یہ ہے کہ اسکو آداب سے پڑھنا اور سمجھنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا چاہیے کسی نے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق یعنی چال چلن کیسے تھے فرمایا کہ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآنَ یعنی حضرت بعینہٖ احکام قرآن پر عمل کرتے تھے۔

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ط ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ (یعتذرون ع ۱۱)

اے لوگو آ ئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے اور دوا اس بیماری کی جو دلوں میں ہے اور ہدایت اور رحمت مومنوں کیواسطے بیان کر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کا تاکہ اسی پر خوشی کریں یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جنکو وہ اجماع کئے ہوئے ہیں۔

ف

ایمۂ مفسرین نے فرمایا کہ اللہ کا فضل ایمان ہے اور اس کی رحمت قرآن اور بعض نے فرمایا کہ اللہ کا فضل قرآن ہے اور اس کی رحمت یہ کہ ہم کو قرآن کا اہل بنایا اہل القرآن ہمارا لقب ہوا ہے جیسے اہل کتاب یہود و نصاری کا لقب ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ
اللّٰهِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُونَ
تِجَارَةً لَّنْ تَبُورَ لِيُوَفِّيَهُمْ
أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ
مِّنْ فَضْلِهٖ إِنَّهٗ غَفُورٌ شَكُورٌ
وَالَّذِيْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ
هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ
يَدَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيرٌ
بَصِيرٌ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ
الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا
فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ
وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ
بِإِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ
الْكَبِيرُ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُونَهَا
يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ
مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ
فِيهَا حَرِيرٌ ۔ (وَمَنْ يَّقْنُتْ ۲۲)

بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب
پڑھتے ہیں اور اچھی طرح نماز ادا کرتے
ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے
اس میں نیک کاموں میں خرچ کرتے
ہیں پوشیدہ اور ظاہر ایسا بیوپار کررہے
ہیں کہ جسمیں نقصان کا خوف نہیں
یہ بیوپار ان کا اسواسطے کہ پورا دیگا
اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کا ثواب
اور زیادہ دے گا اپنے فضل سے
بے شک وہ بخشنے والا اور حق
دینے والا ہے اور یہ جو وحی بھی
ہم نے تم پر اتاری وہ سچی ہے اور
کتب ماسبق کی تصدیق کرتی ہے
بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے
باخبر اور ان کا نگران ہے پھر ہم نے
کتاب کا وارث کیا ان لوگوں کو جنکا انتخاب
کرلیا ہم نے اپنے بندوں میں سے منجملہ
امت محمد صلعم۔ پھر کوئی ان میں سے اپنے نفس پر
ظلم کرتا ہے اور کوئی ان میں سے متوسط
درجہ میں ہے اور کوئی ان میں سے نیکیوں میں سبقت
لیجاتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہی

درجہ سوم بڑی بزرگی ہے ہمیشہ بہار باغوں
میں رہینگے اور ان کو وہاں گہنا پہنایا جاے گا
کنگن سونے اور موتی کے اور انکی پوشاک
ہے وہاں ریشمی۔

ف

ظالم وہ ہی جو قرآن پڑہا بغیر معنی سمجھنے کے اور بیچ کی چال والا وہ ہی جو قرآن پڑہا معنی سمجھکر اور آگے بڑہنے والا وہ ہی جو قرآن پڑہا معنی سمجھکر اور عمل بھی کیا تین قسم ہوے ایک جاہل دوسرا عالم تیسرا عالم عامل۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْعٰلِمِیْنَ الْعَامِلِیْنَ۔ حضرت جعفر صادقؓ نے فرمایا ہے کہ یہ سب کے سب جنت میں داخل ہوں گے۔ کذا فی بغوی

مَا کَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَتَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (وما ابری نفسی $\frac{12}{6}$)

یہ قرآن نئی بنائی ہوئی بات نہیں ہے لیکن کتب ما سبق کی تصدیق کرنیوالا ہے اور تفصیل ہر چیز کی اور ہدایت اور رحمت ایمان والی قوم کے واسطے

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ (ربما $\frac{12}{18}$)

اور اتاری ہم نے آپ پر ایسی کتاب جو بیان کرتی ہے ہر چیز کے حکم کو اور راہ بتلانے والی اور رحمت و خوشخبری سنانے والی مسلمانوں کو۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (واذا سمعوا ع ۱۲) — نہیں کمی کی ہم نے کتاب میں کچھ۔

ف

قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے جس کی حدیث اور آثار اور اجماع وقیاس سے تصریح ہوتی ہے دکل العلم فی القرآن لکن تقاصر عنہ افہام الرجال۔ جلال الدین سیوطی نے تفسیر اکلیل میں صحابہ اور ائمہ سے نقل کیا ہے کہ کوئی حدیث ایسی نہیں جو قرآن سے مستنبط نہ ہو یعنی جتنی احادیث ہیں خواہ صراحۃً یا اشارۃً یا کنایۃً ان کا مضمون قرآن میں ہے انتہی۔ بی بی عائشہ رض سے مروی ہے کہ کان خُلقُہ القرآن یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام اور چال چلن قرآن کے موافق تھے

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا (ومن یقنت ع ۱) — اے پیغمبر کی بی بیو! یاد کرو تم وہ جو پڑھے جاتے ہیں تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور حکمتوں سے بے شک اللہ تعالیٰ مہربان خبردار ہے۔

وَاتَّبِعُوا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (فمن اظلم ع ۳) — اور اتباع کرو بہترین کتب منزلہ یعنی قرآن کی تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے اس سے کہ پہنچے تم پر یکایک عذاب اور تم کو خبر نہ ہو۔

ف

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتابیں اور نعمتیں جو بندوں پر اُتاری گئی ہیں سب میں قرآن احسن و بہتر ہے چنانچہ احادیث سے ثابت ہے۔

الٓرٰ ۚ کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ (یعتذرون ع ۱)

یہ کتاب ہے جو استوار کی گئی ہیں اسکی آیتیں عجیب نظم اور بدیع معانی سے پھر بیان کئے گئے اس میں احکام اور قصص اور مواعظ حکمت والی خبردار کیطرف سے اسواسطے کہ تم اللہ کے سوائے کسی کی بندگی نہ کرو بے شک میں تمہارے لئے اسکی طرف سے کافروں کو ڈرانیوالا اور مومنوں کو خوشخبری دینے والا ہوں

ف

فُصِّلَت کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ قرآن کے سورہ (۱۱۴) اور آیتیں (۶۶۶۶) جدا جدا ہیں پس ہر آیت پر وقف کرنا چاہیئے اگرچہ دو آیت کے درمیان اتصال لفظی ہو۔

حٰمٓ ۚ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۚ کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۙ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا (فمن اظلم ع ۱۵)

یہ اتاری ہوئی بڑے مہربان نہایت رحم والے کیطرف سے ایک کتاب ہے جو جدا جدا کی گئی ہیں اس کی آیتیں قرآن عربی زبان کا ایک سمجھ والی قوم کو بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا ہے

ف

بیضاوی شریف میں ہے جدا جدا کئے گئے یعنی تمیز دی گئی باعتبار لفظ اور معنی کے اور ایک قرارت میں فَصَلَتْ صاد کی تخفیف سے معروف کا صیغہ آیا ہے یعنی قرآن مجید کی بعض آیتیں بعض سے بلحاظ لفظ و معنی جدا ہو گئیں انتہی۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک آیت کو دوسری آیت سے جدا جدا وقف کر کے پڑھنا چاہئے اگرچہ معنی میں متصل ہو یعنی آیت (لا) پر بھی وقف کرنا چاہیے اسکی تحقیق باب سوم میں (آیۃ) کے لفظ کے بیان میں بتفصیل تمام بہت دلائل سے مرقوم ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

باب دوم

اس میں قرآن مجید کے متعلق سات سو پینتالیس ۷۴۵ حدیثیں ہیں جو چند فصلوں میں بیان کیجاتی ہیں

فصل اول

قرآن مجید کی فضیلت میں

قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
ثَلٰثٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اَلْقُرْاٰنُ يُحَاجُّ الْعِبَادَ
لَهٗ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ وَالْاَمَانَةُ
وَالرَّحِمُ تُنَادِيْ اَلَا
مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ
وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ
شرح السنہ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کے روز تین چیزیں عرش کے نیچے ہوں گی ایک تو قرآن جو (اپنے احکام وحدود ضایع کرنے پر) بندوں سے خصومت کریگا دوسری امانت ہے اور تیسری خویشی وقرابت کہ وہ پکاریگی کہ خبردار ہو جسنے مجھکو دنیا میں جوڑا اور مجھ سے سلوک کیا خدا تعالے بھی آج اسکو جوڑے گا اور اس سے سلوک کریگا۔ اور جس نے دنیا میں مجھکو کاٹا ہے خدائے تعالیٰ آج اسکو کاٹے گا۔

اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ (ترمذی)۔

جس کے سینہ میں کچھ بھی قرآن نہیں وہ ویران گھر کے مانند ہے۔ ترمذی۔

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْجُعِلَ الْقُرْاٰنُ فِیْ اِھَابٍ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ مَا احْتَرَقَ (دارمی)

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر قرآن مجید چمڑے میں رکھکر آگ میں ڈالا جاوے تو نہ جلیگا۔ (دارمی)

ف

یہ نہ جلنا صدق نیت و اعتقاد واثق کی صورت میں ہے کرامت کی طور پر بعضوں نے کہا ہے کہ یہ حضرت کے زمانہ میں حضرت کا معجزہ تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مراد یہ ہی کہ جو کوئی قرآن پڑھے اور عمل کرے اس کے جسم کو دوزخ کی آگ نہیں جلا ئیگی اس واسطے کہ اس کے جسم میں قرآن ہے۔

اَلْقُرْاٰنُ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ۔

قرآن مجید خدا کو محبوب تر ہے آسمان اور زمین اور ان چیزوں سے جو ان میں ہیں۔

اَلْقُرْاٰنُ غِنًی لَا فَقْرَ بَعْدَہٗ وَلَا غِنٰی دُوْنَہٗ۔

قرآن مجید ایک ایسی تونگری ہے کہ اس کے حاصل کرنیکے بعد محتاجی نہیں اور نہ اس کے سوائے کوئی تونگری ہے یعنی تلاوت کرنیوالے کو دل میں استغنا ہوتا ہے۔

اَلْقُرْاٰنُ شَافِعٌ وَّمُشَفَّعٌ وَّمَاحِلٌ مُّصَدَّقٌ مَنْ جَعَلَهٗ اَمَامَهٗ قَادَهٗ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهٗ خَلْفَهٗ سَاقَهٗ اِلَى النَّارِ (طب)

قرآن شفاعت کرنیوالا اور مقبول الشفاعۃ ہے اور ایسا خصم ہے کہ صادق قرار دیا گیا ہے جو کوئی اس کو اپنے آگے رکھیگا اور اس کی پیروی کریگا تو اس کو جنت کی طرف لیجائیگا۔ اور جو اس کو پس پشت ڈالیگا تو اس کو دوزخ کیطرف ہانکے گا۔ (طب)

فَضْلُ الْقُرْاٰنِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ۔

قرآن کی فضیلت دوسرے تمام کلام پر ایسی ہے جیسے خدا کی فضیلت اسکی مخلوق پر ہے۔

اَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ۔

روزہ اور قرآن دونوں بندہ کیلئے شفاعت کریں گے۔

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ۔

قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کیلئے سفارش بنکر آوے گا۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَاِنَّ اَفْضَلَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَّشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا (مسلم)

بعد حمد وثنا پس زیادہ تر سچا کلام کلام اللہ ہے اور بہترین چال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ہے اور بدترین کام بدعت کے کام ہیں (مسلم)

عَنِ الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ قَالَ مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ يَخُوْضُوْنَ۔

حارث اعور سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ مسجد میں گذرا دیکھتا کیا ہوں کہ

فِي الْاَحَادِيْثِ فَدَخَلْتُ
عَلٰى عَلِيٍّ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اَلَا تَرٰى اَنَّ النَّاسَ قَدْ
خَاضُوْا فِي الْاَحَادِيْثِ
قَالَ اَوَ قَدْ فَعَلُوْهَا
قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَمَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ فَقُلْتُ
مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ
نَبَاُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا
بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ
وَهُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ
بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهُ مِنْ
جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ
ابْتَغَى الْهُدٰى فِيْ غَيْرِهٖ
اَضَلَّهُ اللّٰهُ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ
الْمَتِيْنُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ
وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ
وَهُوَ الَّذِيْ لَا يَزِيْغُ بِهِ الْاَهْوَاءُ

لوگوں نے بری کام شروع کردئے ہیں۔ میں حضرت علی کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین کیا آپ نے نہ دیکھا کہ لوگوں نے امور شنیعہ کو شروع کیا ہے آپ نے کہا کیا وہ ایسا کرچکے ہیں میں نے کہا ہاں فرمایا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بندگان خدا ہوشیار ہو قریب تر بہت بڑا فتنہ ہوگا میں نے عرض کی یا رسول اللہ اس فتنہ سے نکلنے کا ذریعہ کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے کہ اس میں ان امتوں کے قصے ہیں جو تمہارے آگے گذری ہیں اور ان حالتوں کی خبریں ہیں جو تمہارے بعد آئیں گی اور تمہاری شریعت کا حکم ہے اور وہ حق و باطل میں فصل کرنیوالا ہے نہ کہ ہنسی کی بات جو سرکش اس کو چھوڑ دے گا حق تعالیٰ اس کی ٹکڑے ٹکڑے کرڈالیگا اور جو کوئی اس کے غیر میں ہدایت طلب کرے گا اللہ اس کو گمراہ کر دے گا اور وہ مضبوط رسی خدا کی ہے اور وہ

وَلَا تَلْبِسُ بِهِ الْاَلْسِنَةُ
وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ
وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ
وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ
هُوَ الَّذِي لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ
اِذَا سَمِعَتْهُ حَتَّى قَالُوا
اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا
يَهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ
فَاٰمَنَّا بِهٖ مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ
وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ اُجِرَ وَمَنْ
حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ وَمَنْ
دَعَا اِلَيْهِ هُدِيَ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ خُذْهَا
اِلَيْكَ يَا اَعْوَرُ رَوَاهُ
الدارمی ۔ والترمذی (مشکوٰۃ)

نصیحت وحکمت والا کلام ہے اور وہ راہ راست ہے اور وہ ایسا کلام ہے جس کو ہوا پرست کچھ نہیں کرسکتے اور نہ کسیکی زبان اسکے ساتھ مختلط ہوتی ہے اور نہ علماء اس کی قرارت سے سیر ہوتے ہیں اور نہ وہ بار بار مکرر پڑھنے سے کہنہ وبدمزہ ہوجاتا ہے یعنے بار بار دھراکر پڑھنے سے اسکا پہلا مزہ متغیر نہیں ہوجاتا اور نہ اس کے عجائب کم ہوتے ہیں وہ وہی کلام ہے جب اس کو جنوں نے سنا تو توقف نہ کرسکے تا آنکہ کہا انا سمعنا قرانا عجبا یھدی الی الرشد فامنا بہ ۔ جو کوئی اس کے مطابق خبر دیگا وہ راست کہیگا اور جو اسپر عمل کرے گا ماجور ہوگا ۔ اور جو اس کے مطابق حکم کرے گا عدل کرے گا اور جو لوگوں کو اسکی طرف بلائے گا راہ راست پا ئیگا حارث اعور کہتے ہیں کہ حضرت علی نے ان باتوں کو سنا کر کہا کہ لو اعور ان کو یاد رکھو ۔

ف

انا سمعنا قرآنا عجبا یهدی الی الرشد فامنا به۔ بے شک سنا ہم نے عجیب قرآن کو جو راہ بتلاتا ہے سیدھے راستہ کی طرف پس ایمان لائے ہم اس پر

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْقُرْاٰنِ اَقْوَامًا وَّیَضَعُ اٰخَرِیْنَ (حم)	اللہ تعالیٰ اس قرآن کے وسیلہ سے بہت سی قوموں کو بلند مرتبہ اور دوسروں کو پست کر دیتا ہے۔ حم۔
اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَأْدُبَۃُ اللّٰہِ فَاقْبَلُوْا مِنْ مَأْدُبَۃِ اللّٰہِ مَا اسْتَطَعْتُمْ (حم)	یہ قرآن مجید اللہ کا طعام ضیافت ہے جس قدر تم طاقت رکھتے ہو اللہ کی ضیافت قبول کرو یعنی کھاؤ۔ حم۔
تَبَارَکَ بِالْقُرْاٰنِ فَھُوَ کَلَامُ اللّٰہِ (ط)	قرآن سے برکت لو کہ وہ کلام خدا ہے۔ (ط)
حَبْلُ اللّٰہِ ھُوَ الْقُرْاٰنُ (ف)	خدا کا قرآن ہی ہے رسی یعنی وسیلہ۔ (ف)
خَیْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْاٰنُ (ہ)	بہترین دوا قرآن ہے۔ (ہ)
سَیِّدُ الْکَلَامِ الْقُرْاٰنُ (ف)	کلام کا سردار قرآن ہے۔ (ف)
عَلَیْکَ بِالشِّفَائَیْنِ الْعَسَلِ وَالْقُرْاٰنِ (ک)	تم شفا دینے والی دو چیزوں کو یعنی شہد اور قرآن کو لازم کر لو۔ (ک)
اِنَّہٗ لَنْ یَتَقَرَّبَ اِلَی اللّٰہِ بِاَفْضَلَ مِمَّا خَرَجَ مِنْہُ (اسد الغابہ) (میزان الاعتدال)	بے شک اللہ تعالیٰ کے تقرب کیلئے قرآن سے کوئی چیز افضل نہیں۔
فَضْلُ الْقُرْاٰنِ	قرآن مجید کو کل

عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ الرَّحْمٰنِ
عَلٰی سَائِرِ عِبَادِہٖ (ھق)
اَلْقُرْاٰنُ ھُوَ الدُّعَاءُ (فر)
اَلْقُرْاٰنُ ھُوَ الدَّوَاءُ (ص)
اَلْقُرْاٰنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (فر)
اَلْقُرْاٰنُ کُلُّہٗ صَوَابٌ (خ)
کُلُّ اٰیَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ دَرَجَۃٌ
فِی الْجَنَّۃِ وَمِصْبَاحٌ فِیْ
بُیُوْتِکُمْ۔ (طبری)
لِیَؤُمَّکُمْ اَکْثَرُکُمْ قِرَاءَۃً
لِلْقُرْاٰنِ۔ (ن)
مَنْ بَلَغَہُ الْقُرْاٰنُ فَقَدْ
شَافَھْتُہٗ (فر)
مَنْ لَّمْ یَسْتَشْفِ بِالْقُرْاٰنِ
فَلَا شِفَاءَ لَہٗ (فر)
مَنْ لَّمْ یَسْتَغْنِ بِالْقُرْاٰنِ
فَلَا اَغْنَاہُ اللّٰہُ (غز)
کُلُّ سَبَبٍ وَّنَسَبٍ
یَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا
سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ اَیِ الْاِیْمَانُ

کلام پر ایسی بزرگی ہے جیسی بزرگی
خداتعالیٰ کو اپنی تمام بندوں پر ہے (ہق)
قرآن ہی دعا ہے۔ (فر)
قرآن ہی دوا ہے۔ (ص)
میرے نزدیک قرآن زمین و آسمان سے
زیادہ پیارا ہے۔ (فر)
کل قرآن راست ہے (خ)
قرآن کی ہر ہر آیت جنت میں ایک
درجہ ہے اور تمہاری گھروں میں چراغ
ہے۔ (طبری)
تمہاری امامت وہی کرے جو تم میں قرآن
کی زیادہ تلاوت کرتا ہے (ن)
جس کو قرآن پہنچا گویا میں نے بالمشافہ
اس سے بات کی (فر)
جس نے قرآن سے تندرستی نہ چاہی
اس کے لئے شفا ہی نہیں (فر)
جو کوئی قرآن کے ذریعہ سے بے نیاز
نہ ہوا اللہ بھی اس کو بے نیاز نہ کرے (غز)
ہر ایک سبب و نسب روز قیامت
منقطع ہوجائیں گے سوائے میرے
سبب و نسب کے۔ مراد ایمان

وَالْقُرْآنُ (معالم) — و قرآن ہے۔ (معالم)

ن

سبب سے مراد ایمان اس وجہ سے ہے کہ حضرت (صلعم) ایمان کے ظاہر کرنے کو تشریف لائے ہیں نسب سے مراد قرآن اس سبب سے ہے کہ قرآن حضرت رسالتمآب علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچاتا ہے نسبت نسب سے ماخوذ ہے۔

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاءُ الْمِيْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَّالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَّالصَّبْرُ ضِيَآءٌ وَّالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ (مُسْلِم)

طہارت نصف ایمان ہے۔ اور الحمد کا ثواب میزان کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ کا ثواب زمین و آسمان کی وسعت کو بھر دیتا ہے اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ایمان ہے اور صبر نور قوی ہے اور قرآن تیری خوبی اور برائی کی دلیل ہے۔ (مسلم)

اَلْقُرْاٰنُ صَعْبٌ مُّسْتَصْعِبٌ عَلٰى مَنْ كَرِهَهٗ۔ (فر)

قرآن اس شخص پر دشوار اور مشکل ہو جاتا ہے جو اس کو مکروہ جانتا (فر)

اَلْقُرْاٰنُ هُوَ النُّوْرُ الْمُبِيْنُ وَالذِّكْرُ الْحَكِيْمُ وَالصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ (هب)

قرآن کھلا نور ہے اور حکمت والی نصیحت ہے اور سیدھی راہ ہے (ہب)

اَلشُّفَعَا خَمْسَةٌ اَلْقُرْاٰنُ

سفارش کرنیوالے پانچ ہیں۔ قرآن

وَالرَّحِمُ وَالْاَمَانَۃُ وَنَبِیُّکُمْ وَاَھْلُ بَیْتِہٖ (فی)	قرابت ۔ امانت ۔ اور تمہارے نبی (یعنی محمد رسول اللہ صلعم) اور انکی اہل بیت (فی)

ف

دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ علماء دشہدا وغیرہم بھی شفاعت کریں گے پس اس حدیث میں حصر مراد نہیں ۔

کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ اِذَا وَرَدَ الْخَصْمُ نَظَرَ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ ثُمَّ فِی السُّنَّۃِ ثُمَّ یَسْئَالُ اَبُوْ بَکْرٍ النَّاسَ وَعُمَرُ یَنْظُرُ قَضَاءَ اَبِیْ بَکْرٍ (تاریخ الخلفا)	ابو بکر و عمر رض کی عادت تھی کہ جب خصم آتا تو قرآن مجید دیکھتے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دیکھتے اگر ان دونوں میں کوئی حکم نہ ملتا تو ابو بکر رض لوگوں سے دریافت کرتے تھے اور عمر رض جناب صدیق کے فیصلوں کو دیکھتے تھے (تاریخ الخلفا)
قَالَ مُقَاتِلٌ مَنْ بَلَغَہُ الْقُرْاٰنُ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فَھُوَ نَذِیْرٌ لَّہٗ	مفسر مقاتل نے کہا ہے کہ جس جن اور انسان کو قرآن پہنچ گیا تو وہ اس کو اللہ کا ڈر سنانے والا ہے ۔ (معالم)

مطلب اس فرمان کا یہ ہے کہ قرآن مجید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے جیسے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اللہ کا ڈر سنانے والے تھے اسی طرح قرآن شریف بھی اللہ تعالیٰ کا ڈر سنانے والا ہے اس لیے رسول خدا نے بھی فرمایا ہے جس کو قرآن پہنچ گیا گویا میں نے بالمشافہہ اس سے باتیں کیں یعنی جو کچھ وعظ و نصیحت میں کرنے والا تھا گویا قرآن نے ان سب کو بیان کر دیا پس جس کو قرآن پہنچا گویا اس کو میری نصیحت پہنچ گئی اور اس نے

قرآن شریف رسول اللہ کا نائب ہے

خاص میری زبان کا کلام سنا

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبِ الْقُرَظِيُّ مَنْ بَلَغَهُ الْقُرْآنُ فَكَأَنَّمَا رَآى مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعَ مِنْهُ (معالم)

محمد بن کعب قرظی نے فرمایا ہے کہ جس کو قرآن پہنچ گیا ہے گویا اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھلیا اور آپکی نصیحتیں سنیں (معالم)

فصل

تلاوت قرآن مجید کی فضیلت

قَالَ غَوْثُ الثَّقَلَيْنِ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا جَلَاءُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ۔

جناب غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ابن عمرؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ یہ دل زنگ آلود ہوتے ہیں جیسے پانی لگنے سے لوہا زنگ آلود ہوتا ہے کسی نے عرض کی یا رسول خدا اسکو صاف کرنے والی کیا چیز ہے فرمایا موت کی کثرت یاد اور قرآن کی تلاوت۔ محدث بیہقی نے اس کی روایت کی ہے۔

إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُحَدِّثَ رَبَّهُ فَلْيَقْرَأِ الْقُرْآنَ۔

جب تم میں سے کوئی چاہے کہ اپنے رب سے کلام کرے تو چاہیے کہ قرآن پڑھے

لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَی اثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْقُرْاٰنَ فَھُوَ یَقُوْمُ بِہٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّھَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا یُنْفِقُ مِنْہُ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّھَارِ ۔ (متفق علیہ)

رشک دو شخص پر کرنا چاہیئے ایک تو وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا اور وہ اسکو رات اور دن میں پڑھا کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص جسکو اللہ نے مال عنایت کیا اور وہ اس کو رات اور دن امور خیر میں خرچ کیا کرتا ہے (یعنی راہِ حق میں) مستحقونکو دیتا ہی۔ (متفق علیہ)

مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا لَا اَقُوْلُ الٓمٓ حَرْفٌ بَلْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّ لَامٌ حَرْفٌ وَّمِیْمٌ حَرْفٌ (ترمذی)

جس نے قرآن کا ایک حرف بھی پڑھا تو اسکی عوض ایک نیکی ہے اور وہ نیکی اپنے دہ چند یعنی ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ سارا الٓمٓ ایک حرف ہی بلکہ الف ایک حرف ہی اور لام ایک حرف ہی اور میم ایک حرف ہی (ترمذی)

مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِیْہِ اُلْبِسَ وَالِدَاہُ تَاجًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ضَوْءُہٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِیْ بُیُوْتِ الدُّنْیَا لَوْ کَانَتْ فِیْکُمْ فَمَا ظَنُّکُمْ بِالَّذِیْ عَمِلَ بِھٰذَا (احمد)

جس نے قرآن کو پڑھا اور اس کے احکام پر عمل کیا تو اس کے والدین کو روز قیامت تاج پہنا ئے جاویں گے جنکی روشنی آفتاب کی روشنی سے کہ دنیا کی گھروں میں ہوتی ہی بڑھکر ہوگی اگر آفتاب تم میں ہوجاوی پھر جس نے اس قرآن پر عمل کیا اس کو کیا خیال کرتے ہو اسکا درجہ تو اس سے بھی کہیں فائق تر ہوگا (احمد)

قَارِئُ الْقُرْاٰنِ وَصَاحِبُ الصَّدَقَةِ لَيْسَتْ لَهُمَا بِعَدْلٍ - (مجمع البحار)

قرآن پڑھنے والے اور خیرات کرنے والے کے برابر کوئی نہیں۔

سَبْعٌ يَجْرِيْ لِلْعَبْدِ اَجْرُهُنَّ وَهُوَ فِيْ قَبْرِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا اَوْ اَجْرٰى نَهْرًا اَوْ حَفَرَ بِئْرًا اَوْ غَرَسَ نَخْلًا اَوْ بَنٰى مَسْجِدًا اَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا اَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ - (بزار)

سات عمل ہیں بندے کے لئے ان کا عمل جاری رہتا ہے اور وہ مرکر اپنی قبر میں پڑا رہتا ہے۔ جس نے علم سکھایا یا نہر جاری کردی یا باولی کھودی یا کھجور کا جھاڑ لگایا یا مسجد بنادی یا مصحف کا وارث کردیا تا اپنا وارث اپنے بعد اس میں پڑھے یا ایسے فرزند کو چھوڑا کہ اس کے مرجانے کے بعد اسکیلئے دعائے مغفرت کرتا رہے۔ (بزار)

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَاْخُذُ مَضْجَعَهٗ فَيَقْرَأُ سُوْرَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ لَهٗ مَلَكًا فَلَا يَقْرَبُهٗ شَيْءٌ يُّؤْذِيْهِ حَتّٰى يَهُبَّ مَتٰى هَبَّ -

جو مسلمان سونے کیلئے اپنے بستر پر آوے اور کلام اللہ کی کوئی سورت پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسپر ایک فرشتہ کو موکل کرواتا ہے تو کوئی ایذا دینے والی چیز اس کے نزدیک آ نہیں سکتی تاآنکہ جب چاہے بیدار ہوتا ہے۔

اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ يُقْرَأُ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ يَكْثُرُ خَيْرُهٗ وَالْبَيْتَ الَّذِيْ

جس گھر میں قرآن پڑھا جاوے اسکی خیر وبرکت بڑھجاتی ہے اور جس گھر میں

لَا یُقْرَأُ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ یَقِلُّ خَیْرُهٗ۔

قرآن نہ پڑھا جاوے اسکی خیر و برکت کم ہو جاتی ہے۔

ثَلٰثَةٌ لَا یَهُوْلُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَلَا یَنَالُهُمُ الْحِسَابُ هُمْ عَلٰی كَثِیْبٍ مِّنْ مِّسْكٍ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنَ الْحِسَابِ رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَاَمَّ بِهٖ قَوْمًا وَهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ الْحَدِیْثَ

تین شخص ہیں کہ قیامت کی بڑی ڈر سے انکو ہول نہ ہوگا اور نہ ان تک حساب کی نوبت پہنچیگی وہ لوگ ایک ٹیلے پر مشک کے کھڑے ہوں گے تا آنکہ خلق حساب و کتاب سے فارغ ہو جائے ایک تو وہ شخص ہے جس نے ذات الٰہی کی دیدار کی طلب میں قرآن پڑھا اور اس کو پڑھکر لوگوں کی امامت کی اور وہ اس سے راضی تھے۔ تا آخر حدیث۔

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كُتِبَ مَعَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا

جس نے راہِ خدا میں قرآن مجید کی تلاوت کی تو اس کا درجہ صدیقوں اور شہیدوں اور پاکبازوں کے ساتھ لکھا جاویگا اور وہ کیسے اچھے رفیق ہیں۔

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ یَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ یُحِلُّ حَلَالَهٗ وَیُحَرِّمُ حَرَامَهٗ حَرَّمَ اللّٰهُ لَحْمَهٗ وَدَمَهٗ عَلَی النَّارِ وَجَعَلَهٗ رَفِیْقَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ

جس نے قرآن پڑھ لیا اور روز و شب کی ساعتوں میں اس کے ساتھ قیام کیا یعنی نماز میں اسکی تلاوت کی اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا یعنی قرآن کے احکام کا اتباع کیا تو اللہ تعالیٰ اسکے گوشت اور خون کو دوزخ پر حرام کردیگا اور اسکو کاتبان لوح محفوظ سے بزرگ اور

حَتّٰی اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ
کَانَ الْقُرْاٰنُ حُجَّۃً لَّہٗ

نیک کار فرشتوں کا ساتھی کردیگا
جب روز قیامت آویگا تو قرآن اسکی
خوبی کی دلیل پہنچادیگا۔

یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ
شَغَلَہٗ ذِکْرِیْ وَتِلَاوَۃُ
کِتَابِیْ عَنْ مَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ
اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ

خدا تعالی نے فرماتا ہے کہ میرا ذکر
اور میری کتاب قرآن مجید کی تلاوت
جسکو دعا کرنیسے باز رکھے تو جو کچھ دعا کرنیوالوں
کو مرحمت کرتا ہوں اس سے بڑھ کر
اس کو عنایت کرتا ہوں۔

اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّہٗ یَاْتِیْ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شَفِیْعًا لِّاَصْحَابِہٖ
(مسلم)

قرآن پڑھا کرو کیونکہ قرآن روز قیامت
اپنے تلاوت کرنیوالوں کا سفارشی ہوگا

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَجْمَعُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ
مِنْ قَتْلٰی اُحُدٍ ثُمَّ یَقُوْلُ
اَیُّھُمَا اَکْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ
فَاِنْ اُشِیْرَ اِلٰی اَحَدِھِمَا
قَدَّمَہٗ فِی اللَّحْدِ (کتاب
التبیان فی آداب حملۃ القرآن)

جمع کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد کے
مقتولوں کے دو دو شخص کو پھر پوچھتے
تھے کون ان دونوں میں قرآن زیادہ
پڑھنے والا ہے جب کوئی ایک کے
طرف اشارہ کیا جاتا تو اس کو قبر میں
پہلے رکھتے تھے۔ (تبیان)

اِقْرَأْ فُلَانُ فَاِنَّھَا السَّکِیْنَۃُ
نَزَلَتْ عِنْدَ الْقُرْاٰنِ اَوْ
تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰنِ۔ (مسلم)

اے فلان قرآن پڑھا کر کیونکہ
وہ تسکین تھی جو قراءت کے وقت
اترتی تھی (مسلم)

ف

ایک صحابی نے سورہ کہف کی تلاوت شروع کی اور ان کے بازو گھوڑا باندھا ہوا تھا اثنائے قرأت میں گھوڑا کودنے لگا اس صحابی نے جو پلٹ کر دیکھا تو ابر کے سے ٹکڑے نظر آئے اس قصہ کو انھوں نے نبی علیہ السلام سے کہا آپ نے جواب میں مداومت تلاوت کا حکم کیا اور یہ بتلا دیا کہ وہ ٹکڑے تسکین تھے۔ اغلب ہے کہ اس صحابی کا نام اُسید تھا جیسے دوسری حدیث میں مصرح ہے۔

مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا طَيِّبٌ (مسلم)

جو ایمان دار قرآن پڑھا کرے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کی بو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی اچھا ہے (مسلم)

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ (ابوداؤد)

جب لوگ کسی خانۂ خدا میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ملکر بعض بعض کو سناتے ہیں تو ان پر تسکین اترتی ہے اور ان کو رحمت ڈھانک لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور خدا ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے اُن فرشتوں میں جو اسکی قربت کی جگہ میں ہیں (ابوداؤد)

مَا قَعَدَ قَوْمٌ فِیْ مَسْجِدٍ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَیَتَدَارَسُوْنَہٗ بَیْنَھُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَحَفَّتْھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ۔ (ترمذی)

جب کوئی قوم مسجد میں بیٹھکر کتاب اللہ کی تلاوت اور آپس میں دور کرتی ہے تو اس پر تسکین اترتی ہے اور رحمت اس کو ڈھانک لیتی ہے اور فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں (ترمذی)

اِذَا قَرَأَ الْقَارِئُ فَاَخْطَأَ اَوْلَحَنَ فِیْہِ اَوْکَانَ اَعْجَمِیًّا کَتَبَہُ الْمَلَکُ کَمَا اُنْزِلَ (فر)

جب قاری قرآن پڑھے اور اس میں خطا یا لحن کرے یعنی اعراب صحیح نہ پڑھے یا وہ کہ زبان ہو تو فرشتہ اس کو ویسا ہی صحیح لکھتا ہے جیسا اترا (فر)

ف حدیث اِذَا قَرَأَ الْقَارِئُ فَاَخْطَأَ۔ اور حدیث رُبَّ تَالٍ لِلْقُرْاٰنِ میں جو تناقض معلوم ہوتا ہے اس کی توفیق مقدمہ میں (ف غلط پڑھنے کا عذر الخ) میں بخوبی مذکور ہے۔ من اراد الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ۔

اَعْبَدُ النَّاسِ اَکْثَرُھُمْ تِلَاوَۃً لِلْقُرْاٰنِ۔ (فر)

لوگوں میں زیادہ تر عابد وہی ہے جو قرآن کو اکثر تلاوت کرے (فر)

اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ قِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ (فر)

سب عبادتوں سے افضل قرآن کی تلاوت ہے (فر)

اَللّٰھُمَّ اَفْقِرِ الْمُعَلِّمِیْنَ کَیْ لَا یَذْھَبَ الْقُرْاٰنُ (فر)

خداوندا قرآن تعلیم کرنیوالوں کو درویش بنا تا قرآن نہ چلا جاوے (فر)

عَلَيْكَ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ قَالَهُ لِمَنْ شَكَى وَجَعًا فِي حَلْقِهِ ـ (هق)

تم اپنے پر قرآن کی تلاوت لازم کرلو یہ حکم اس شخص کو فرمایا تھا جس نے درد حلق کی شکایت کی تھی (ہق)

عَلَيْكُمْ بِالشِّفَائَيْنِ مِنَ الْعَسَلِ وَالْقُرْآنِ (ك)

تم اپنے پر شفا بخشنے والے دو چیز شہد اور قرآن کو لازم کرلو۔ (ک) یعنی بالالتزام استعمال کیا کرو۔

عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّهُ كَلَامُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (فر)

تم اپنے پر قرآن کی تلاوت لازم کرلو کیونکہ وہ پروردگار عالم کا کلام ہے (فر)

قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ مُقَطِّعَةٌ لِلْبَلْغَمِ (فر)

قرآن کی تلاوت بلغم کو کاٹ دیتی ہے (فر)

مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قُنُوْتُ لَيْلَةٍ (حم)

جس نے شب کو سو آیتیں پڑھیں اللہ تعالی اس کے لئے ایک شب کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے (حم)

مَنْ قَرَأَ ثَلٰثَمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ السَّابِقِيْنَ ـ (فر)

جس نے تین سو ۳۰۰ آیتیں پڑھیں تو سابقین میں لکھا جاویگا (فر)

مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ لَمْ يُحَاجِدْهُ الْقُرْآنُ (فر)

جس نے سو آیتیں پڑھیں تو قرآن اس سے خصومت نہ کریگا (فر)

مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِائَةَ آيَةٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ (ك)

جو کوئی شب میں سو آیتیں تلاوت کرے وہ غافلوں میں لکھا نہ جاویگا (ک)

مَنْ قَرَأَ بِمِائَتَيْ آيَةٍ فَقَدْ أَكْثَرَ ـ (فر)

جس نے دو سو ۲۰۰ آیتیں پڑھیں اس نے بہت تلاوت کی (فر)

مَنْ قَرَأَ سِتَّمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْخَاشِعِيْنَ (فر)	جس نے چھ سو آیتیں پڑھیں تو خاشعوں میں لکھا جاویگا (فر)
لَا يَخْرِفُ قَارِئُ الْقُرْآنِ (کر)	قرآن پڑھنے والا پڑھائی سے بڈھا نہیں ہوتا۔ (کر)
يَا بُنَيَّ لَا تَغْفُلْ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ۔ (فر)	بیٹا قرآن کی تلاوت سے غافل نہ ہو۔ (فر)
يَا حُذَيْفَةُ عَلَيْكَ بِكِتَابِ اللّٰهِ (حم)	اے حذیفہ تم کلام اللہ کو اپنے پر لازم کرلو (حم)
يَا سَلْمَانُ عَلَيْكَ بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ (فر)	اے سلمان تم قرآن کی قرأت اپنے پر لازم کرلو (فر)
لِيَؤُمَّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ (ش)	لوگوں کی امامت کلام اللہ کو زیادہ پڑھنے والا کرے۔ (ش)
لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَقْرَؤُكُمْ۔ (فرد)	چاہیئے کہ تم میں سے جو نیک ہو تمہارے لئے وہ اذان کہے اور تم میں سے قرآن اچھا زیادہ پڑھنے والا تمہاری امامت کرے (فرد)
يَؤُمُّكُمْ أَقْرَؤُكُمْ وَإِنْ كَانَ وَلَدُ الزِّنَا (فر)	تم میں زیادہ اچھا قرآن پڑھنے والا تمہاری امامت کرے۔ (فر)
مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَكَأَنَّمَا شَافَهَنِيْ وَشَافَهْتُهُ (فر)	جس نے قرآن پڑھا گویا بالمشافہ اس نے مجھ سے اور میں نے اس سے باتیں کیں (فر)

إِنَّ اللّٰهَ يَنْصِتُ لِلْقُرْآنِ وَيَسْمَعُهُ مِنْ أَهْلِهِ (فر)

خدا تعالیٰ تلاوت قرآن کے وقت متوجہ ہوجاتا ہے اور اس کو اسکے پڑھنے والوں سے خوشنودی کیساتھ سنتا ہے۔ (فر)

قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ (ط)

قید کرو علم کو کتاب خدا کیساتھ (ط)

قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْقُرْآنِ (فر)

علم کو قرآن کے ساتھ قید کرو (فر)

ف

یعنی قرآن مجید کی تلاوت کرو تا تمہارا علم مقید جانور کی طرح تمہارے پاس رہے بعضوں نے حدیث اول میں کتاب سے کتابت کے معنی مراد لئے ہیں اور اس کا مطلب ظاہر ہے۔

اَلْبَيْتُ الَّذِي يُقْرَأُ فِيهِ الْقُرْآنُ لَا يَدْخُلُهُ الشَّيْطَانُ (ابو)

جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا (ابو)

اَلْعَسَلُ شِفَاءٌ مِنَ الدَّاءِ وَالْقُرْآنُ شِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ (معالم التنزیل)

شہد شفا ہے امراض جسمانی کیواسطے اور قرآن شفا ہے دل کی بیماری کے واسطے۔

عَلَيْكُمْ بِالشِّفَائَيْنِ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْعَسَلِ۔ (معالم التنزیل)

لازم کرو تم دو چیز شفا بخشنے والونکو جو قرآن اور شہد ہے۔

يَقُوْلُ اللهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى
مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ
ذِكْرِيْ وَمَسْئَلَتِيْ اَعْطَيْتُهٗ
اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّائِلِيْنَ
وَفَضْلُ كَلَامِ اللهِ عَلٰى
سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ
اللهِ تَعَالٰى عَلٰى خَلْقِهٖ
(ت مي حص حصين)

اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللهِ اَرْبَعٌ
سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ
لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِنَّ بَدَأْتَ
(م ت) هِيَ اَفْضَلُ الْكَلَامِ
بَعْدَ الْقُرْاٰنِ وَهِيَ مِنَ
الْقُرْاٰنِ مَنْ قَالَهَا كُتِبَ
لَهٗ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشَرُ
حَسَنَاتٍ لَاَنْ اَقُوْلَهَا
اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ
الشَّمْسُ (م ت س مص
عو حص حصين)

اَفْضَلُ الذِّكْرِ الْقُرْاٰنُ

فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جس شخص کو
مشغولی قرآن میرے ذکر اور میرے
سے کوئی چیز مانگنے سے باز رکھے
تو میں اس کو اس سے بہتر دوں گا
جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں اور
اللہ کے کلام کی بزرگی دوسرے
کلاموں پر مانند بزرگی اللہ جل شانہٗ
کی ہے مخلوق پر۔ (ت می حص حصین)

زیادہ تر محبوب باتیں اللہ تعالیٰ کے پاس
چار ہیں سبحان اللہ والحمد للہ
ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر
ان چاروں میں جسکو تو اول پڑھے مضائقہ
نہیں (م ت) یہ چار باتیں افضل کلام
ہیں بعد قرآن کے اور یہ چاروں بھی
قرآن میں سے ہیں جو پڑھے انکو
لکھے جاویں گے اسکے واسطے ہر حرف
کے عوض دس نیکیاں قسم ہے اللہ تعالیٰ
کی ان کلمات کا کہنا میرے نزدیک
تمام دنیا سے محبوب تر ہے
(م ت)

افضل ذکر کا قرآن ہے مگر

اِلّا مَا شُرِعَ بِغَیْرِہٖ (حص حصین)	جو غیر قرآن کیساتھ مشروع ہو۔

ف

مثلاً حالت رکوع وسجود میں تسبیح پڑہنی افضل ہے قرآن کے پڑہنے سے بلکہ اس حالت میں قرآن پڑھنا مکروہ وممنوع ہے اور حدیث میں وارد ہے افضل الذکر لا الٰہ الا اللّٰہ۔ رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن جابر مشکوٰۃ باب التسبیح ان دونوں حدیثوں میں ظاہر تعارض ہے اس کی توفیق وتطبیق باعتبار مقام واقرار ہو سکتی ہے جیسے نزع روح کے وقت لا الٰہ الا اللّٰہ کا ورد افضل ہے تلاوت قرآن سے اور امی ان پڑہ پر بھی اور عالم کے واسطے تلاوت قرآن یا یوں کہا جاوے کہ بعد تلاوت قرآن کے ورد لا الٰہ الا اللّٰہ کا دوسرے اذکار سے افضل ہے قرآن کا افضل ہونا لا الٰہ الا اللّٰہ کے ورد سے حدیث احب الکلام الی اللّٰہ اربع میں سابق مذکور ہوا ہے۔

قولہ تعالیٰ وَمِنْکُمْ مَنْ یُّرَدُّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْ لَا یَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْئًا قَالَ عِکْرِمَۃُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ لَمْ یَصِرْ بِھٰذِہِ الْحَالَۃِ (جلالین)	یہ جو خدا تعالیٰ سورۂ حج کے درمیان آدمی کے نشو ونما کے مدارج بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ اور بعض تم میں وہ بھی ہیں جو لٹائے جاتے ہیں طرف رذیل ترعمر کے یہاں تک کہ بھول جاوے بعد جاننے کے اس کے بیان میں عکرمہ تابعی ابن عباس کی شاگرد یہ فرماتے ہیں جو کوئی قرآن پڑھیگا وہ اس بری حالت کو نہ پہنچیگا۔ (جلالین)

اَلْقُرْاٰنُ غِنًی وَلَاغِنٰی دُوْنَہٗ (عقیلی)	قرآن تونگری ہے اس کے سوا کوئی تونگری نہیں۔

ف

قال ابو البقاء الغنی من الاستغناء دل علی ذالک موردہ
جو شخص قرآن سے غنی نہیں ہوا وہ ہمارے میں نہیں اس لئے کہ اس نے
باوجود قرآن جاننے کے محتاج کہلایا یہ بڑی ناشکری کی۔ اتنی بڑی زیادہ
تونگری حاصل ہونے کے بعد پھر محتاجی کا نام نہ لینا چاہئے قال فی مجمع البحار
یحتمل کونہ من التغنی۔ یعنی جو شخص قرآن خوش آواز سے نہیں پڑھتا
وہ ہمارے میں نہیں۔ تغنی الرجل ای استغنی تغنیۃ سرود گفتن
تغنی کذالک کذا فی الصراح۔

قِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ فِی الصَّلٰوۃِ اَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ فِیْ غَیْرِ الصَّلٰوۃِ وَقِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ فِیْ غَیْرِ الصَّلٰوۃِ اَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ الحدیث بیہقی۔	نماز میں قرآن تلاوت کرنا غیر نماز میں تلاوت کرنے سے افضل ہے اور غیر نماز میں تلاوت کرنا سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے بہتر ہے آخر حدیث تک۔ بیہقی
اَدِّبُوْا اَوْلَادَکُمْ عَلٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِیِّکُمْ وَحُبِّ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّ حَمَلَۃَ الْقُرْاٰنِ	تمہاری اولاد کو تین خصلتوں کی تعلیم کرو تمہارے نبی کی محبت اور آپ کے اہل بیت کی محبت اور قرآن مجید کی تلاوت کیونکہ قرآن کے حافظ

فِیْ ظِلِّ اللّٰہِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ مَعَ اَنْبِیَائِہٖ وَاَصْفِیَائِہٖ
(دی۔ و ابن شاذان۔)

اس روز اللہ کے سایہ میں ہوں گے جب اس کے سایہ کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا اس کے انبیاء اور برگزیدہ بندوں کے ساتھ (دی۔ وابن شاذان)

فصل

تعوذ کی فضیلت میں

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَجُلَیْنِ تَسَاتَا بِحَضْرَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ اَحَدُھُمَا غَضَبًا شَدِیْدًا وَ انْتَفَخَتْ اَوْدَاجُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَۃً لَوْ قَالَھَا لَذَھَبَ ذَا عَنْہُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (مسلم)

معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ دو شخصوں نے نبی صلعم کے حضور میں ایک دوسرے کو سب وشتم کرنا شروع کیا ان میں سے ایک کو بہت غصہ آیا اور اس کی شہ رگیں پھولگئیں حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ایک ایسی بات جانتا ہوں کہ اگر یہ اس کو کہے تو اس سے یہ غصہ دفع ہوجاویگا اور وہ بات اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے۔ (مسلم)

لَا یَزَالُ النَّاسُ یَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰی یُقَالَ ھٰذَا خَلَقَ اللّٰہُ الْخَلْقَ

لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے پوچھا کرینگے یہانتک کہ یہ کہا جایگا کہ اللہ نے کل مخلوق کو پیدا کیا

فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَاِذَا قَالُوْ
ذَالِكَ فَقُوْلُوْا اللّٰهُ اَحَدٌ
اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ
يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا
اَحَدٌ ثُمَّ لِيَتْفُلْ عَنْ يَّسَارِهٖ
ثَلٰثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (ابوداؤد)

تو اللہ کو کس نے پیدا کیا پس جب لوگ
یہ کہنے لگیں تو تم کہو کہ خدا ایک ہے
اور بے نیاز ہے اور نہ اس نے
کسی کو جنا اور نہ کسی سے جنا گیا اور
اور نہ اس کی برادری سے پھر لیٹے
بائیں جانب سے تھو کے اور شیطان
مردود سے اللہ کی پناہ مانگے۔
(ابوداؤد)

مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلٰثَ
مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَقَرَأَ
ثَلٰثَ اٰيَاتٍ مِنْ اٰخِرِ
سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللّٰهُ
بِهٖ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ
يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيَ
فَاِنْ مَاتَ فِيْ ذَالِكَ
الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيْدًا
وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ كَانَ
بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ۔

جو کوئی صبح میں تین بار اعوذ باللہ
من الشیطان الرجیم کہے اور سورۃ
حشر کے آخر کے تین آیتیں پڑھے
تو اللہ اس پر ستر ہزار فرشتوں کو
موکل کر دیتا ہے وہ اس پر رحمت
بھیجتے ہیں تا آنکہ شام ہو جائے اگر
وہ شخص اسی دن مر جائے گا تو شہید
ہو کر مرے گا اور جو کوئی اس کو
شب میں کہے گا تو وہ بھی
اسی درجہ میں ہو گا۔

مَنِ اسْتَعَاذَ فِي الْيَوْمِ عَشَرَ
مَرَّاتٍ وَكَّلَ اللّٰهُ تَعَالٰى

جو کوئی ایک دن میں دس بار خدا کی
پناہ مانگے تو اللہ اس پر

مَدْ کَا یَدُ وُ دُعَتُہُ الشَّیْطَانَ

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اَوَّلَ مَا نَزَلَ بِہٖ جِبْرَئِیْلُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ قُلْ یَا مُحَمَّدُ اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ثُمَّ قَالَ قُلْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (رازی)

ایک فرشتہ مقرر کردیگا وہ ملک اس شیطان کو دور ہٹا نکدے گا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب جبرئیل پہلے بار رسول خدا صلعم پر نازل ہوئے تو کہا اے محمد کہو استعیذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم (جب آپ نے یہ پڑھا تو) پھر کہا کہ کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم اقرا باسم ربک الذی خلق۔ (رازی)

ف

اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

میں اس خدا کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ سننے والا اور جاننے والا ہے شیطان مردود سے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شروع کرتا ہوں نام سے خدا کے مہربان رحم فرمانے والے کے۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ پڑھو نام سے اپنے رب کے جس نے پیدا کیا۔ یہ سورہ اقرا کا شروع ہے یہی آیت سب سے پہلے اتری۔

وَکَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَارَۃً یَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔

اور تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کہتے ہیں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالی کی مردود شیطان سے

وَتَارَةً يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ - قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم يَتَعَوَّذُ لِلْقِرَاءَةِ غَيْرَ الْاُوْلٰى بَلْ كَانَ يَنْهَضُ ثُمَّ يَفْتَحُ الْقِرَاءَةَ - وَكَانَ اِبْنُ سِيْرِيْنَ يَسْتَعِيْذُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ وَكَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رضي يَجْهَرُ بِالْاِسْتِعَاذَةِ وَكَانَ اِبْنُ عُمَرَ يُسِرُّ بِهَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ (كشف الغمه)

اور کبھی کہتے ہیں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جو سننے والا جاننے والا ہے مردود شیطان سے اس کے وسوسہ اور پھونکنے اور دم کرنے سے اور کہا ابوہریرہ نے نہیں اعوذ پڑھتے تھے نبی علیہ السلام قرآن پڑھنے کے واسطے پہلے کے سوائے بلکہ برخواست کرتے اور شروع کرتے قرارۃ اور ابن سیرین ہر رکعت میں اعوذ پڑھتے تھے - اور ابوہریرہ اعوذ پکار کر پڑھتے تھے اور ابن عمر آہستہ پڑھتے تھے اعوذ کو (کشف الغمہ)

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے جب نماز شروع کی تو تین دفعہ اللہ اکبر کبیرا کہا اور تین بار والحمد للہ کثیرا اور تین بار سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا بعد از آن کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ (ر ۔ د)	من ہمزہ ونفخہ ونفثہ ۔ رازی ہ و۔ ہمزہ بچشم اشارہ کردن ۔ نفخ دمیدن ۔ نفث دمیدن ۔ وہو اقل من التفل ۔ تفخ دمیدن فوح دمیدن ۔

ف

۲ اللہ اکبر کبیراً ۔ اللہ بہت بڑا ہے ۔ والحمد للہ کثیراً ۔ اور اللہ کے لئے بہت ساری ثنا ہے ۔ وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا ۔ اور میں خدا کی تنزیہ کرتا ہوں صبح اور شام میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم من ھمزہ ونفخہ ونفثہ ۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس شیطان سے کہ رحمت سے ہانکا گیا ہے اور پناہ مانگتا ہوں اس کے وسوسے اور اس کے پھونکنے اور سحر سے ۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ کَبَّرَ ثَلٰثًا وَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (رازی)	ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم جب رات کو تہجد کی نماز میں کھڑے ہوتے تھے تین بار اللہ اکبر کہتے تھے اور پھر کہتے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم (رازی)

ترجمہ میں پناہ مانگتا ہوں اس اللہ تعالیٰ کی جو سننے والا اور جاننے والا ہے شیطان مردود سے ۔

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِیْہِ	مروی ہے جبیر بن مطعم سے وہ اُن کے باپ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا ۔

أَنَّهُ صلعم كَانَ يَقُولُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

حضرت رسول اللہ صلعم قرائت کے آگے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے تھے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قُلْتُ أَعُوْذُ بِاللهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ قُلْ أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَقَالَ هٰكَذَا أَقْرَأَنِيْ جِبْرَئِيْلُ عَنِ اللَّوْحِ عَنِ الْقَلَمِ - (رياض الطالبين)

ابن مسعود سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے کہا۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ سننے والے جاننے والے کی مردود شیطان سے پس کہا مجھکو حضرت نے اے ام عبد کے بیٹے یوں کہہ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مردود شیطان سے پھر فرمایا ایسا ہی پڑھایا مجھکو جبرئیل نے لوح محفوظ سے قلم سے۔ (ریاض الطالبین)

قَالَ الثَّوْرِيُّ وَالْأَوْزَاعِيُّ أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ إِنَّ اللهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (خازن)

کہا ثوری نے اور اوزاعی نے ہیں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں مردود شیطان کی شرارت سے بے شک وہی اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (تفسیر خازن)

شعر

وَقَدْ ذَكَرُوْا لَفْظَ الرَّسُوْلِ فَلَمْ يَزِدْ وَلَوْ صَحَّ هٰذَا النَّقْلُ لَمْ يُبْقِ مُجْمَلَا

ف

شاطبی میں لکھا ہے ذکر کیا ہے محدثین نے کہ پیغمبر خدا نے اعوذ پڑھا سوا اسکو

انھوں نے سورہ نحل کی آیت سے مضمون پر زیادہ نہیں پڑھا۔ یہ دونوں حدیث ضعیف ہیں اگر صحت کو پہنچتے تو قرآن کی ابتدا میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطانِ الرجیم ہی پڑھنا معین ہو جاتا اور کبھی زیادتی جائز نہ ہوتی لیکن یہ دونوں حدیثیں صحت کو نہیں پہنچیں پس باقی رہا لفظ غیر معین جیسا چاہو پڑھو حق یہ ہے کہ باوجود ضعیف ہونے کے مختار پسندیدہ یہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھیں واسطے موافقت آیت کے اگرچہ وہ غیر معین ہے واسطے وارد ہونے حدیث کے اس باب میں فی الجملہ اگرچہ صحت کو نہیں پہنچے لیکن احتمال صحت کا ہے اس لئے کہ زیادت علی القرآن ممنوع ہے

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ولیکن میفزای بر مصطفا

قَالَ تَعَالٰی وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ فَاِذَا قَرَءْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔

فرمایا اللہ تعالیٰ اگر چھو جائے آپکو کسیطرح کا وسوسہ شیطان سے تو پناہ لیجئے اللہ تعالیٰ کی بے شک وہ سنتا اور جانتا ہے جب آپ قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو تو پناہ لیجیو اللہ تعالیٰ کی مردود شیطان سے یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کہکر قرآن شروع کرو۔

اِنْ فِیْ صُدُوْرِھِمْ اِلَّا کِبْرٌ مَّا ھُمْ بِبَالِغِیْہِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔

نہیں ہے ان کفار کے دل میں مگر یہ غرور کرتے ہیں آپ پر بڑھ جانا یہ ان سے نہیں ہو سکتا تو آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو بیشک وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

سورۃ المؤمن

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔
وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ۔

اگر پہونچے آپ کو کسیطرح کا دھوکا مردود شیطان سے تو پناہ بیجیو اللہ تعالیٰ کی بیشک وہی سمیع وعلیم ہے۔
اور کہہ اے میرے پروردگار میں تیری پناہ میں آتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے اور پناہ لیتا ہوں کہ وہ حاضر ہوویں

۵ استعاذہ کا لفظ اور اس میں کمی زیادتی کا بیان

ف

استعاذہ کے الفاظ قرآن وحدیث میں مختلف وارد ہیں تعارض معلوم ہوتا ہے توفیق کی صورت یہ ہے کہ حضرت کو ابن مسعود کی تعلیم لوح محفوظ کے موافق مقصود تھی۔ حق یہ ہے کہ تلاوت قرآن کے واسطے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ خاص ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اسپر اور صفات زیادہ کرنا مثل السمیع العلیم البصیر وغیرہ زیادت علی القرآن ہے اور یہ حرام ہے چنانچہ شاطبیہ میں مذکور ہے

تمثیل

ادعیہ ماثورہ بمثل کنجی کے ہیں بہشت کے دروازہ کا قفل کنجی کے ایک دو دانت کم و زیادہ ہونے سے ہرگز نہیں کھلیگا جس مقام میں جو دعا وارد ہے اسی دعا کے موافق پڑہنا چاہیئے اور عام دعاؤں کو عام رکھنا اس میں اختیار ہے جو دعا قرآن پڑہنے کے واسطے ہے اس کو

اسی کے واسطے خاص رکھنا اور وسوسوں کے واسطے اور ڈرنے وغیرہ کے واسطے جو دعائیں وارد ہیں ہرایک کو اسی الفاظ سے اسی موقع پر پڑھنا چاہیئے۔ اصل اصول یہ ہے کہ اذکار وادعیہ کے الفاظ توقیفی ہیں یعنے صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان پر موقوف ہیں۔ انھوں نے جیسا عمل فرمایا ویسا عمل کرنا چاہیئے تغیر و تبدیل جائز نہیں۔ صحیح البخاری باب الوضوء کے اخیر میں ہے کہ براء بن عازب کہتے ہیں نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو فرمایا جب تو اپنے بچھونے پر جانیکا ارادہ کرے تو وضو کر جیسا نماز کے واسطے وضو کیا جاتا ہے پھر سیدھے کروٹ لیٹ کر پڑھ اللھم اسلمت وجھی الیک وفوضت امری الیک والجأت ظھری الیک رغبۃ ورھبۃ الیک لا ملجأ ولا منجا منک الا الیک اللھم امنت بکتابک الذی انزلت ونبیک الذی ارسلت فان مت من لیلتک فانت علی الفطرۃ واجعلھن اٰخر ما تتکلم بہ قال فرددتھا علی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فلما بلغت اللھم امنت بکتابک الذی انزلت قلت ورسولک قال لا ونبیک الذی ارسلت۔ الغرض براء بن عازب نبیک کی جگہ رسولک پڑھا تو اس کو منع فرمایا کہ نہیں رسولک مت پڑھ بلکہ نبیک پڑھ جیسا میں نے پڑھایا ہے نبیک کا لفظ اس مقام میں مناسب ہونے کے چار سبب امام عینی نے لکھے ہیں قول الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ ۵

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ؎ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ف

الغرض حضرت پیغمبر خدا کی متابعت پوری پوری طور سے کرنی چاہیے انھوں نے جیسا کیا ہے ویسا ہی کرنا کام کرنے کے مقام میں ویسا ہی کام کرے ترک کرنے کے وقت میں ویسا ہی ترک کرے سر مو خلاف نہ کرنا چاہیئے۔

فصل بسم اللہ الرحمن الرحیم کی فضیلتیں

مَنْ رَفَعَ قِرْطَاسًا مِنَ الْاَرْضِ فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِجْلَالًا لَّهٗ تَعَالٰى كُتِبَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَخُفِّفَ عَنْ وَالِدَيْهِ وَاِنْ كَانَا مُشْرِكَيْنِ (رازی)

جب کوئی زمین سے کوئی ایسا کاغذ اٹھائے گا جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس صدیقوں میں لکھا جائے گا اور اس کے ماں باپ سے عذاب تخفیف کیا جاویگا اگرچہ وہ مشرک ہی ہوں (رازی)

اِذَا وَقَعْتَ فِيْ وَرْطَةٍ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَصْرِفُ بِهَا مَا شَاءَ مِنْ اَنْوَاعِ الْبَلَاءِ (ابن السنی)

جب تم کسی بلا میں پڑ جاؤ تو بسم اللہ الرحمن الرحیم ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کہو کہ اللہ تعالیٰ ببرکت ان کلموں کے گوناگوں بلاؤں سے جو کچھ چاہے رد کر دیتا ہے (ابن سنی)

عَنْ عَلِيٍّ رضؓ اَنَّهٗ نَظَرَ اِلٰى رَجُلٍ

حضرت علی رضؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو۔

يَكْتُبُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ جَوِّدْهَا فَاِنَّ رَجُلًا جَوَّدَهَا فَغُفِرَ لَهٗ (رياض الطالبين للسيوطی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھتے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ اس کو خوب واضح لکھو کیونکہ ایک شخص نے اس کو اچھی طرح واضح لکھا تھا اس کے گناہ بخشے گئے (ریاض الطالبین)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنَ الزَّبَانِيَةِ التِّسْعَةَ عَشَرَ فَلْيَقْرَأْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ بِكُلِّ حَرْفٍ جُنَّةً مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ (رياض الطالبين)

ابن مسعود سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا جس کسی کو یہ منظور ہو کہ دوزخ کے انیس [19] پیادوں سے اللہ تعالیٰ اس کو خلاصی بخشے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے کہ خداوند عالم ہر ایک حرف کے عوض سپر یعنی پناہ عطا کرے گا ہر ایک پیادے سے (ریاض الطالبین)

جُنَّةً جیم کو پیش سے پڑھو تو ڈھال کے معنی ہوں گے من کل واحد سے مراد ہر ایک انیس پیادوں سے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر حرف کو ہر پیادہ سے بچنے کی ڈھال بنائے گا۔

رُوِيَ اَنَّ رَجُلًا كَتَبَ اِلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ لِيْ صُدَاعًا لَا يَسْكُنُ فَابْعَثْ لِيْ دَوَاءً فَبَعَثَ اِلَيْهِ

روایت کیا گیا ہے کہ ایک نے حضرت عمر کو یہ لکھا کہ مجھکو ایسا درد سر ہے کہ سکون نہیں پاتا کوئی دوا میرے لیے روانہ کیجیے

تلنسوۃ فکان اذا
وضعہا علی راسہ سکن
صداعہ واذا رفعہا
عاودہ فتعجب ففتحہا
فاذا فیہا کاغذ فیہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم
قال عکرمۃ اول ما
کتب علی اللوح بسم اللہ
الرحمن الرحیم فجعل
اللہ ہذہ الآیۃ امانا
لخلقہ ما داموا علی
قرأتہا (غنیۃ الطالبین)
قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اکتبوہا
فی کتبکم فاذا کتبتموہا
فتکلموا بہا (غنیۃ الطالبین)

آپ نے ایک کلاہ روانہ کی تو وہ مریض جب اپنے سر پر پہن لیتا تھا تو اس کا درد سر موقوف ہوجاتا تھا اور جب سر سے اتار دیتا تھا تو عود کرتا تھا وہ متحیر ہوا اور اس کو کھولا تو اس میں ایک کاغذ تھا جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا تھا۔

کہا عکرمہ نے پہلے جو لکھا گیا لوح محفوظ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے اسی سبب سے ٹھیرایا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو امان اپنی مخلوق کے واسطے جب تک اس کو پڑھتے رہیں۔

(غنیۃ الطالبین)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھو تم اس (بسم اللہ) کو اپنے کتابوں خطوط پر جب اس کو لکھو تو اس کو پڑھتے بھی جاؤ (غنیۃ الطالبین)

ف

اس حدیث سے خطوں پر بسم اللہ لکھنے کا حکم ثابت ہے عربی میں کتاب نامہ وخط کو کہتے ہیں محدثین نے حضرت سرور عالم کے سات خط جمع کئے ہیں کافروں کو لکھے ہیں سو سب پر بھی بسم اللہ لکھی ہوئی ہے۔ اور صلحنامہ لکھوایا تھا اسپر بھی

بسم اللہ لکھی تھی اور ہرقل کے نام کے خط پر بھی بسم اللہ لکھی ہے اور سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو جو لکھا تھا اس پر بھی بسم اللہ کا لکھنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ وَالنَّاسُ عَنْہُ غَافِلُوْنَ۔ عذر کرتے ہیں کہ خطوں پر بسم اللہ لکھے تو پاؤں میں گرے گا بے ادبی ہوگی۔ ان کا جواب یہ ہے کہ تم خطوں پر عبداللہ۔ عبدالرحمٰن۔ عبدالرحیم بھی تو لکھتے ہو۔

تنبیہ۔ بسم اللہ لکھا ہوا کاغذ غفلت ونادانی سے پاؤں میں پڑ جائے تو وہ معاف ہے اگر کوئی کاغذ جس پر بسم اللہ لکھا ہو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے لحاظ سے اٹھائے تو وہ صدیقین میں لکھا جائے گا اس کے ماں باپ کے عذاب کی تخفیف ہوگی اگرچہ کافر ہوں جیسا اوپر مذکور ہوا۔

لَا یُرَدُّ دُعَاءٌ اَوَّلُہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (غنیۃ الطالبین)

نہیں رد ہوتی وہ دعا جس کے اول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہو۔ (غنیۃ الطالبین)

اِنَّ اُمَّتِیْ یَاْتُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ یَقُوْلُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَتَثْقُلُ حَسَنَاتُھُمْ فِی الْمِیْزَانِ (غنیۃ الطالبین)

بیشک میری امت آویگی قیامت کے دن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتے ہوئے تو بھاری ہو جاویں گے ان کے نیکیاں ترازو میں۔ (غنیۃ الطالبین)

تذئیل

جو کام شریعت کے مطابق ہو اس میں بسم اللہ لینے کی تاکید اور ان خاص اعمال کا ذکر جن میں بسم اللہ کہنا شارع کی جانب سے افضل اور موجب کثرت ثواب بتلایا گیا ہے۔

کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا یُبْدَءُ

ہر ایک اہم کام جس میں بسم اللہ سے

فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ قُطِعَ (حق)

يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنَّ حَفَظَتَكَ لَا تَبْرَحُ اَنْ تَكْتُبَ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰى تَفْرُغَ وَاِذَا غَشِيْتَ اَهْلَكَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنَّ حَفَظَتَكَ يَكْتُبُوْنَ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِذَا رَكِبْتَ دَابَّةً فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يُكْتَبُ لَكَ الْحَسَنَاتُ بِعَدَدِ كُلِّ خُطْوَةٍ وَاِذَا رَكِبْتَ السَّفِيْنَةَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ تُكْتَبُ لَكَ الْحَسَنَاتُ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْهَا (رازی)

سَتْرُ مَا بَيْنَ اَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِىْ اٰدَمَ اِذَا نَزَعُوْا ثِيَابَهُمْ اَنْ يَقُوْلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع نہ کیا جاوے وہ خیر وخوبی سے علیحدہ رہے گا۔ (حق)

اے ابوہریرہ جب تو وضو کرے تو بسم اللہ کہو کیونکہ تیرے محافظ فرشتے تیرے لیے نیکیاں لکھا کریں گے تیرے وضو سے فارغ ہونے تک اور جب تو اپنی بی بی سے صحبت کرے تو بسم اللہ کہو کہ تیری محافظ فرشتے تیرے لئے نیکیاں لکھیں گے تیرے غسل جنابت سے فارغ ہونے تک اے ابوہریرہ جب تو جانور پر سوار ہو تو بسم اللہ والحمد للہ کہو کہ تیرے لئے ہر ہر قدم کی شمار پر نیکیاں لکھی جاویں گی اور جب کشتی پر سوار ہو تو بسم اللہ کہہ کہ تیرے اس سے اترنے تک تیرے لئے نیکیاں لکھی جاویں گی

(رازی)

جب بنی آدم اپنے کپڑے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر اتاریں تو ان کے ستر اور جنوں کی آنکھوں کے درمیان وہ پردہ ہوجاوے گی۔

لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّا يَذْكُرُ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ -
يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِنْ اَكَلْتَ طَعَامَكَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ (ابو)
يَا غُلَامُ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَمِمَّا يَلِيْكَ (خ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِفْتَاحُ كُلِّ كِتَابٍ (خط)
قَالَ الشَّعْبِيُّ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم يَكْتُبُ فِيْ بَدْءِ الْاَمْرِ عَلٰى رَسْمِ قُرَيْشٍ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ حَتّٰى نَزَلَ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا فَكَتَبَ بِسْمِ اللّٰهِ حَتّٰى نَزَلَتْ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ فَكَتَبَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى نَزَلَتْ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَكَتَبَ مِثْلَهٗ (معالم)

اس شخص کا وضو درست نہ ہوگا جو اس پر بسم اللہ نہ کہے گا -
اے ابوہریرہ اگر تم اپنا کھانا کھاؤ تو بسم اللہ کہو (ابو)
اے لڑکے اللہ کا نام لے اور اپنے داہنے ہاتھ سے کھا اور جو تیرے نزدیک اور سامنے ہو اس میں سے لے (خ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر ایک کتاب کی کنجی ہے - (خط)
شعبی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم ابتدائے اسلام میں قریش کی عادت پر باسمک اللھم لکھا کرتے تھے تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی (وقال ارکبوا فیھا بسم اللہ مجرٖیھا) تو آپ بسم اللہ لکھنے لگے تا آنکہ جب یہ آیت نازل ہوئی (قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ) تو آپ نے یہ لکھا بسم اللہ الرحمٰن یہاں تک کہ جب یہ آیت اتری (اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) تو آپ نے ایسا ہی لکھنا اختیار کیا -

(معالم)

ف

رات دن کی چوبیس (۲۴) ساعت ہیں پانچ ساعتوں میں پانچ نمازیں ہیں باقی انیس (۱۹) ساعت ہیں ہر کام پر بسم اللہ کہنا رات دن عبادت میں گذارنا ہے (وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق)۔

تذنیب بسم اللہ الرحمن الرحیم داخل قرآن ہے

اَوَّلُ مَا اُلْقِیَ اِلَیَّ مِنَ الْوَحْیِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (ط)

پہلی وحی جو مجھ پر نازل ہوئی وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے (ط)

کَانَ لَا یَعْرِفُ فَصْلَ سُوْرَۃٍ حَتّٰی یَنْزِلَ عَلَیْهِ بِسْمِ اللّٰهِ (ط)

آنحضرت صلعم ایک سورہ کا فرق دوسری سورت سے نہیں پہچانتے تھے تاآنکہ آپ پر بسم اللہ نازل ہوئی (ط)

اِذَا قَرَأْتُمْ اُمَّ الْقُرْاٰنِ فَلَا تَدَعُوْا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَاِنَّهَا اٰیَاتُهَا۔ (ثعلبی)

جب تم سورہ فاتحہ پڑھوگے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نہ چھوڑو کیونکہ اس کی آیتوں میں سے یہ بھی ایک آیت ہے (ثعلبی)

فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ سَبْعُ اٰیَاتٍ اُوْلٰهُنَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (ایضًا)

سورہ فاتحہ سات آیتیں ہیں ان میں کی پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ (ایضًا)

مَنْ تَرَكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَدْ تَرَكَ اٰيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ (ثعلبی)

جس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم چھوڑ دی اس نے کتاب اللہ کی ایک آیت چھوڑ دی۔ (ثعلبی)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فَعَدَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَةً (شافعی)

ام سلمہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلعم نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور بسم اللہ کو ایک آیت شمار کیا۔ (شافعی)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم فِي الْمَسْجِدِ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّيْ فَافْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَتَعَوَّذَ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صلعم فَقَالَ لَهٗ يَا رَجُلُ قَطَعْتَ عَلٰى نَفْسِكَ الصَّلٰوةَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنَ الْحَمْدِ مَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ تَرَكَ اٰيَةً مِنْهَا وَمَنْ تَرَكَ اٰيَةً مِنْهَا فَقَدْ قَطَعَ الصَّلٰوةَ (ثعلبی)

ابو ہریرہ رضی سے مروی ہے انہوں نے کہا میں رسول خدا صلعم کیساتھ مسجد میں تھا اتنے میں ایک شخص نماز پڑھنے آیا اور نماز شروع کی اور اعوذ پڑھا بعد کہا الحمد للہ رب العالمین نبی صلعم نے یہ سنکر فرمایا اے شخص تو نے اپنی نماز قطع کردی کیا تجھے نہیں معلوم کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۂ فاتحہ میں داخل ہے جو شخص اس کو چھوڑ دے گا تو اس نے فاتحہ کی ایک آیت ہی چھوڑ دی اور جو کوئی ایک آیت چھوڑیگا تو اس نے اپنی نماز قطع کی (ثعلبی)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم

صحابی انس رضی سے مروی ہے کہ اتفاقاً نبی صلعم

بَیْنَ اَظْہُرِنَا اِذْ اَغْفٰی اِغْفَاءَۃً
ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ مُبْتَسِمًا
فَقُلْنَا مَا اَضْحَکَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
قَالَ نَزَلَتْ اٰنِفًا عَلَیَّ سُوْرَۃٌ
فَقَرَاَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ
الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ
اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ
(مسلم)

ہم میں بیٹھے تھے پھر آپ یکایک خواب میں سے گئے پھر تبسم کرتے ہوئے سر اٹھایا ہم نے عرض کی یا رسول اللہ کس بات نے آپ کو ہنسایا حضرت نے فرمایا کہ ابھی مجھ پر ایک سورۃ نازل ہوئی پھر آپ نے یہ پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم انا اعطیناک الکوثر الخ (مسلم)

قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ کَانَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ ھِیَ سَبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ
الْعَظِیْمُ وَھِیَ سَبْعُ اٰیَاتٍ اِحْدٰھُنَّ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَھِیَ فَاتِحَۃُ
الْکِتَابِ وَاُمُّ الْقُرْاٰنِ
وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سَبْعُ اٰیَاتٍ
اُوْلٰھَا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ (کشف الغمہ)

کہا ابو ہریرہ نے فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ (سورت) الحمد للہ رب العالمین۔ وہ سات آیتیں دُہرائی گئی ہیں اور وہ قرآن بزرگ ہے ایک ان سات آیتوں میں کی بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے اور وہ فاتحۃ الکتاب اور ام القرآن ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ الحمد للہ رب العالمین سات آیت ہیں پہلی ان کی بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے (کشف الغمہ)

سُئِلَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ
كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَقَالَتْ كَانَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَقْرَءُ بِسْمِ اللّٰہِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ
لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ
اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ
نَسْتَعِیْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ
قَطَّعَهَا اٰیَةً اٰیَةً وَعَدَّهَا
عَدَّ الْاَعْرَابِ سَبْعَ اٰیَاتٍ
عَلٰی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ اٰیَةً وَلَمْ یَعُدَّ
عَلَیْهِمْ اٰیَةً (کشف الغمہ)
كَانَ جَابِرٌ رض یَقُوْلُ قَالَ
لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَیْفَ تَفْتَتِحُ
الصَّلٰوۃَ

ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا گیا
کہ کس طرح تھی قراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی تو انہوں نے کہا کہ پڑھتے تھے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسم اللہ
الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب
العالمین ۵ الرحمٰن الرحیم ۵ مالک
یوم الدین ۵ ایاک نعبد وایاک
نستعین ۵ اھدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیھم
غیر المغضوب علیھم
ولا الضالین جدا جدا
اس کو ایک ایک آیت کر کے پڑھا
آیتوں کو اچھی طرح شمار کیا واسطے
تمیز کرنے سات آیتوں کے اور
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ایک
آیت گنا اور علیہم کو علیحدہ ایک
آیت نہ شمار کیا۔
(کشف الغمہ)
جابر رض کہتے تھے کہ پوچھا مجھ سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کس طرح
شروع کرتا ہے تو نماز کو

يَا جَابِرُ فَقُلْتُ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (کشف الغمہ)

اے جابر میں نے کہا الحمد للہ رب العالمین سے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہہ بسم اللہ الرحمن الرحیم (کشف الغمہ)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ رض يَقُوْلُ اقْرَؤُا بِهَا فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاِنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ عَلٰى اَحَدٍ بَعْدَ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَّا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلٰى كِتَابَةِ الْمُصْحَفِ فِي الْاِمَامِ وَفِيْهِ الْبَسْمَلَةُ اَوَّلَ الْفَاتِحَةِ وَاَوَّلَ كُلِّ سُوْرَةٍ۔ (کشف الغمہ)

اور کہا زہری نے کہ پڑھو اس کو ہر رکعت میں بیشک وہ نہیں نازل ہوا کسی پر بعد سلیمان کے مگر نبی علیہ السلام پر اور بیشک جمع ہوئے صحابہ رض لکھنے پر مصحف کے امام میں اور اس امام میں بسم اللہ ہے اول میں فاتحہ کے اور اول میں ہر سورت کے۔

(کشف الغمہ)

امام اصطلاح قرا میں مصحف عثمانی کو کہتے ہیں۔

كَانَ يَفْتَتِحُ صَلٰوتَهٗ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (ت)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نماز کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرتے تھے (ت)

فصل سورۃ الفاتحہ کی فضیلت میں

اس سورت کے کئی نام اور بھی ہیں اُمُّ الْقُرْاٰنِ قرآن کی ماں اُمُّ الْکِتَابِ

کتاب کی ماں۔ سَبْعُ الْمَثَانِی سات آیتیں دُھرائی گئی ہوئی اَلْوَافِیَۃُ مطلب کو پورا کرنیوالی۔ اَلشَّافِیَۃُ بیماری سے شفا بخشنے والی۔ اَلْکَافِیَۃُ کفایت کرنیوالی اَلْاَسَاسُ مطالب کا پایہ۔ سُوْرَۃُ الْکَنْزِ۔ سورہ خزانہ سُوْرَۃُ الْحَمْدِ۔ حمد کرنیکی سورت۔ سُوْرَۃُ الشُّکْرِ۔ شکر کی سورت سُوْرَۃُ الدُّعَاءِ۔ دعا کرنیکی سورت۔ تَعْلِیْمُ الْمَسْئَلَۃِ۔ مانگنے کا طریقہ سکھانیوالی سورت۔ سُوْرَۃُ الصَّلٰوۃِ۔ نماز کی سورت۔ سُوْرَۃُ الشِّفَاءِ تندرستی کی سورت۔ سُوْرَۃُ الرُّقْیَۃِ۔ دم کرنیکی سورت۔ اَلْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ بزرگ قرآن۔

اَعْظَمُ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

قرآن میں بڑے مرتبہ والی سورت الحمد للہ رب العالمین ہے۔

فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ اَعْظَمُ سُوْرَۃٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ

فاتحۃ الکتاب بڑی سورت ہے قرآن کی یہ ہی سات آیتیں ہیں دُہرائی گئی اور قرآن بزرگ نکالا اس کو بخاری اور ابو داؤد ابن ماجہ نے

فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ هِیَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ (حم)

سورہ فاتحہ تمام قرآن کی ماں یعنی اصل ہے (حم)

ف

جتنے باتیں قرآن میں ذکر کی گئیں ان سب کی اصل اس سورت میں موجود ہے گویا وہ مقدمہ ہے اس کی تحقیق ہدایۃ الاخوان اور ہدایۃ الرحمان میں ہے۔

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ تَعْدِلُ بِثُلُثَيِ الْقُرْآنِ (عبد)

سورۂ فاتحہ قرآن کے دو ثلث کے برابر ہے (عبد)

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ لِمَا قُرِئَ لَهُ (بیہقی)

سورۂ فاتحہ ان سب کاموں کیلئے مفید ہے جنکے لئے تلاوت کیجاوے (بیہقی)

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ أُنْزِلَتْ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ (ابن راہویہ)

سورۂ فاتحہ اس خزانہ سے نازل کی گئی ہے جو عرش کے نیچے ہے (ابن راہویہ)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّ إِبْلِيسَ رَنَّ حِينَ أُنْزِلَتْ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ زاری کر کر رویا ابلیس جب اتری سورت فاتحۃ الکتاب

اِبْنُ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ فَقَالَ هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ نَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ أَبْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا

ابن عباس نے کہا کہ ایکبار اتفاقاً جبرئیل نبی صلعم کے پاس بیٹھے تھے کہ یکبیک آپ کو کوئی چیز کھل جانیکی آواز آئی جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ ایک دروازہ ہے آسمان کا کہ آج ہی کھولا گیا ہے اس سے آگے کبھی نہیں کھولا گیا تھا اس دروازے سے ایک فرشتہ اترا کہا کہ یہ فرشتہ جو زمین پر اترا ہے اس دن کے سوائے پہلے کبھی نہیں اترا تھا پھر وہ فرشتہ نبی علیہ السلام کو

لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَهُ۔ (مسلم)

سلام کیا اور کہا آپ کو دو نوروں کی خوشخبری ہے جو آپ کو مرحمت ہوئے کسی نبی علیہ السلام کو مرحمت ہوئے نہ تھے ایک نور سورۂ فاتحہ ہے اور دوسرا نور بقرہ کی آیتیں ہیں جو حرف ان میں کا آپ پڑھیں گے اس کا ثواب عطا کیا جائے گا (مسلم)

إِذَا وَضَعْتَ جَنْبَكَ عَلَى الْفِرَاشِ وَقَرَأْتَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ فَقَدْ أَمِنْتَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا الْمَوْتَ (رواہ البزار)

جب رکھے تو اپنے پہلو بچھونے پر اور فاتحۃ الکتاب اور قل ہو اللہ احد پڑھے بیشک تو امن پائیگا ہر شی سے سوائے موت کے (روایت کیا اسکو بزاز) نے

فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ (دارمی)

فاتحۃ الکتاب میں ہر ایک مرض کی دوا ہے۔ (دارمی)

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِنَ السَّمِّ (هق)

سورۂ فاتحہ زہر کی شفا ہے۔ (ہق)

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ (هق)

سورۂ فاتحہ ہر بیماری کی دوا ہے (ہق)

عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَوَّذَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تَفْلًا (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

سائب بن زید سے روایت ہے کہ پناہ میں دیا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاتحہ الکتاب سے دم کر کے (روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں)

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُوْتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي الطُّوَلِ وَاُوْتِيَ مُوْسٰى سِتًّا فَلَمَّا اَلْقَى الْاَلْوَاحَ رُفِعَتْ ثِنْتَانِ وَبَقِيَتْ اَرْبَعٌ (د)

ابن عباس سے روایت ہے کہا کہ رسول خدا صلعم کو مکرر اور دراز آیتیں سات عطا ہوئیں یعنی سورۂ فاتحہ اور موسیٰ کو چھے جب موسیٰ نے تختیاں ڈالدیں تو دو آسمان پہ اٹھالی گئیں اور چار باقی رہیں (د)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ كَيْفَ تَقْرَاُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَرَاَ اُمَّ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا اُنْزِلَتْ فِي التَّوْرٰاةِ وَلَا فِي الْاِنْجِيْلِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ وَلَا فِي الْقُرْاٰنِ مِثْلُهَا وَاِنَّهَا سَبْعٌ مِنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ (ت)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ابن کعب سے فرمایا تم نماز میں کسطرح پڑھتے ہو تو انہوں نے سورۂ فاتحہ تلاوت کی رسول خدا صلعم نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی سورہ اس کے برابر نہ توراۃ میں اتارا گیا نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن میں اور وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھکو دیا گیا ہے۔ (ت)

مَنْ قَرَاَ اِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ اَنْ يَّثْنِيَ رِجْلَهٗ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔

جو کوئی روز جمعہ امام سلام پھیرنے کے بعد اپنا پیر بدلنے سے پہلے سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق۔

وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سَبْعًا سَبْعًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ (ابو سعید قشیری)	اور قل اعوذ برب الناس سات سات بار پڑھے تو اللہ اس کے گناہ معاف فرماتا ہے جو آگے ہو گئے یا پیچھے ہوں گے (ابو سعید قشیری)
فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَاٰيَةُ الْكُرْسِيِّ لَا يَقْرَؤُهُمَا عَبْدٌ فِيْ دَارٍ فَيُصِيْبُهُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ عَيْنُ اِنْسٍ اَوْجِنٍّ (فر)	سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی جب بندہ گھر میں پڑھتا ہے اس روز کسی انسان یا جن کی نظر نہیں لگتی۔ (فر)
فَاتِحَةُ الْكِتَابِ تُجْزِئُ مَا لَا يُجْزِئُ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَلَوْ اَنَّ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ جُعِلَتْ فِيْ كِفَّةِ الْمِيْزَانِ وَجُعِلَ الْقُرْاٰنُ فِي الْكِفَّةِ الْاُخْرٰى لَفُضِّلَتْ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ عَلَى الْقُرْاٰنِ سَبْعَ مَرَّاتٍ (فر)	سورہ فاتحہ ان باتوں میں کفایت کرتی ہے جن باتوں میں باقی قرآن کافی نہیں ہوتا اور اگر سورہ فاتحہ رکھی جاوے ایک پلڑے میں اور تمام قرآن رکھا جائے ایک پلڑے میں تو البتہ بھاری ہو گی فاتحۃ الکتاب قرآن سے سات درجہ۔ (فر)
اَفْضَلُ الذِّكْرِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (بیہقی)	افضل ذکر الحمد للہ ہے۔ (بیہقی)
اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (ت ہ)	افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور افضل دعا الحمد للہ ہے (ت ہ)

خَيْرُ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
(رواہ احمد)

بہتر سورۃ قرآن میں الحمد للہ رب
العالمین ہے۔
(روایت کیا اسکو احمد) نے

اَفْضَلُ الْقُرْاٰنِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ
فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَالْحَاكِمُ)

بزرگ قرآن کا الحمد للہ رب العلمین
ہے (نکالا اس کو بیہقی نے)
شعب الایمان میں اور حاکم نے

اَعْظَمُ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
البخاری حدیث ابی سعید۔

بڑی سورت قرآن میں الحمد للہ
رب العالمین ہے۔ (بخاری)
حدیث ابی سعید)

مَنْ قَرَأَ عِنْدَ تَسْلِيْمِ الْاِمَامِ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ اَنْ يَّثْنِيَ
رِجْلَهُ وَقَبْلَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِاُمِّ
الْقُرْاٰنِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ سَبْعًا سَبْعًا
حُفِظَ لَهُ دِيْنُهُ وَدُنْيَاهُ
وَاَهْلُهُ وَوَلَدُهُ اِلَى
الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى۔
(ابن حبیب)

جو کوئی روز جمعہ امام سلام پھیرنے کیوقت
پیر پلٹانے اور بات کرنے سے پہلے
سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ اور معوذتین
سات سات بار پڑھے تو اسکے
دین و دنیا اور عورت بچے دوسرے
جمعہ تک حفاظت کئے جاویں گے
(ابن حبیب)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ

عبادہ بن صامت سے مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اس شخص کی نماز نہیں

لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (متفق علیہ)	جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔ (ق)
وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَصَاعِدًا (مشکوٰۃ)	مسلم کی ایک روایت میں ہے اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جس نے سورۂ فاتحہ اور کچھ اس پر بڑھا کر نہ پڑھا۔ (مشکوٰۃ)
لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالسُّوْرَةِ (ابن عدی)	نماز نہیں ہوتی مگر سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت سے (ابن عدی)
لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَآيَتَيْنِ مَعَهَا (الطبرانی)	نماز نہیں ہوتی جب تک سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ دو آیتیں نہ ہوں (طبرانی)
لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِقِرَاءَةٍ أَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (الدارقطنی)	نماز نہیں ہوتی مگر قرأت کیساتھ یا سورۂ فاتحہ کے ساتھ (دارقطنی)
لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ أَوْ غَيْرِهَا (ابن عدی)	نماز نہیں ہوتی مگر فاتحہ کیساتھ اس کے سوا دوسری سورت کیساتھ (ابن عدی)
لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَآيَتَيْنِ مِنَ الْقُرْآنِ (الطبرانی)	نہیں ہوتی نماز جب تک سورۂ فاتحہ اور دو آیتیں قرآن کے نہ ہوں (طبرانی)
لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ (بیہقی)	نماز نہیں ہوتی مگر جب تک سورۂ فاتحہ اور زیادہ نہ ہو۔ (بیہقی)
لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِقَوْلِكَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ (امام احمد)	نماز نہیں ہوتی جب تک تم سورۂ فاتحہ اور کچھ زیادہ نہ پڑھو۔ (امام احمد)

كُلُّ صَلٰوةٍ لَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ (امام احمد)

جس نماز میں ام القرآن یعنی سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جاسے وہ ناقص ہے (امام احمد)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُنَادِيَ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ نماز ابوداؤد

ابی ہریرہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلعم نے مجھکو حکم کیا کہ میں لوگوں میں پکار کر کہدوں کہ نماز نہیں ہوتی جبتک سورۂ فاتحہ اور کچھ اس سے بڑھکر نہ ہو

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ صَلٰوةٍ لَا يُقْرَأُ فِيْهَا فَهِيَ خِدَاجٌ قَالَ الْبُخَارِيْ وَزَادَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

عائشہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ہر ایک نماز جسمیں قرآن نہ پڑھا جاوے وہ ناقص ہے بخاری نے کہا ہے کہ یزید بن ہارون نے لفظ (سورۂ فاتحہ) بڑھایا ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ صَلٰوةٍ لَمْ يُقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْكِتَابِ فَهِيَ مُخْدَجَةٌ۔

عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور اس نے اُن کے دادا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی گئی وہ ناقص ہے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ اَمَرَنَا نَبِيُّنَا صلعم اَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ

ابی سعید خدری سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے نبی علیہ السلام نے ہمیں حکم کیا ہے کہ نماز میں سورۂ فاتحہ اور جو کچھ سہل ہو پڑھ لو۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ صَلٰوةٍ لَا یُقْرَأُ فِیْهَا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ فَهِیَ خِدَاجٌ۔

عمرو بن شعیب سے مروی ہے یہ روایت اُن کے باپ سے اُن کے دادا سے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جاوے وہ ناقص ہے۔

قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ وَعَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ۔

ابی ہریرہ اور بی بی عائشہ نے فرمایا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی وہ کامل نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ ثُمَّ خِدَاجٌ۔

عائشہ رض سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے جس نے کوئی ایک نماز پڑھی اور اسمیں سورۂ فاتحہ تلاوت نہ کی تو ناقص ہے پھر ناقص ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَا یَقْرَأُ فِیْهَا بِاُمِّ الْکِتَابِ فَهِیَ خِدَاجٌ ثُمَّ هِیَ خِدَاجٌ غَیْرُ تَمَامٍ ثَلٰثًا۔

ابی ہریرہ سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ کو نہ پڑھا تو وہ ناقص ہے پھر ناقص ہے پوری نہیں یہ آپ نے تین بار کہا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے۔

قَالَ اَیُّمَا صَلٰوۃٍ لَمْ یُقْرَأْ فِیْهَا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَهِیَ خِدَاجٌ قَالَ اَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُخْرُجْ فَنَادِ فِی الْمَدِیْنَۃِ اَنْ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِقُرْاٰنٍ وَلَوْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَمَا زَادَ -

فرمایا جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جاوے وہ ناقص ہے -
ابو عثمان نہدی کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہؓ کو یہ کہتے سنا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جا کر مدینہ میں یہ پکار دو کہ کہ نماز بغیر قرآن کے نہیں ہوتی اگرچہ سورۂ فاتحہ اور اس پر کچھ زیادہ ہو یعنی ادنیٰ درجہ قراءت کا یہ ہے -

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ -

صحابی ابی قتادہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ نماز میں سورۂ فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیئے -

لَا تُقْبَلُ الصَّلٰوۃُ لَا یُقْرَأُ فِیْهَا بِاُمِّ الْکِتَابِ -
کُلُّ صَلٰوۃٍ لَا یُقْرَأُ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ - (بیہقی)

وہ نماز قبول نہیں ہوتی جس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی -
جو نماز کہ اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جاوے وہ ناقص ہے - بیہقی -

ف

یہ سب احادیث (لا صلوٰۃ الا) کے حضرت امام اعظمؒ کے مذہب میں بسبب آیت (فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ) کے ماؤل ہیں جیسے (لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد) ای کاملۃ ان احادیث سے سورۂ فاتحہ کی فرضیت

ثابت نہیں ہوتی ہاں منفرد اور امام پر سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور مقتدی پر واجب نہیں۔

فصل سورۂ بقرہ کی فضیلتوں میں

لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ يُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ (مسلم)

تمہارے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (مسلم)

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ تُوِّجَ بِتَاجٍ فِي الْجَنَّةِ (هق)

جو کوئی سورۂ بقرہ پڑھیگا جنت میں تاج پہنایا جائے گا۔ (ہق)

لَوْ تَمَّتِ الْبَقَرَةُ ثَلٰثَمِائَةِ اٰيَةٍ لَتَكَلَّمَتِ الْبَقَرَةُ مَعَ النَّاسِ (فر)۔

اگر سورت بقرہ پورے تین سو آیتیں ہوتے تو گائ لوگوں سے کلام کرتے (فر)

ف۔ سورۂ بقرہ کے دو سو چھیاسی آیت ہیں یا تین سو کو چودہ آیتیں کم ہیں۔

اِقْرَأُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ (عجائب البیان)

پڑھو تم دو روشن سورتوں کو جو سورۂ بقرہ اور آل عمران ہیں (عجائب البیان)

مَنْ قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَاٰلَ عِمْرَانَ جَاءَتَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَقُوْلَانِ رَبَّنَا لَا سَبِيْلَ عَلَيْهِ (رواہ الدارمی)

جو شخص پڑھے سورۂ بقرہ اور آل عمران آویں گے وہ دونوں قیامت کے دن وہ کہیں گے اے ہمارے رب نہیں راستہ اس شخص پر یعنی عذاب نہیں (روایت کیا اس کو دارمی نے)

إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا وَإِنَّ
سَنَامَ الْقُرْآنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ
مَنْ قَرَأَهَا فِي بَيْتِهِ لَيْلًا لَمْ
يَدْخُلْهُ شَيْطَانٌ ثَلَاثَ
لَيَالٍ وَمَنْ قَرَأَهَا فِي بَيْتِهِ
نَهَارًا لَمْ يَدْخُلْهُ شَيْطَانٌ
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ (ع طب حب هب)

أَفْضَلُ الْقُرْآنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ
وَأَعْظَمُ آيَةٍ مِنْهَا آيَةُ الْكُرْسِيِّ
وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخْرُجُ مِنَ
الْبَيْتِ إِنْ يَسْمَعْ تُقْرَأُ فِيهِ
سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ (حارث بن
ابی اسامۃ) جامع

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ بَعَثَ
النَّبِيُّ صلعم بَعْثًا وَهُمْ ذُوْ عَدَدٍ فَاسْتَقْرَأَهُمْ
فَقَرَأَ كُلُّ رَجُلٍ مَا مَعَهُ مِنَ الْقُرْآنِ
فَأَتَى عَلَى رَجُلٍ مِنْ أَحْدَثِهِمْ
سِنًّا فَقَالَ مَا مَعَكَ أَنْتَ
يَا فُلَانُ قَالَ مَعِيْ كَذَا وَكَذَا
وَسُوْرَةُ الْبَقَرَةِ قَالَ أَمَعَكَ سُوْرَةُ
الْبَقَرَةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ
فَأَنْتَ أَمِيْرُهُمْ ـ

ہر ایک چیز کو بلندی مرتبت ہی اور قرآن
کی بلندی سورۂ بقرہ ہے جو کوئی اسکو اپنے
گھر میں شب کو پڑھیگا تو تین راتوں تک
شیطان اس میں نہ جاویگا اور جو کوئی
اسکو اپنے گھر میں دن کو پڑھے گا
تو اس میں شیطان تین دن تک
نہ جائے گا۔ (ع طب حب ہب)

قرآن میں افضل تر سورۂ بقرہ ہے
اور اس میں زیادہ عظمت والی آیت
آیت الکرسی ہے اور شیطان یقیناً
اس گھر سے نکل جاتا ہے اگر اسمیں
سورۂ بقرہ کی تلاوت کو سنے۔
(حارث بن ابی اسامۃ جامع)

ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ کہا نبی
صلعم نے ایک لشکر روانہ کیا اس میں کئی
لوگ تھے پھر آں حضرت نے ان سے
تلاوت قرآن کروائی تو ہر ہر شخص جسقدر
قرآن اسکو یاد تھا پڑھا پھر آنحضرت
صلعم ایک شخص پر گذرے جو ان سبھوں میں کم سن
تھا اس سے فرمایا اے فلاں تجھکو کسقدر
قرآن یاد ہے اس نے عرض کی اسقدر
اور اس قدر یاد ہے اور سورۂ بقرہ بھی
آپ نے فرمایا ـ

فَاِنَّھَا کَادَتْ تَسْتَحْصِیُ الدِّیْنَ کُلَّهُ (رت)	کیا سورہ بقرہ تجھکو یاد ہے عرض کی ہاں فرمایا جا تو ہی ان کا امیر ہے کیونکہ سورہ بقرہ پورے دین کو اپنے میں لے لینے کے قریب ہے۔ (رت)

ف

یعنی سورہ بقرہ بہ نسبت اور سورتوں کے احکام دین کو زیادہ تر جامع ہے۔

تَعَلَّمُوْا سُوْرَۃَ الْبَقَرَۃِ فَاِنَّ اَخْذَھَا بَرَکَۃٌ وَّ تَرْکَھَا حَسْرَۃٌ (اخرجہ احمد)	سیکھو سورہ بقرہ کو بیشک اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا افسوس (نکالا اس کو احمد نے)
اَلشَّیْطَانُ یَفِرُّ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ تُقْرَأُ فِیْهِ الْبَقَرَۃُ۔ (رواہ الترمذی ومسلم والنسائی)	شیطان بھاگتا ہے اس گھر سے جسمیں سورہ بقرہ پڑھی جاوے روایت کیا اس کو ترمذی اور مسلم اور نسائی نے۔

تذییل

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی کَتَبَ کِتَابًا قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفَیْ عَامٍ فَاَنْزَلَ مِنْهُ اٰیَتَیْنِ خَتَمَ بِھِمَا سُوْرَۃَ الْبَقَرَۃِ فَلَا تُقْرَاٰنِ فِیْ دَارٍ ثَلٰثَ لَیَالٍ فَیَقْرَبُھَا شَیْطَانٌ (معالم)	اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان بنانے سے دو ہزار سال پیشتر ایک کتاب لکھی اور اس کے دو آیتیں پیغمبر علیہ السلام پر نازل کیں جن پر سورہ بقرہ ختم کر دیا وہ آیتیں جس گھر میں پڑھی جاتی ہیں شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے (معالم)

ف

مراد ان دو آیتوں سے سورۂ بقرہ کے اخیر دو آیتیں ہیں جیسے حدیث سے بھی ظاہر ہے۔

مَنْ قَرَأَ الْاٰیَتَیْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ فِیْ لَیْلَۃٍ کَفَتَاہُ۔ (خ حم)

جو کوئی سورۂ بقرہ کی آخر کی دو آیتیں کسی شب میں پڑھیگا تو در عوض تہجد کے وہ کافی ہو جاویں گی۔ (خ۔حم۔)

اِنَّ اللّٰہَ خَتَمَ سُوْرَۃَ الْبَقَرَۃِ بِاٰیَتَیْنِ اُعْطِیْتُھُمَا مِنْ کَنْزِہِ الَّذِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَعَلَّمُوْھُنَّ وَعَلِّمُوْھُنَّ نِسَاءَکُمْ وَاَبْنَاءَکُمْ فَاِنَّھُمَا صَلٰوۃٌ وَّقُرْبَانٌ وَّدُعَاءٌ (دارمی)

اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کو ایسے دو آیتوں کے ساتھ ختم کیا ہے جو مجھکو عرش کے نیچے کے خزانے سے عطا کی گئیں سو تم ان کو سیکھو اور اپنے بی بیوں کو اور اولاد کو سکھلاؤ کہ وہ رحمت اور قرب خدا کا سبب اور دعا ہیں۔ (دارمی)

مَنْ قَرَأَ عَشْرَ اٰیَاتٍ مِنَ الْبَقَرَۃِ عِنْدَ مَنَامِہٖ لَمْ یَنْسَ الْقُرْاٰنَ اَرْبَعٌ مِنْ اَوَّلِھَا وَاٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ وَاٰیَتَانِ بَعْدَھَا وَثَلٰثٌ مِنْ اٰخِرِھَا اخرجہ الدارمی)

جو شخص پڑھے دس آیتیں سورۂ بقرہ کی سوتے وقت نہ بھولیگا قرآن کو چار آیت سورۂ بقرہ کی شروع کی اور آیت الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور تین آیتیں سورۂ بقر کی اخیر کے (نکالا اس کو دارمی نے)

اِقْرَأْ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ فَاِنَّہٗ یَحْفَظُکَ وَذُرِّیَّتَکَ وَیَحْفَظُ

پڑھ تو آیت الکرسی بے شک یہ حفاظت کرے گی تیری

دَارَكَ حَتّٰى الَّذِىْ وَيُرَاتِ حَوْلَ دَارِكَ - اَخْرَجَهُ الْمَحَامِلِى -

اور تیری اولاد کی اور نگاہ رکھو گی تیرے گھر کو اور تیرے گھر کے اطراف کے گھروں کو - (نکالا اسکو محاملی نے)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ فِىْ قِصَّةِ الصَّدَقَةِ اَنَّ الْجِنِّىَّ قَالَ لَهٗ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ اٰيَةَ الْكُرْسِىِّ فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهٗ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ

(بخاری. فر)

ابو ہریرہ سے صدقہ کے قصہ میں مروی ہے کہ جنی نے ان سے کہا جب تم اپنے بچھونے پر جاؤ آیت الکرسی پڑھو بیشک تجھ پر اللہ کی طرف سے ایک نگہبان مقرر ہو گا صبح تک تمہارے پاس شیطان نہ آسکیگا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا کہنا تو سچ ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہے -

(بخاری)

سَيِّدُ الْقُرْاٰنِ الْبَقَرَةُ وَسَيِّدُ الْبَقَرَةِ اٰيَةُ الْكُرْسِىِّ (فر)

قرآن میں سردار سورہ بقرہ ہے اور بقرہ میں سردار آیت الکرسی ہے

(فر)

اَعْظَمُ اٰيَةٍ فِى الْقُرْاٰنِ اٰيَةُ الْكُرْسِىِّ (خ)

قرآن میں بڑی فضیلت والی آیت آیت الکرسی ہے (خ)

مَنْ قَرَأَ حٰمٓ اَلْمُؤْمِنَ اِلٰى اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ وَاٰيَةَ الْكُرْسِىِّ حِيْنَ يُصْبِحُ حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰى

جو کوئی صبح ہونے کیوقت سورہ مومن کا شروع الیہ المصیر تک اور آیت الکرسی پڑھے گا تو انکی برکت سے

يُمْسِيَ وَمَنْ قَرَأَهُمَا حِيْنَ
يُمْسِيْ حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰى يُصْبِحَ (ترمذی)

تو ... شام تک محفوظ رہیگا اور
جو کوئی ان دونوں کو ... ہو شام کے وقت تلاوت
کریگا تو ... سے صبح تک محفوظ
رہیگا

عَنْ اَيْفَعَ بْنِ عَبْدِ الْكَلَاعِيِّ
قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَيُّ سُوْرَةِ الْقُرْاٰنِ اَعْظَمُ
قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
قَالَ فَاَيُّ اٰيَةٍ اَعْظَمُ قَالَ
اٰيَةُ الْكُرْسِيِّ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ قَالَ
فَاَيُّ اٰيَةٍ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ تُحِبُّ
اَنْ تُصِيْبَكَ وَاُمَّتَكَ قَالَ
خَاتِمَةُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَاِنَّهَا
مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَةِ اللّٰهِ مِنْ
تَحْتِ عَرْشِهٖ اَعْطَاهَا هٰذِهِ
الْاُمَّةَ لَمْ تَتْرُكْ خَيْرًا مِنْ
خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا
اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ ۔ (دارمی)

ایفع بن عبد الکلاعی سے مروی ہے
انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے عرض
کی یا رسول خدا قرآن کی کونسی سورت
زیادہ ثواب والی ہے فرمایا سورت
قل ہو اللہ احد ہے اس نے کہا کونسی
آیت زیادہ ثواب والی ہے فرمایا آیت الکرسی
یعنی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم کہا
یا رسول خدا کونسی آیت ہے جسکی خیرو
برکت آپ کو اور آپ کی امت کو
پہنچی ہے ۔ اور آپ کو پسند ہے فرمایا
وہ سورۂ بقرہ کا خاتمہ ہے کہ خدا کی
رحمت کے خزانوں میں سے ہے
جو اس کے عرش کے نیچے ہیں
اللہ نے وہ اس امت کو عطا کیا دنیا
اور آخرت کے خوبیوں میں سے کوئی
باقی نہیں جس پر وہ شامل نہ ہو (دارمی)

مَنْ قَرَأَ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ

جو کوئی ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی

كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا اَنْ يَمُوْتَ ۔ حب ۔

پڑھا کرے تو جنت میں داخل ہونے سے مانع فقط اس کا مرنا ہے ۔ (حب)

ف

یعنی جنت میں داخل ہونیکی شرطوں میں صرف مرنا باقی رہے گا اور جب مرجاوے بے شک داخل جنت ہو ۔

كَانَ يَقْرَأُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَالَّتِيْ فِيْ اٰلِ عِمْرَانَ قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (مسلم مشکوٰۃ)

پڑھتے تھے حضرت فجر کے دو رکعت میں قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ ونحن مسلمون تک اور وہ آیت جو آل عمران میں ہے قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم ۔ بانا مسلمون تک

فصل سورۂ آل عمران کی فضیلت میں

مَنْ قَرَاَ سُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ اِلَى اللَّيْلِ ۔ (دارمی)

جو کوئی شخص سورۂ آل عمران جمعہ کے روز پڑھے گا تو فرشتے اس پر شب تک رحمت بھیجتے ہیں ۔ (دارمی)

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ اِقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ

قرآن تلاوت کرو کیونکہ وہ روز قیامت اپنے اصحاب کا سفارشی بنکر آوے گا اور دو نورانی سورتوں کو تلاوت کرو

وَآلَ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا يَأْتِيَانِ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ
أَوْ غَيَايَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ
مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ يُحَاجَّانِ
عَنْ صَاحِبِهِمَا إِقْرَءُوْا سُوْرَةَ
الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ
وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيْعُهُ
الْبَطَلَةُ ۔ (مسلم)

یعنی بقرہ اور آل عمران کو کیونکہ دونوں
روز قیامت اس حالت سے آویں گے
گویا وہ دونوں بادل کے ٹکڑیاں ہیں
یا گویا وہ دونوں دو سائبان ہیں یا گویا
وہ دونوں صف بستہ پرندوں کی
دو ٹکڑیاں ہیں اور وہ اپنے اصحاب کے
جانب سے مناظرہ کریں گے سورہ بقرہ
کی تلاوت کرو کیونکہ اس کا لینا یعنی پڑھنا
یا سیکھنا برکت ہے اور اس کا ترک کرنا
حسرت ہے اور کاہلی اسکی برداشت
نہیں کر سکتے ۔ (مسلم)

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ نِعْمَ كَنْزُ الصُّعْلُوْكِ
سُوْرَةُ آلِ عِمْرَانَ يَقُوْمُ بِهَا
فِيْ آخِرِ اللَّيْلِ ۔ (اخرجه الدارمی)
مَنْ قَرَأَ آلَ عِمْرَانَ فَهُوَ غَنِيٌّ ۔
(عجائب البیان)
مَنْ قَرَأَ آخِرَ آلِ عِمْرَانَ فِيْ لَيْلَةٍ
كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ (دارمی)

کہا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بہتر خزانہ
محتاج کا سورۂ آل عمران ہے جو پڑھے
اسکو پچھلی رات میں (نکالا اسکو دارمی نے)
جو شخص پڑھے سورۂ آل عمران پس وہ
غنی ہے ۔ (عجائب البیان)
جو کوئی سورۂ آل عمران کا خاتمہ اِنَّ
فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے
آخر سورت تک کسی شب میں تلاوت
کرے تو اس کے لئے ساری شب
کی بیداری لکھی جاویگی ۔ (دارمی)

ھٰذا من فضلھا فی البقرۃ

سورۂ آل عمران کی فضیلت کے احادیث سورۂ بقرہ کے فصل میں مذکور ہو

فضیلت سورۃ النساء

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ النِّسَاءِ کَتَبَ لَہٗ حَمَلَۃُ الْعَرْشِ بِکُلِّ اٰیَۃٍ مِثْلَ ثَوَابِ مَنْ یَمُوْتُ فِیْ طَرِیْقِ الْجِهَادِ (وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۃ النساء پڑھیگا عرش اٹھانیوالے فرشتے اس کے واسطے لکھتے ہیں ہر آیت کے عوض مانند ثواب اس شخص کے جو جہاد کے راستہ میں مرتا ہے۔ (وقوف سجاوندی)

سورۃ المائدہ کی فضیلت

سُوْرَۃُ الْمَائِدَۃِ نِعْمَتِ الْفَائِدَۃَ (ف)

سورۂ مائدہ کا پڑھنا اچھا فائدہ ہے (ف)

عَلِّمُوْا رِجَالَکُمْ سُوْرَۃَ الْمَائِدَۃِ (ص)

سکھاؤ اپنے لوگوں کو سورۂ مائدہ (ص)

فضیلت سورۃ الانعام

عَنْ کَعْبٍ قَالَ فَاتِحَۃُ التَّوْرٰیۃِ الْاَنْعَامُ (عجائب البیان)

روی ہے کعب سے کہ کہا اس نے تورات کا شروع سورۂ انعام ہے (عجائب البیان)

فضیلت سورۃ الاعراف

كَانَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْأَعْرَافِ جَمِيْعًا (س)

حضرت صلعم نماز مغرب میں اعراف کا پورا سورۃ تلاوت کرتے تھے (س)

قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالْأَعْرَافِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا (ت)

آنحضرت صلعم نے سورۃ اعراف نماز مغرب کی دونوں رکعتوں میں پوری پڑھی ۔ (ت)

فضیلت سورۃ الانفال

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْاَنْفَالِ فَاِنَّهٗ شَفِيْعٌ لَّهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو شخص پڑھے گا سورۃ انفال بیشک وہ قیامت کے روز اس کے واسطے شفاعت کرنیوالا ہے ۔

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۂ توبہ

اٰخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ كَامِلَةً بَرَاءَةٌ (ن)

آخر سورہ جو کامل اترا وہ سورۂ برات ہے (ن)

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ اٰخِرُ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ هَاتَانِ الْاٰيَتَانِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ (معالم)

ابی ابن کعب سے مروی ہے قرآن کے آخر میں جو نازل ہوا وہ یہ دو آیتیں ہیں ۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم ۔ تا آخر سورہ ۔ (معالم)

فضیلت سورۂ یونس اور سورۂ ہود اور سورۂ یوسف اور سورۂ رعد اور سورۂ ابراہیم اور سورۂ حجر کی

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَتَی رَجُلٌ النَّبِیَّ صلعم فَقَالَ اَقْرِئْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اِقْرَأْ ثَلٰثًا مِنْ ذَوَاتِ الرَّآءِ فَقَالَ کَبُرَتْ سِنِّیْ وَاشْتَدَّ قَلْبِیْ وَغَلُظَ لِسَانِیْ قَالَ فَاقْرَأْ ثَلٰثًا مِنْ ذَوَاتِ حٰمٓ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ قَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَقْرِئْنِیْ سُوْرَۃً جَامِعَۃً فَاَقْرَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ حَتّٰی فَرَغَ مِنْہَا فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا اَزِیْدُ عَلَیْہِ اَبَدًا ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اَفْلَحَ الرُّوَیْجِلُ مَرَّتَیْنِ (رحم)

عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نبی صلعم کے پاس آیا اور کہا یا رسول خدا مجھکو قرآن پڑھا دیجیے آپ نے فرمایا کہ ان سورتوں سے جنکی ابتدا میں (ر) ہے تین سورتیں پڑھو اس مرد نے کہا یا رسول اللہ میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور دل سخت ہوگیا (حفظ ٹھیک نہ رہا) اور زبان موٹی ہوگئی آپ نے فرمایا کہ ان سورتوں سے جنکی شروع میں حم ہے تین سورتیں پڑھو اس مرد نے ویسا ہی جواب کہا جیسا آگے کہا تھا اور عرض کیا یا نبی اللہ مجھکو ایسی سورت پڑھائیے جو تمام مطالب کو شامل ہو تو رسول صلعم نے اسکو اذا زلزلت پڑھائی تا کہ اس سے فراغت کرے تب اس مرد نے کہا مجھکو اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے آپ کو دین حق کیساتھ مبعوث فرمایا میں اس پر کبھی کچھ بھی زیادہ نکرونگا یہ کہکر وہ شخص واپس چلا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ یہ فرمایا کہ اس مرد نے نجات پائی (رحم)

ف

جن سورتوں کے حروف مقطعات میں (ر) ہے۔ وہ چھ سورتیں ہیں سورۂ یونس۔ سورۂ ہود۔ سورۂ یوسف۔ سورۂ رعد۔ سورۂ ابراہیم۔ سورۂ حجر اس حدیث سے ان سب سورتوں کی بزرگی ثابت ہے ذوات حٰم المؤمن حٰم السجدۃ الشوریٰ۔ الزخرف۔ الدخان۔ الجاثیۃ۔ الاحقاف۔

فضیلت سورۂ ہود

اِقْرَءُوْا هُوْدًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ (دارمی)

روز جمعہ سورۂ ہود پڑھو۔ (دارمی)

شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ وَّاَخَوَاتُهَا قَبْلَ الْمَشِيْبَةِ (بہ)

بوڑھا کر دیا مجھکو سورۂ ہود اور اس کے نظائر نے بڑھاپے کی عمر کو پہنچنے سے پہلے۔ (بہ)

ف

سورۂ ہود کے درمیان قہر الٰہی اور قیامت کے سختیوں کا بیان ہے اس لئے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سورۂ ہود اور ان سورتوں نے جن میں سورۂ ہود کی طرح قیامت کے سختیوں اور عذاب الٰہی کا بیان ہے مجھکو بڑھاپے کی عمر کو پہنچنے سے پہلے بوڑھا کر دیا۔

قال کعب فاتحۃ التوریٰۃ الانعام وخاتمتھا ھود۔ (عجائب البیان)

کہا کعب نے توراۃ کا شروع سورۂ انعام ہے اور اس کا خاتمہ سورۂ ہود ہے۔ (عجائب البیان)

فضیلت سورہ یوسف

قال وھب ان اللہ تعالیٰ لم ینزل کتابا الا وفیہ سورۃ یوسف کما ھی فی القرآن۔
(مدارک

وہب بن منبہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کتاب اتاری اس میں سورۃ یوسف ایسی ہی ہے جیسی قرآن میں
(مدارک)

فضیلت سورہ رعد

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الرَّعْدِ اُعْطِیَ مِنْ اَجْرٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ بِوَزْنِ کُلِّ سَحَابٍ یَکُوْنُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وبعث مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ۔
( )

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو شخص سورہ فاتحہ پڑھا دیا جائے گا ثواب دس نیکی موافق وزن برابر کے جو نہ ہوگا قیامت کے دن اور اٹھایا جائیگا وہ مومنین میں۔
( )

فضیلت سورہ ابراہیم

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ اِبْرٰھِیْمَ اُعْطِیَ مِنْ اَجْرٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ بِعَدَدِ مَنْ عَبَدَ الْاَصْنَامَ وَعَدَدِ مَنْ لَمْ یَعْبُدْ ھَا۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو شخص سورہ ابراہیم پڑھے گا دیا جائیگا ثواب موافق گنتی ان لوگوں کے جنہوں نے بت پرستی کی اور برابر گنتی ان لوگوں کے جنھوں نے بت پرستی نہ کی
(حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۂ حجر

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْحِجْرِ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ عَشْرُ حَسَنَاتٍ (ثعلبی)

جو شخص پڑھے سورۂ حجر اس کیلئے ہے ثواب دس نیکیوں کا (ثعلبی)

فضیلت سورۂ النحل

قِيْلَ لِهَرِمِ بْنِ حَيَّانَ عِنْدَ الْمَوْتِ أَوْصِ قَالَ إِنَّمَا الْوَصِيَّةُ فِي الْمَالِ وَلَا مَالَ عِنْدِيْ وَلٰكِنْ أُوْصِيْكَ بِخَوَاتِيْمِ سُوْرَةِ النَّحْلِ (خازن)

کسی نے ہرم بن حیان سے ان کی موت کے وقت کہا کہ آپ وصیت کیجیے انہوں نے کہا وصیت مال میں ہوتی ہے اور میرے پاس مال نہیں لیکن میں تمہیں سورۂ نحل کے آخری آیتوں کی تلاوت کی وصیت کرتا ہوں (خازن)

فضیلت سورۂ بنی اسرائیل

كَانَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَالرَّحْمٰنَ ۔ (احمد کنوز)

رسول خدا صلعم سوتے نہ تھے تا آنکہ بنی اسرائیل اور سورۂ رحمٰن پڑھ لیتے (احمد)

كَانَ يَقْرَأُ كُلَّ لَيْلَةٍ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَالزُّمَرَ ۔ (ت کنوز)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب میں سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ زمر تلاوت کرتے تھے (ت)

فضیلت سورۃ الکہف

مَنْ قَرَأَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ (رحم)

جو کوئی سورہ کہف کا آخر پڑھے گا فتنۂ دجال سے محفوظ رہیگا۔ (رحم)

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهُ النُّوْرُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ (هق)

جو کوئی سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھیگا تو اس کے لئے نور ایمان اس مدت میں کہ درمیان دو جمعہ ہے روشن ہوگا۔ (ہق)

مَنْ حَفِظَ عَشَرَ اٰيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ (م)

جو کوئی سورہ کہف کی دس آیتیں آگے کی ازبر کرلیگا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (م)

مَنْ قَرَأَ اَوَّلَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ وَاٰخِرَهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا مِنْ قَدَمِهِ اِلٰى رَأْسِهِ وَمَنْ قَرَأَهَا كُلَّهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا مِنَ الْاَرْضِ اِلَى السَّمَاءِ كُلُّهَا نُوْرٌ۔ (معالم)

جو کوئی سورہ کہف کا شروع اور آخر پڑھیگا تو وہ آیتیں اس کے لئے اس کے قدموں سے سر تک نور بنجائیں گی اور جو کوئی اس کو پورا پڑھے گا تو وہ کل سورہ اس کیلئے زمین آسمان تک نور ہو جائیگا (معالم)

مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ اٰيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ (ت)

جو کوئی ابتدا سورہ کہف کی تین آیتیں تلاوت کیا کریگا دجال کے شر سے بچا لیا جاویگا۔ (ت)

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّوْرِ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (هب)

جو کوئی سورہ کہف روز جمعہ تلاوت کریگا تو اس کے لئے نور روشن ہوگا بمقدار اس وسعت کے جو اس کے اور کعبہ کے درمیان ہے (ہب)

سُوْرَۃُ الْکَھْفِ تُدْعیٰ فِی التَّوْرَاۃِ الْحَائِلَۃَ تَحُوْلُ بَیْنَ قَارِیْھَا وَبَیْنَ النَّارِ (ھب)

سورۃ کہف تورات میں حائلہ کہلاتی ہے کیونکہ وہ تلاوت کرنے والے اور دوزخ کے درمیان حائل ہوجاتی ہے (ہب)

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ کَانَ رَجُلٌ یَقْرَأُ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ وَعِنْدَہٗ فَرَسٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَیْنِ فَتَغَشَّتْہُ سَحَابَۃٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُہٗ یَنْفِرُ مِنْھَا فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَی النَّبِیَّ صلعم فَذَکَرَ لَہٗ ذٰلِکَ فَقَالَ تِلْکَ السَّکِیْنَۃُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰنِ (خ-م)

براء بن عازب سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص سورہ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے پاس ایک گھوڑا رسیوں سے باندھا ہوا تھا پھر ایک بدلی اس شخص کو بادل گھیر لیا اور اسکے نزدیک ہونے لگا اور اس کا گھوڑا اس بادل سے گھبراتا اور وحشت کرتا تھا پھر جب صبح ہوئی تو وہ شخص رسول خدا صلعم کے پاس آیا اور یہ ماجرا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ یہ تسکین ہے جو قرآن کی تلاوت کیلئے نازل ہوئی تھی (خ-م)

مَنْ قَرَأَ فِیْ لَیْلَۃٍ (فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّہٖ) اَلْاٰیَۃَ کَانَ لَہٗ نُوْرٌ مِنْ عَدَنَ اِلٰی مَکَّۃَ (رواہ البزار)

جو شخص پڑھے (فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا) اس کے لئے نور ہوگا بقدر عدن سے مکہ معظمہ تک کی وسعت کے (روایت کیا اسکو بزار نے)

فضیلت سورہ مریم

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ مَرْیَمَ اَعْطَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ ثَوَابِ مَرْیَمَ وَلَہٗ بِکُلِّ اٰیَۃٍ قَرَأَھَا مِثْلَ ثَوَابِ شَھِیْدِ بَدْرٍ۔
(حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی پڑھیگا سورہ مریم دیگا اللہ تعالیٰ اس کو مریم کا ثواب اور اسکے واسطے ہر آیت کے عوض جو پڑھا اسکو جنگ بدر کے شہید کے ثواب کی مانند ہے۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورہ طٰہٰ

لَا یَقْرَأُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ اِلَّا سُوْرَۃَ طٰہٰ وَیٰسٓ (ثعلبی)
اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَرَأَ طٰہٰ وَیٰسٓ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلٰئِکَۃُ الْقُرْاٰنَ قَالَتْ طُوْبٰی لِاُمَّۃٍ یَنْزِلُ ھٰذَا عَلَیْھَا وَطُوْبٰی لِاَجْوَافٍ تَحْمِلُ ھٰذَا وَطُوْبٰی لِاَلْسِنَۃٍ تَتَکَلَّمُ بِھٰذَا۔ (دارمی)

بہشتیاں (بکثرت) سورہ طٰہٰ ویٰسین کے سوا کچھ نہ پڑھیں گے۔ (ثعلبی)
اللہ تعالیٰ سورہ طٰہٰ ویٰسین کو آسمان وزمین بنانے سے ایک ہزار سال پہلے تلاوت کیا جب فرشتوں نے قرآن کو سنا تو کہا اس امت کیلئے خوبی ہوجیو جس پر یہ نازل ہوگا اور ان دلوں کے لئے خوشی ہوجیو جو اسکو یاد کریں گے اور ان زبانوں کے لئے خیر خوبی ہوجیو جو اسکو تلاوت کریں گی (دارمی)

فضیلت سورۂ انبیاء

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْاَنْبِیَاءِ حَاسَبَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی حِسَابًا یَسِیْرًا وَصَافَحَہُ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ کُلُّ نَبِیٍّ ذُکِرَ اِسْمُہُ فِی الْقُرْاٰنِ

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو کوئی پڑھیگا سورۂ انبیاء کو حساب لیگا اللہ اسکا آسانی کیساتھ اور مصافحہ کریگا اس سے اور سلام کہتے ہیں اسکو وہ انبیاء جنکے اسمای مبارک قرآن میں ذکر کئے گئے۔

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الحج

مَنْ قَرَأَ مَنَاسِكَ الْحَجِّ قُضِیَ دِیْنُہٗ۔ (ف)

جو کوئی (اس سورہ کو جس میں احکام حج رہیں) تلاوت کریگا اس کا قرض ادا کیا جائیگا۔

ف

نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار میں اس حدیث کو نقل کر کے کہا ہے اخرج احمد والحاکم وابوداؤد والترمذی وقال لیس بالقوی واکدہ الحاکم بان الروایۃ صحت فیہ من قول عمر وابنہ وابن مسعود وابن عباس وابی الدرداء وابی موسیٰ وعمار (الی قولہ) اکدہ البیہقی بما رواہ فی المعرفۃ من طریق خالد بن معدان مرسلا ترجمہ اس حدیث کو امام احمد اور حاکم اور ابوداؤد اور ترمذی نے اخراج کیا ہے اور کہا ہے کہ قوی نہیں حاکم نے اسکو تاکید دیکر کہا ہے کہ اس باب میں حضرت عمر اور ان کے فرزند عبداللہ اور ابن مسعود اور ابن عباس اور ابوداؤد اور ابوموسیٰ اور عمار کے قول سے روایت صحیح ہو چکی ہے (الی قولہ) اور بیہقی نے اسکو اس حدیث سے

تائید دی ہے جسکو کتاب معرفت کے درمیان خالد بن معدان کی طریق سے مرسلاً روایت کیا ہے (انتہی) اور مصنف مشکوٰۃ نے کہا ہے وفی مصابیح فلا یقرأہا کما فی شرح السنۃ یعنی مصابیح کے درمیان لفظ حدیث فلا یقرأہا ہے یعنی جو کوئی اس سورۂ حج میں دو سجدے نہ کرے اس سورہ کو نہ پڑھے جیسا کہ شرح السنۃ میں ہے۔

عَنْ لَبَدَۃَ بْنِ کَعْبٍ قَالَ حَجَجْتُ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ ثُمَّ حَجَجْتُ الثَّانِیَۃَ ثُمَّ بُعِثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا رَأَیْتُ شَیْئًا اَحْلٰی مِنَ الدَّمِ کُلْتُہُ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَصَلَّیْتُ خَلْفَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَرَأَ سُوْرَۃَ الْحَجِّ فَسَجَدَ فِیْھَا سَجْدَتَیْنِ

(ابن مندہ ابو نعیم)

(کذا فی اسد الغابہ)

لبدہ بن کعب سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں ایام جاہلیت میں حج کیا پھر دوسرا حج بھی کیا پھر بعد از اں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور میں نے کوئی چیز اس خون سے شیریں تر نہیں پائی جسکو زمانۂ جاہلیت میں کھایا تھا اور میں نے عمر بن خطاب کے پیچھے نماز گزاری ہے تو انہوں نے سورۂ حج تلاوت کی اور اس میں دو سجدے کیے

(ابن مندہ ابو نعیم) (کذا فی اسد الغابہ)

اَخْبَرَنَا مَالِکٌ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ مِصْرَ اَنَّ عُمَرَ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْحَجِّ فَسَجَدَ

خبر دی ہمکو مالک نے حدیث بیان کی ہمکو نافع نے ایک شخص سے جو مصر والا تھا کہ عمرؓ نے پڑھی سورۃ الحج پس اسمیں دو سجدے

فِيهَا سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ
السُّوْرَةَ فُضِّلَتْ بِسَجْدَتَيْنِ
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ أَخْبَرَ عَبْدُ اللهِ
بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ رَآهُ
سَجَدَ فِي سُوْرَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ
قَالَ مُحَمَّدٌ رُوِيَ هٰذَا عَنْ
عُمَرَ وَابْنُ عُمَرَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ
لَا يَرَى فِي سُوْرَةِ الْحَجِّ إِلَّا
سَجْدَةً وَاحِدَةً الْأُوْلٰى
وَبِهٰذَا نَأْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ
أَبِي حَنِيْفَةَ (موطا امام محمد)
قَوْلُهُ (اي محمد) عَنْ عُمَرَ وَابْنِ
عُمَرَ وَرَوَى الْحَاكِمُ عَلٰى مَا
ذَكَرَهُ الزَّيْلَعِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ
وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَأَبِي مُوْسٰى
وَأَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّهُمْ سَجَدُوْا
سَجْدَتَيْنِ وَيُؤَيِّدُهُ مَا أَخْرَجَهُ
أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ
عُقْبَةَ وَأَخْرَجَ أَبُوْ دَاوُدَ
عَنْ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ أَنَّ

اگئے اور کہا بیشک یہ سورت فضیلت
دیگئی دو سجدوں کے سبب سے ۔
خبر دی ہمکو مالک اور خبر دی عبد اللہ دینار نے
ابن عمر سے کہ دیکھا ابن عمر نے حضرت
عمر کو سورۃ الحج میں دو سجدے کرتے ہوے
کہا محمد نے روایت کی گئی عمر اور ابن عمر
سے اور ابن عباس نہیں اعتقاد کرتے
ہیں سورۂ حج میں مگر پہلے ایک سجدہ کا
اور اسی کو اختیار کرتے ہیں ہم اور یہی
قول ابو حنیفہ کا ہے ۔ کذا فی ۔
(موطا امام محمد)
قول محمد کا عمر و ابن عمر سے اور روایت
کیا حاکم نے اس مطلب پر جو ذکر کیا زیلعی
نے ابن عمر اور ابن عباس اور ابن
مسعود اور عمار بن یاسر اور ابی موسیٰ
اور ابو الدرداء سے کہ ان سبھوں نے
دو سجدے کئے اور تاکید کرتا ہی
اس کو وہ قول جو نکالا اس کو ابو داود
اور ترمذی نے عقبہ سے اور
بیان کیا ابو داود عمرو بن
عاص سے کہ بے شک

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَقْرَأَهُ خَمْسَةَ عَشَرَ
سَجْدَةً وَفِيْ سَنَدِهٖ ضَعِيْفٌ
وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنَيْنٍ
قَالَ الطَّحَاوِيُّ فَبِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ
نَاْخُذُ انْتَهٰى۔
لٰكِنْ قَدْ مَرَّ اَنَّ الْحَاكِمَ ذَكَرَهُ
فِيْ مَنْ سَجَدَ فِيْهَا سَجْدَتَيْنِ
وَالْحَقُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ هُوَ
مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ
رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ
عَلِيٍّ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ
عَبَّاسٍ اَنَّهُمْ سَجَدُوْا فِيْهَا
سَجْدَتَيْنِ۔ وَلَهُ عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ فِي الْحَجِّ
سَجْدَةٌ۔ وَعَنِ الْمُسَيِّبِ
وَالْحَسَنِ وَاِبْرَاهِيْمَ وَسَعِيْدِ
بْنِ جُبَيْرٍ مِثْلَ ذٰلِكَ كَذَا فِي الْمُحَلّٰى
التعليق المجد علی موطا محمد
قَالَ سَعِيْدٌ صَلّٰى بِنَا عُمَرُ رض
الصُّبْحَ فَقَرَأَ بِالْحَجِّ وَسَجَدَ فِيْهَا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا
اسکو پندرہ سجدے اور اسکی سند میں
ضعیف راوی ہے وہ عبداللہ بن منین
ہے راوی نے کہا ہم ابن
عباس کے قول کو اختیار کرتے
ہیں۔ انتہی۔
لیکن بیشک گذری یہ بات کہ حاکم نے
ذکر کیا اس ابن عباس کو ان لوگوں میں
جنھوں نے سورۃ الحج میں دو سجدے
کئے اور حق اس سجدے کے باب میں مذہب
عمر اور ابن عمر کا ہے۔ روایت کیا
ابو شیبہ حضرت علی اور ابو الدرداء
اور ابن عباس سے کہ انھوں نے
سورۃ الحج میں دو سجدے کئے اور
دلیل انکی یہی جو مروی ہے ابن عباس سے
بیشک انھوں نے کہا کہ سورۃ الحج میں ایک سجدہ ہے
اور مروی ہے ابن مسیب اور حسن
اور ابراہیم و سعید بن جبیر سے ایسا ہی
کذا فی المحلی التعلیق المجد علی موطا محمد
کہا سعید نے صبح کی نماز پڑھائی ہمکو
عمر رض نے پس پڑھے اسمیں سورۃ الحج

سَجْدَتَیْنِ (شرح معانی الآثار)

اور اسمیں دو سجدے کئے۔
(شرح معانی الآثار)

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ اَنَّ اَبَا مُوْسَی الْاَشْعَرِیَّ سَجَدَ فِیْھَا سَجْدَتَیْنِ۔

مروی ہے صفوان بن محرز سے کہ ابو موسیٰ اشعری نے سورۂ حج میں دو سجدے کئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلُہٗ (شرح معانی الآثار)

مروی ہے عبداللہ بن دینار سے وہ روایت کرتے ہیں ابن عمر سے اسی موافق۔ (شرح معانی الآثار)

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ نُفَیْرٍ اَنَّہٗ رَاٰی اَبَا الدَّرْدَاءِ سَجَدَ فِی الْحَجِّ سَجْدَتَیْنِ (شرح معانی الآثار)

مروی ہے جبیر بن نفیر سے کہ انہوں نے دیکھا ابوالدرداء کو کہ انہوں نے سورۂ حج میں دو سجدے کئے۔
(شرح معانی الآثار)

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِیْ سُجُوْدِ سُوْرَۃِ الْحَجِّ اَلْاَوَّلُ عَزِیْمَۃٌ وَالْاٰخِرُ تَعْلِیْمٌ (ای تعلیم الصلوۃ) فَبِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ ھٰذَا نَاْخُذُ وَجَمِیْعُ مَا ذَھَبَ اِلَیْہِ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ مِمَّا جَاءَتْ بِہِ الْاٰثَارُ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ

مروی ہے سعید بن جبیر سے وہ روایت کرتے ہیں ابن عباس سے کہ کہا سورۃ الحج میں پہلا سجدہ واجب ہے اور دوسرا نماز کی تعلیم کا ہے پس ہم ابن عباس کے قول کو اختیار کرتے ہیں اور سب جو بیان کیا ہے ہم نے اس کو اس باب میں ان سجدوں کی ہیں اسمیں اقوال صحابہ وہ سب کے سب قول ابو حنیفہ

وَ أَبِیْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی (شرح معانی الآثار)

اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا ہے (شرح معانی الآثار)

فضیلت سورۃ المومنون

أُنْزِلَ عَلَیَّ عَشْرُ اٰیَاتٍ مَنْ اَقَامَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الآیات (ت)

مجھ پر دس آیتیں اتاری گئی ہیں جو کوئی ان کو اچھی طریق سے تلاوت کریگا داخل جنت ہوگا (وہ آیتیں یہ ہیں) قد افلح المومنون تا آخر آیات (ت)

فضیلت سورۃ النور

عَلِّمُوْا نِسَاءَکُمْ سُوْرَةَ النُّوْرِ (ص)

تمہاری بی بیوں کو سورۂ نور تعلیم کرو (ص)

ف

کیونکہ اس سورت میں عورتوں کو عصمت بڑھانے والا اور فحش سے باز رکھنے والا بیان ہے۔

رُوِیَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَأَ سُوْرَةَ النُّوْرِ عَلَی الْمِنْبَرِ فِی الْمَوْسِمِ وَفَسَّرَهَا عَلٰی وَجْهٍ لَوْ سَمِعَتِ الرُّوْمُ بِهٖ لَاَسْلَمَتْ (مدارک)

روایت کیا گیا ہے کہ ابن عباس نے موسم حج میں سورۂ نور منبر پر تلاوت کی اسطرح اسکی تفسیر کی کہ اگر روم (یعنی نصاریٰ) اسکو سنتے تو مسلمان ہوجاتے (مدارک)

فضیلت سورۃ الفرقان

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْفُرْقَانِ لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّارَیْبَ فِیْھَا وَدَخَلَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جوکوئی سورۃ فرقان پڑھیگا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریگا حالانکہ وہ مومن ہے بیشک قیامت آنیوالی ہے اسمیں کچھ شک نہیں اور داخل ہوگا جنت میں بغیر حساب کے (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الشعرا وسورۃ النمل وسورۃ القصص

اُعْطِیْتُ السُّوْرَۃَ الَّتِیْ فِیْھَا الْبَقَرَۃُ مِنَ الذِّکْرِ الْاَوَّلِ وَاُعْطِیْتُ طٰہٰ وَالطَّوَاسِیْنَ مِنْ اَلْوَاحِ مُوْسٰی (خازن)

جس سورت میں بقرہ کا مذکور ہے وہ مجھکو ذکراں لوح محفوظ سے عطا کئے گئے اور سورت طٰہٰ اور وہ سورتیں جنکی ابتدا میں طٰس ہے موسٰی کے لوحوں سے عطا کی گئی ہیں (خازن)

ف

جن سورتوں کے اول میں طٰسٓ ہے وہ تین سورتیں ہیں سورۃ شعرا، سورۃ نمل۔ سورۃ قصص۔

فضیلت سورۃ النمل

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ النَّمْلِ کَانَ
لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ عَدَدَ النَّمْلَاتِ
وَعَدَدَ مَنْ صَدَّقَ سُلَیْمَانَ
وَکَذَّبَ بِہٖ وَھُوْدٍ وَصَالِحٍ
وَاِبْرَاھِیْمَ وَشُعَیْبٍ وَھُوَ
یَخْرُجُ مِنْ قَبْرِہٖ وَھُوَ یُنَادِیْ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص سورۂ نمل پڑھے گا اسکو چیونٹیوں کی گنتی کے برابر ثواب ہوگا اور موافق گنتی ان لوگوں کے جو ایمان لائے سلیمان پر اور جھٹلایا اسکو اور ہود اور صالح اور ابراہیم و شعیب کو اور نکلیگا وہ اپنی قبر سے کہتا ہوا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ القصص

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْقَصَصِ کَانَ
لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ مَنْ صَدَّقَ
بِمُوْسٰی وَکَذَّبَ بِہٖ وَلَمْ یَبْقَ
مَلَکٌ فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ
اِلَّا شَھِدَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
اَنَّہٗ کَانَ صَادِقًا اَنَّ کُلَّ
شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ لَہُ الْحُکْمُ
وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی پڑھیگا سورۂ قصص ہوگا اسکے لئے ثواب موافق گنتی ان لوگوں کے جنہوں نے سچا جانا موسیٰ کو اور جنہوں نے جھٹلایا اسکو اور آسمان و زمین میں کوئی فرشتہ باقی نہ رہیگا مگر گواہی دیگا اس کے لئے قیامت کے دن کہ وہ سچ سمجھنے والا تھا اس بات کو کہ ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہے مگر اس کی ذات اسی کیواسطے ہے حکم اور تم اسی کیطرف رجوع ہوگے (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ العنکبوت

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْعَنْكَبُوْتِ كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ عَشْرُ حَسَنَاتٍ بِعَدَدِ كُلِّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُنَافِقِيْنَ۔

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی پڑھیگا سورہ عنکبوت ہوگا اسکی لئے ثواب دس نیکیاں موافق گنتی مومنین ومنافقین کے۔

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الروم

صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَقَرَأَ الرُّوْمَ

(مشکوٰۃ کتاب الطہارہ)

حضرت رسول اللہ صلعم نے صبح کی نماز پڑھی اور اسمیں سورہ روم پڑھی۔

(مشکوٰۃ کتاب الطہارہ)

فضیلت سورہ لقمان

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ لُقْمَانَ كَانَ لَهٗ لُقْمَانُ رَفِيْقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاُعْطِيَ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَشْرًا عَشْرًا بِعَدَدِ مَنْ اَمَرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ۔

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی پڑھیگا سورہ لقمان قیامت کے روز لقمان اسکا رفیق ہوگا اور دیا جائیگا ثواب دس دس نیکیاں موافق گنتی ان لوگوں کے جنھوں نے نیک کام کا حکم کیا اور بری کام سے منع کیا۔

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورہ الٓمٓ تنزیل السجدہ

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ فِي تَنْزِيْلِ السَّجْدَةِ۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالٓمٓ تَنْزِيْلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ (متفق علیہ)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةِ وَهَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ (معالم)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الٓمٓ تَنْزِيْلُ وَتَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ

(معالم)

مَنْ قَرَأَ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةِ وَتَبَارَكَ الَّذِيْ كُتِبَ لَهٗ سَبْعُوْنَ حَسَنَةً

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں آلم تنزیل السجدہ میں سجدہ کیا۔

پڑھتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں جمعہ کے روز سورہ سجدہ پہلی رکعت میں اور دوسری میں ہل اتی علی الانسان۔

(متفق علیہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح میں روز جمعہ سورہ سجدہ اور سورہ دہر تلاوت فرماتے تھے۔

(معالم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوتے نہ تھے تاآنکہ الم تنزیل اور تبارک الذی بیدہ الملک تلاوت فرماتے۔

(معالم)

جس نے پڑھی سورہ تنزیل السجدہ اور سورہ تبارک لکھی جاتی ہیں اسکی واسطے ستر نیکی

وَحُطَّ عَنْہُ بِھَا سَبْعُوْنَ سَیِّئَۃً
وَرُفِعَ بِھَا سَبْعُوْنَ دَرَجَۃً
(دارمی)

اور معاف کیئے جاتے ہیں اس کے
ستر گناہ اور بلند کیے جاتے ہیں اسکی
واسطے ستر درجہ (دارمی)

الٓمٓ تَنْزِیْلُ تُجَادِلُ عَنْ
صَاحِبِھَا فِی الْقَبْرِ تَقُوْلُ اللّٰھُمَّ
اِنْ کُنْتُ مِنْ کِتَابِكَ فَشَفِّعْنِیْ
فِیْہِ وَاِنْ لَمْ اَکُنْ مِنْ کِتَابِكَ
فَامْحُنِیْ وَاِنَّھَا تَکُوْنُ کَالطَّیْرِ
تَجْعَلُ جَنَاحَھَا عَلَیْہِ فَتَشْفَعُ
لَہٗ فَتَمْنَعُہٗ مِنْ عَذَابِ
الْقَبْرِ وَفِیْ تَبَارَكَ الَّذِیْ
مِثْلُہٗ فَکَانَ خَالِدٌ لَا یَبِیْتُ
حَتّٰی یَقْرَأَھُمَا (اخرجہ الدارمی)

سورۃ الم تنزیل جھگڑا کریگی اپنے
پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں کہے گی
یا اللہ اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں
تو میری شفارش قبول فرما اس شخص کے
باب میں اگر میں تیری کتاب میں سے
نہیں ہوں تو مجھکو مٹادے اور مروی ہے
کہ یہ سورۃ ہوجاتی ہے مانند پرند کے
آسرا کریگا اپنے بازو سے اس پڑھنے
والے پر پس سفارش کریگا اسکی اور
باز رکھیگا اس کو عذاب قبر سے اور مانند
اسکے آیا ہے سورۂ تبارک الذی کے
باب میں پس خالد سوتے نہ تھے
جب تک ان دو سورتوں کو نہ پڑھتے
تھے نکالا اسکو دارمی نے)

فضیلت سورۃ الاحزاب

لِکُلِّ شَیْءٍ قَائِمَۃٌ وَقَائِمَۃُ
الْقُرْاٰنِ الْاَحْزَابُ (کنز)

ہر ایک چیز کو پایہ ہوتا ہے اور قرآن کا
پایہ سورۂ احزاب ہے (کنز)

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْاَحْزَابِ وَعَلَّمَهَا اَهْلَهٗ وَوُلْدَهٗ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ اُعْطِيَ الْاَمَانَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، جو کوئی سورہ احزاب پڑھیگا اور سکھائیگا اپنے لوگ اور فرزند اور غلاموں کو دیا جائیگا قبر کے عذاب سے امن۔

فضیلت سورۃ السبا

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ سَبَا لَمْ يَبْقَ رَسُوْلٌ وَّلَا نَبِيٌّ اِلَّا كَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَفِيْقًا وَّمُصَافِحًا لَّهٗ -

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، جو کوئی سورہ سبا پڑھیگا کوئی رسول اور کوئی نبی باقی نہ ہوگا جو قیامت کے روز اس کا رفیق اور مصافحہ کرنیوالا نہ ہوگا۔

فضیلت سورہ فاطر

اس سورہ کو سورہ ملائکہ بھی کہتے ہیں

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْمَلٰٓئِكَةِ - دَعَتْهُ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اَنِ ادْخُلْ مِنْ اَيِّ بَابٍ شِئْتَ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی سورہ ملائکہ پڑھیگا اسکو بہشت کے آٹھ دروازے پکاریں گے کہ تو جو دروازے سے چاہے بہشت میں داخل ہو (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورہ یٰسین

اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَّقَلْبُ الْقُرْاٰنِ

ہر ایک چیز کا دل ہے اور قرآن کا دل

یٰسٓ

مَنْ قَرَأَ یٰسِیْن کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِقِرَاءَتِھَا قِرَاءَۃَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ (ت دارمی)

یٰسین سے ہے۔ جو کوئی یٰسین پڑھیگا اللہ تعالیٰ اسکے پڑھنیکا ثواب دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھیگا (ت دارمی)

مَنْ قَرَأَ یٰسِیْن فِیْ لَیْلَۃٍ فَکَاَنَّمَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ سَبْعَ مَرَّاتٍ (ط)

جس نے کسی رات میں سورۂ یٰسین پڑھا گویا اس نے قرآن کو سات مرتبہ پڑھا (ط)

یٰسٓ قَلْبُ الْقُرْاٰنِ وَاِنَّھَا شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ (حک)

یٰس قرآن کا دل ہے اور وہ ہر ایک بیماری کیلئے شفاء ہے (حک)

مَنْ دَاوَمَ قِرَاءَۃَ یٰسٓ فَمَاتَ مَاتَ شَھِیْدًا (ط)

جو کوئی مداومت کرے یٰس کی تلاوت پر اور مر گیا تو شہید مرا۔ (ط)

مَنْ قَرَأَ یٰسٓ ثُمَّ مَاتَ مَاتَ شَھِیْدًا (الطبرانی والدارمی)

جو شخص پڑھا سورۂ یٰس پھر مرا وہ مرا شہید کے درجہ پر روایت کیا اسکو طبرانی اور دارمی نے۔

مَنْ قَرَأَ یٰسٓ ابْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ غُفِرَ لَہٗ (طیالسی)

جو کوئی رضائے الٰہی طلب کرنیکے لئے یٰس تلاوت کریگا اسکے گناہ معاف کئے جاویں گے (طیالسی)

مَنْ قَرَأَ یٰسٓ فِیْ لَیْلَۃٍ اَصْبَحَ مَغْفُوْرًا لَّہٗ (حل)

جو کوئی کسی شب کو یٰس پڑھیگا تو اس حال میں صبح کرے گا کہ اس کیلئے بخشش ہوگی (حل)

مَنْ قَرَأَ یٰسٓ کُلَّ لَیْلَۃٍ غُفِرَ لَہٗ (طبق)

جو کوئی ہر شب میں یٰس پڑھے اسکی بخشش ہوگی (طبق)

مَنْ قَرَأَ یٰسٓ عُدِلَتْ عِشْرِیْنَ حِجَّۃً (ط)

جو کوئی یٰسٓ پڑھیگا تو بیس حج کے برابر ہوگا۔ (ط)

قَالَ الْحَسَنُ بَلَغَنِیْ اَنَّھَا یعنی سورۃ یٰسٓ تَعْدِلُ الْقُرْاٰنَ کُلَّہٗ (عجائب البیان)

حسن نے کہا کہ مجھکو پہنچی روایت کہ سورۂ یٰسٓ تمام قرآن کے برابر ہے۔ (عجائب البیان)

اِنِّیْ فَرَضْتُ عَلٰی اُمَّتِیْ قِرَاءَۃَ یٰسٓ کُلَّ لَیْلَۃٍ (ابو)

میں نے میری امت پر ہر شب کو یٰسٓ کا پڑھنا ٹھیرایا ہے (ابو)

مَنْ قَرَأَ یٰسٓ فِیْ صَدْرِ النَّھَارِ قُضِیَتْ حَوَائِجُہٗ۔ (دارمی)

جو کوئی سورۂ یٰسٓ اول حصہ میں دن کے پڑھیگا تو اسکی حاجتیں روا کی جائیں گے۔

مَنْ قَرَأَ یٰسٓ حِیْنَ یُصْبِحُ اُعْطِیَ یُسْرَ یَوْمِہٖ حَتّٰی یُمْسِیَ وَمَنْ قَرَاَھَا فِیْ صَدْرِ لَیْلَۃٍ اُعْطِیَ یُسْرَ لَیْلَتِہٖ حَتّٰی یُصْبِحَ (اخرجہ الدارمی)

جو شخص پڑھے سورۂ یٰسٓ صبح ہونیکے وقت اسکو اسدن آسانی دیجائیگی شام تک اور جو شخص اسکو رات کے شروع میں پڑھے اس کو اس رات کی آسانی دیجائیگی صبح تک (دارمی)

مَنْ قَرَأَ یٰسٓ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ فَاقْرَءُوْھَا عِنْدَ مَوْتَاکُمْ (ھق)

جو کوئی یٰسٓ پڑھے تو اس کے لئے وہ گناہ بخشے جاتے ہیں جو آگے گذر گئے تم اسکو اپنے مرنیوالوں کے پاس پڑھا کرو (ھق)

اِقْرَءُوْا عَلٰی مَوْتَاکُمْ یٰسٓ (حم)

تمہارے مردوں پر (یعنی جو قریب موت پہنچتے ہوں) یٰسٓ پڑھو (حم)

مَا مِنْ مَیِّتٍ قُرِئَ عِنْدَہٗ یٰسٓ اِلَّا ھَوَّنَ اللّٰہُ عَلَیْہِ (فر)

جس میت پر یٰسٓ پڑھی جاتی ہے اللہ اسپر موت آسان کردیتا ہے (فر)

ضَعْ اِصْبَعَكَ السَّبَّابَةَ عَلٰى ضِرْسِكَ وَاقْرَأْ يٰسٓ (فر)

تم اپنی انگشت شہادت اپنے ڈاڑھ پر رکھو اور یٰسٓ پڑھو۔ (فر)

ف

یہ حکم اس شخص کو ہوا تھا جس نے ڈاڑھ کے درد کی شکایت کی تھی۔

فضیلت سورۃ والصافات

كَانَ يَقْرَأُ فِى الْفَجْرِ بِالصَّافَّاتِ (حب)

آنحضرت صلعم نماز صبح میں سورۃ والصافات تلاوت کرتے تھے (حب)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْاَوْفٰى مِنَ الْاَجْرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلْيَكُنْ اٰخِرَ كَلَامِهٖ مِنْ مَجْلِسِهٖ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (معالم)

حضرت علی سے روایت ہے انہوں نے کہا جس کو یہ منظور ہو کہ روز قیامت اسکو ثواب پوری پیمانہ سے ماپ کر دیا جائے تو اسکی ہر مجلس میں اسکا آخر کلام یہ ہونا چاہیئے سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (معالم)

ف

ترجمہ۔ تیرا رب پاک ہے عیبوں سے عزت کا پروردگار پاک ہے ان عیبوں سے

جو کافر اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں اور سلام پیغمبروں پر اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے جو عالموں کا پروردگار ہے۔

فضیلت سورۂ ص

سَجَدَهَا دَاوُدُ تَوْبَةً وَنَسْجُدُهَا شُكْرًا (ن)

داؤد علیہ السلام نے اسکو توبہ میں سجدہ کیا تھا اور ہم شکر میں کرتے ہیں (ن)

ف

سورۂ ص کے درمیان یہ مذکور ہے کہ جب داؤد علیہ السلام اپنے کسی قصور پر منجانب اللہ متنبہ ہو گئے تو معافی کے لئے سجدہ کیا اور توبہ قبول ہوئی اسپر نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ داؤدؑ نے یہ سجدہ توبہ و معافی کے شکر کے لئے کیا تھا ہم بہ نیت داؤد شکر کرتے ہیں۔

قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ صٓ فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمٌ اٰخَرُ قَرَأَهَا فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ تَشَزَّنَ النَّاسُ لِلسُّجُوْدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا تَوْبَةُ نَبِيٍّ وَلٰكِنِّيْ رَاَيْتُكُمْ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر سورۂ صٓ تلاوت کی جب سجدہ کی آیت کو پہنچے تو نیچے آکر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا پھر جب دوسرا کوئی دن ہوا تو آپ نے وہی سورت تلاوت کی جب سجدہ کی آیت کو پہنچے تو لوگوں نے سجدہ کے لئے تیاری کی تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سجدہ ایک نبی (داؤدؑ) کی توبہ کا ہے

تَشَزَّنْتُمْ لِلسُّجُوْدِ فَنَزَلَ وَسَجَدَ وَسَجَدُوْا (کشف الغمہ)

لیکن میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ سجدہ کے لئے آمادہ ہوگئے ہو پھر آپ نے اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی کیا۔ (کشف الغمہ)

کَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ لَیْسَتْ سَجْدَۃُ صٓ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُوْدِ (کشف الغمہ)

ابن عباس کہتے تھے سورۂ صٓ کا سجدہ واجب سجدوں میں سے نہیں ہے (کشف الغمہ)

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ءَاَسْجُدُ فِیْ صٓ فَقَرَأَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاؤُدَ وَسُلَیْمَانَ حَتّٰی اَتٰی فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ فَقَالَ نَبِیُّکُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ اُمِرَ اَنْ یَّقْتَدِیَ بِهِمْ (خ)

مجاہد سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے پوچھا کیا سجدہ کروں سورۂ صٓ میں تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی ومن ذریتہ داؤد وسلیمان یہانتک کہ یہ پڑھا فبھدا ھم اقتدہ اور فرمایا کہ تمہارے نبیؑ ان لوگوں میں ہیں جوان (انبیاء) کی پیروی کرنے کا حکم کیے گئے (خ)

ف

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کئی انبیاء کا ذکر کیا ہے جن میں سے حضرت داؤدؑ بھی ہیں اور بعد ان کے ذکر کے فرماتا ہے اُولٰئِكَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ یہ (انبیاء) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے راہ بتائی (سوائے محمد صلعم) تم انکی ہدایت کی

اقتدا کرو - انتہی جب مجاہد نے سورہ ص میں سجدہ کرنے کی بابت ابن عباس سے پوچھا تو آپ نے یہ آیت پڑھی اور یہ سمجھایا کہ یہ حضرت داؤد کا سجدہ ہے اور اپنے نبی صلعم کو داؤدؑ کی اقتداء کرنے کا بھی حکم ہوا ہے تو یہاں سے نبی صلعم کو داؤدؑ کے اتباع میں یہ سجدہ کرنا پڑا اور ہم پر اپنے نبی صلعم کے اتباع میں اس کا بجالانا ضرور ٹھیرا۔

فضیلت سورۃ الزمر

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الزُّمَرِ لَمْ يَقْطَعِ اللّٰهُ رَجَاءَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَعْطَاهُ ثَوَابَ الْخَائِفِيْنَ

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی علیہ السلام سے مروی ہے جو کوئی پڑھیگا سورہ زمر اللہ تعالی اسکی امید کو قیامت کے روز نہ کاٹیگا اور اس کو ڈرنیوالوں کا ثواب دے گا۔

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ المومن

اس سورت کو سورہ غافر اور سورہ طول بھی کہتے ہیں ایک حدیث ان سورتونکی فضیلت کی سورہ یونس میں مذکور ہوئی۔

اَلْحَوَامِيْمُ سَبْعٌ وَاَبْوَابُ جَهَنَّمَ سَبْعٌ تَجِيْئُ كُلُّ حٰمٓ مِنْهَا تَقِفُ عَلٰى بَابٍ مِنْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تَدْخِلْ هٰذَا الْبَابَ مَنْ كَانَ

حوامیم سب سات ہیں اور دوزخ کے بھی سات دروازے ہیں ان میں سے ہر ایک سورہ حم دوزخ کے ایک ایک دروازے پر یہ کہتے ہوے کھڑی ہوگی خداوندا اس دروازے میں اس شخص کو داخل نہ کیجیو۔

یُؤْمِنُ بِیْ وَیَقْرَأُنِیْ ۔ (ھب جامع)	جو مجھ پر ایمان رکھتا اور مجھکو پڑھتا تھا۔ (ہب جامع)
اَلْحَوَامِیْمُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ ۔ (فر)	حوامیم یعنی (وہ سورتیں جنکی ابتدا حٰم سے ہوئی ہے) جنت کے گلزاروں میں سے ایک گلزار ہے (فر)
مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّرْتَعَ فِیْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَلْیَقْرَأِ الْحَوَامِیْمَ (فر)	جس کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے گلزاروں میں چرے تو حوامیم تلاوت کرے (فر)
دِیْبَاجُ الْقُرْاٰنِ الْحَوَامِیْمُ (حم)	حوامیم قرآن کا دیبا (یعنی زینت) ہے (حم)
نَزَلَتِ الْحَوَامِیْمُ جَمِیْعًا (فر)	حوامیم ایکساں نازل ہوئیں (فر)

ف

ان حدیثوں سے ان جمیع سورتوں کی فضیلت ثابت ہے جس کی ابتدا میں حٰم واقع ہو اور وہ کل سات سورتیں ہیں۔

مَنْ قَرَأَ الدُّخَانَ کُلَّھَا وَاَوَّلَ حٰمٓ غَافِرٍ اِلٰی وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ وَاٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ حِیْنَ یُمْسِیْ حُفِظَ بِھَا حَتّٰی یُصْبِحَ وَمَنْ قَرَأَھَا حِیْنَ یُصْبِحُ حُفِظَ بِھَا حَتّٰی یُمْسِیْ (ت)	جو کوئی کامل سورت دخان اور حٰم غافر یعنی سورۃ مومن کا شروع الیہ المصیر تک اور آیۃ الکرسی شبکو تلاوت کریگا تو اس قرات کے وسیلے سے صبح تک محفوظ رہے گا اور جو کوئی انکو صبح میں پڑھیگا تو شام تک محفوظ رہیگا۔ (ت)

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ حٰمٓ السَّجْدَۃَ اَعْطَاہُ اللّٰہُ بِکُلِّ حَرْفٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی حم السجدہ پڑھیگا اللہ تعالیٰ اسکو ہر حرف کے عوض دس نیکیاں دیگا ۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الشوریٰ

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حٰمٓ عٓسٓقٓ کَانَ مِمَّنْ صَلَّی عَلَیْہِ الْمَلَآئِکَۃُ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لَہٗ ۔ وَیَسْتَرْحِمُوْنَ لَہٗ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی حم عسق پڑھیگا ان لوگوں میں ہوگا جس پر فرشتے درود پڑھتے ہیں اور مغفرت مانگتے ہیں اور رحم مانگتے ہیں (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الزخرف

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الزُّخْرُفِ کَانَ مِمَّنْ یُقَالُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَا عِبَادِ لَاخَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، جو کوئی سورۂ زخرف پڑھیگا ان لوگوں میں داخل ہوگا جنکے حق میں کہا جاوے گا قیامت کے دن - اے میرے بندو کچھ خوف نہیں تم پر اور نہ تم غمگین ہوں گے ۔

فضیلت سورۃ الدخان

مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الدخان فِیْ لَیْلَۃِ الْجُمُعَۃِ غُفِرَ لَہٗ (ت حم)

جو کوئی شب جمعہ میں حم دخان تلاوت کریگا اسکے گناہ معاف کیئے جائیں گے - (ت حم)

مَن قرأ سورۃ الدخان فی لیلۃ غفر لہ (ت)

جو کوئی کسی شب میں سورہ دخان پڑھیگا اس کے گناہ معاف کئے جائیں گے (ت)

من قرأ حٰمٓ الدخان فی لیلۃ اصبح یستغفر لہ سبعون الف ملک (معالم ت)

جو کوئی حٰم دخان شب میں تلاوت کرے تو اس حال میں صبح کرتا ہے کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں۔ (معالم ت)

فضیلت سورۃ الجاثیہ

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الجَاثِیَۃِ سَتَرَ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ وَسَکَّنَ رَوْعَتَہٗ یَوْمَ الحِسَابِ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی پڑھیگا سورہ جاثیہ تو اللہ تعالیٰ اس کی شرمگاہ ڈھانپیگا اور اس کی ہیبت کو تسکین دے گا حساب کے دن (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الاحقاف

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْاَحْقَافِ کُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ بِعَدَدِ کُلِّ رَمْلَۃٍ فِی الدُّنْیَا (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی پڑھیگا سورہ احقاف اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائینگی موافق گنتی دنیا کی ریگ کے۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ مُحَمَّدٍ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ (حاشیۂ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی سورہ محمد پڑھیگا تو اللہ تعالیٰ پر اسکا حق ہے کہ اس کو جنت کی نہروں سے پلاوے

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الفتح

هي اى سورة الفتح اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ وَالتِّرْمِذِىُّ وَالنَّسَائِىُّ وَفِىْ رِوَايَةٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا يَعْنِىْ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔

وہ (یعنی سورۃ الفتح) مجھکو محبوب تر ہے اس چیز سے جسپر آفتاب طلوع ہو یعنی تمام دنیا کی چیزوں سے پھر پڑھا حضرت نے انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ روایت کیا اسکو بخاری اور ترمذی اور نسائی نے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ انا فتحنا مجھکو دنیا کی سب چیزوں سے زیادہ پسند ہے۔

فضیلت سورہ حجرات

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ مَا مِنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَةٌ اِلَّا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ بِهَا النَّاسَ فِى الْمَكْتُوْبَةِ (رواہ مالک ومشکوٰۃ)

مروی ہے عمرو بن شعیب سے انکے باپ سے انکے دادا سے کہا نہیں کوئی سورہ مفصلات سے جو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرض نماز میں جبکہ وہ امامت کرتے تھے نہ سنا ہو (روایت کیا اسکو مالک نے و مشکوٰۃ)

وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ (فر)	مجھکو مفصل سورتوں کے ذریعہ سے فضیلت دی گئی ہے۔ (فر)

ف

سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک جتنے سورۂ ہیں مفصلات کہلاتے ہیں اس تفصیل سے کہ سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک طوال مفصل اور بروج سے سورۂ لم یکن تک اوساط مفصل اور لم یکن سے سورۃ الناس تک قصار مفصل پس اس حدیث شریف سے ان تمام سورتوں کی فضیلت ثبوت کو پہنچگئی مفصلات ان سورتوں کواسواسطے کہتے ہیں کہ انمیں فواصل قریب قریب یعنی آیات چھوٹے ہیں اور آیات کے اواخر حروف متحد ہیں

عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى اَنِ اقْرَاْ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ (ت)	حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوموسیٰ صحابی کو لکھا کہ نماز صبح میں لمبے مفصل سورتوں کو پڑھو۔ (ت)
اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ لُبَابًا وَّاِنَّ لُبَابَ الْقُرْاٰنِ الْمُفَصَّلُ (دارمی)	ہر چیز کا ایک خلاصہ ہے اور قرآن کا خلاصہ مفصل سورتیں ہیں۔ (دارمی)
اُعْطِيْتُ مَكَانَ التَّوْرَاةِ السَّبْعَ الطِّوَالَ وَاُعْطِيْتُ مَكَانَ الزَّبُوْرِ الْمِئِيْنَ وَاُعْطِيْتُ مَكَانَ الْاِنْجِيْلِ الْمَثَانِيْ وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ (طب هب جامع الصغير)	توراۃ کی جگہ مجھکو سبع طوال دی گئی اور زبور کے عوض مئین مرحمت کیگئی اور انجیل کے بدلے مثانی عنایت ہوئی اور مفصل سورتوں کیساتھ مجھکو فضیلت دی گئی۔ (طب هب جامع الصغیر)

فضیلت سورہ ق

كَانَ يَخْطُبُ بِسُوْرَةِ قٓ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ - (د)

آنحضرت صلعم ہر جمعہ میں سورہ قٓ خطبہ کے درمیان پڑھتے تھے (د)

كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدِ بِقَافٍ وَ اقْتَرَبَ - (س)

آنحضرت صلعم نماز عید میں سورہ قٓ اور سورہ اقترب پڑھتے تھے (س)

كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِقَافٍ وَنَحْوِهَا - (م)

آنحضرت صلعم نماز صبح میں سورہ قٓ اور اس کے مانند سورتیں پڑھتے تھے (م)

ف

سورہ قاف کے مانند سورتوں سے وہ سورتیں مراد ہیں جو عدد آیات میں اس کے قریب ہیں

كَانَ يَقْرَأُ فِيْهِمَا اَيْ فِي الْاَضْحٰى وَ الْفِطْرِ بِقٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ (مسلم مشکوۃ)

پڑھتے تھے آنحضرت صلعم عید الضحیٰ اور عید الفطر میں سورہ قٓ اور اقتربت الساعۃ (مسلم مشکوۃ)

فضیلت سورہ والذاریات

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الذّٰرِيٰتِ كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ عَشْرُ حَسَنَاتٍ بِعَدَدِ كُلِّ رِيْحٍ هَبَّتْ وَجَرَتْ فِي الدُّنْيَا -
(حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی پڑھے گا سورہ ذاریات ہوگا اس کے لئے ثواب دس نیکیوں کا موافق گنتی ہوا کے جو بہی اور جاری ہوئی ہے
(حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الطور

قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ۔ (معالم)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب میں سورۂ طور تلاوت فرمایا۔ (معالم)

کَانَ یَقْرَأُ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ (مشکوٰۃ)

آنحضرت صلعم نماز مغرب میں سورۂ طور پڑھا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

فضیلت سورۃ النجم

سَجَدَ صلعم بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَہُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ۔ خ۔

پیغمبر خدا صلعم نے سورۂ نجم میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمان اور جن وانس نے بھی سجدہ کیا (خ)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلعم قَرَأَ سُوْرَۃَ النَّجْمِ فَسَجَدَ بِھَا فَمَا بَقِیَ اَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ اِلَّا سَجَدَ (خ)

عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے سورۂ نجم تلاوت فرمایا اور اسمیں سجدہ کیا اور سب لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ (خ)

تذنیب

عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَی النَّبِیِّ صلعم اَلنَّجْمَ فَلَمْ یَسْجُدْ فِیْھَا (ق)

زید بن ثابت سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلعم کو سورۂ نجم سنایا تو آپ نے اسمیں سجدہ نہ کیا (ق)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَسْجُدْ فِیْ شَیْئٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ مُنْذُ تَحَوَّلَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ (د)	ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے مدینہ میں ہجرت کی مفصلات میں سے کسی سورۃ میں سجدہ نہیں کیا۔ (د)

ف

زید بن ثابت کی یہ روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم میں سجدہ نہ کیا عدم ثبوت سجدہ نجم پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ بروایت عبداللہ بن مسعود وغیرہ سجدۂ مذکور ثابت ہو چکا اور اصول میں یہ قاعدہ قرار پا چکا ہے المثبت مقدم علی المنافی یعنی ثابت کرنے والی دلیل نفی کرنیوالی دلیل پر مقدم ہے۔ رہی ابن عباس کی روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے رونق افروز مدینہ ہوئے کسی مفصل سورت میں سجدہ نہیں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ ابی ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ مذکور میں سجدہ کیا اور ابی ہریرہؓ نے نبی صلعم کی ہجرت سے کئی سال بعد شرف اسلام حاصل کیا تھا۔ پس اس رو سے ابی ہریرہؓ کی روایت مقدم ہے۔ ان حدیثوں کے اور کئی جواب بجائے خود مرقوم ہیں۔ من شاء فلیراجع الیھا۔

فضیلت سورۃ القمر

عَنِ النَّبِیِّ صلعم مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْقَمَرِ	نبی صلعم سے مروی ہے جو کوئی سورۂ قمر

فِیْ کُلِّ غِبٍّ بَعَثَ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَجْھُہٗ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ۔

(بیضاوی شریف)

پڑھیگا ایک دن بعد اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کے روز اُٹھائے گا درحالیکہ اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کے جیسا ہے۔ (بیضاوی شریف)

فضیلت سورۃ الرحمٰن

لِکُلِّ شَیْءٍ عُرُوْسٌ وَعُرُوْسُ الْقُرْاٰنِ الرَّحْمٰنُ (ھق)

ہر چیز کی عروس ہے اور قرآن کی عروس سورہ رحمٰن ہے (ہق)

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ بِالرَّحْمٰنِ وَالْوَاقِعَۃِ۔

(شرح معانی الآثار)

انس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کے بعد کی دو رکعتوں میں سورہ رحمٰن اور سورہ واقعہ پڑھتے تھے۔

(شرح معانی الآثار)

فضیلت سورۃ الواقعۃ

مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْوَاقِعَۃِ کُلَّ لَیْلَۃٍ لَمْ تُصِبْہُ فَاقَۃٌ اَبَدًا وَکَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ یَاْمُرُ بَنَاتِہٖ یَقْرَأْنَ بِھَا فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ

(ھق)

جو کوئی ہر شب میں سورہ واقعہ پڑھا کرے تو اسکو کبھی فاقہ نہ پہنچے گا اور ابن مسعود اپنے بیٹیوں کو حکم کرتے کہ اسکو ہر شب میں پڑھا کریں (ہق)

عَلِّمُوْا نِسَاءَکُمْ سُوْرَۃَ الْوَاقِعَۃِ فَاِنَّھَا سُوْرَۃُ الْغِنٰی (فر)

تم اپنی بیبیوں کو سورہ واقعہ تعلیم کرو کہ وہ تو انگری کا سورہ ہے۔ (فر)

ف

یعنی برکت سے اس کی تلاوت کی فقیری و محتاجی دور ہوتی ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِي قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْهَا فِيْ رُكُوْعِكُمْ (معالم)

عقبہ بن عامر جہنی سے مروی ہے انہوں نے کہا جب آیت فسبح باسم ربك العظيم نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس تسبیح کو اپنے رکوع میں مقرر کرلو۔ (معالم)

ف

یعنی رکوع میں موافق حکم آیت مذکورہ کے سبحان ربی العظیم کہو۔

فضیلت سورۃ الحدید

تَعَلَّمُوا الْحَدِيْدَ وَتَفْسِيْرَهَا وَيْلٌ لِلْعَالِمِ جَهِلَ تَفْسِيْرَهَا (فر)

سورۂ حدید کو اور اس کی تفسیر کو سیکھو۔ اس عالم کے لئے ویل و خرابی ہے جو اس کی تفسیر سے جاہل رہے (فر)

مَنْ قَرَأَ كُلَّ لَيْلَةٍ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ وَفِي الْمُسَبِّحَاتِ اٰيَةٌ كَاَلْفِ اٰيَةٍ (رزین جمع فوائد)

جو کوئی ہر شب کو سورۂ واقعہ پڑھیگا تو اسکو فاقہ نہ پہونچیگا اور مسبحات میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں کی برابر ہے (رزین جمع فوائد)

وَهِيَ قَوْلُهُ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (تفسیر ابن بشر و اتقان)

یہ آیت (ہو الاول والآخر) وہ اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ (تفسیر ابن بشر و اتقان)

فضیلت سورۂ مجادلہ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْمُجَادِلَةِ كُتِبَ مِنْ حِزْبِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(بیضاوی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی پڑھیگا سورۂ مجادلہ اللہ تعالیٰ کے گروہ میں لکھا جائے گا اللہ تعالیٰ کے دن میں جو قیامت کا دن ہے

(بیضاوی)

فضیلت سورۃ الحشر

مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَثَلٰثَ اٰيَاتٍ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ قَالَهَا مَسَاءً فَمِثْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُصْبِحَ (رواہ الدارمی)

جس نے کہا صبح کے وقت اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم اور تین آیتیں سورۂ حشر کے اخیر کی مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ بسبب اسکے ستر ہزار فرشتے جو رحمت مانگتے ہیں اس کے واسطے شام تک اور اگر کہا اسکو شام میں پس ایسا ہی صبح تک مغفرت مانگتے ہیں روایت کیا اس کو دارمی۔

مَنْ قَرَأَ خَوَاتِیْمَ الْحَشْرِ مِنْ لَیْلَۃٍ اَوْ نَھَارٍ فَقُبِضَ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ اَوِ اللَّیْلَۃِ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ

(عد ۔ بیہقی)

جوکوئی سورہ حشر کی آخر آیتیں کسی شب میں یا کسی دن میں تلاوت کرے اور اسی شب یا اسی دن میں مرجاے تو اسکے لئے اللہ تعالیٰ جنت واجب کریگا عد بیہقی

فضیلت سورۃ الممتحنہ

قَالَ النَّبِیُّ صلعم مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْمُمْتَحِنَۃِ کَانَ لَہُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ شُفَعَاءُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورۂ ممتحنہ پڑھیگا مومنین اور مومنات اُسکے واسطے قیامت کے روز شفاعت کرنیوالی ہوگی ۔

سورۂ الصف اور سورۃ الجمعہ اور سورۂ تغابن اور سورۂ (جمعہ کی فضیلت)

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ اَنْ یَّرْقُدَ یَقُوْلُ اِنَّ فِیْھِنَّ اٰیَۃً خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ اٰیَۃٍ ۔

(ت)

عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسبحات یعنی ان سورتوں کو جن کی ابتدا میں لفظ تسبیح ہے سونے سے پہلے تلاوت کرتے تھے اور فرماتے ہیں کہ ان میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے (ت)

ف

جن سورتوں کی ابتدا میں تسبیح واقع ہے وہ سات سورتیں یہ ہیں۔ بنی اسرائیل۔ حدید۔ حشر۔ صف۔ جمعہ۔ تغابن۔ اعلیٰ۔ اس حدیث سے ان سب سورتوں کی فضیلت ثابت ہے۔

فضیلت سورۂ جمعہ

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ اَنَّ مَرْوَانَ اسْتَخْلَفَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَصَلّٰى بِهِمْ اَبُوْهُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَاَ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ فَلَمَّا انْصَرَفَ مَشَيْتُ خَلْفَهٗ اِلٰى جَنْبِهٖ فَقُلْتُ لَهٗ لَقَدْ قَرَاْتَ بِسُوْرَتَيْنِ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ يَقْرَاُ بِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ بِهِمَا (مَعَالِم)

عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ مروان نے ابوہریرہ کو مدینہ پر خلیفہ بنایا تھا تو اپنے لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں منافقون تلاوت کی پھر جب وہ فارغ ہوئے تو میں ان کے پیچھے ان کے بازو سے گیا اور کہا کہ آپ نے نماز میں ایسی دو سورتیں پڑھیں کہ میں نے حضرت علی کو نماز جمعہ میں ان کو پڑھتے ہوئے سنا تھا ابوہریرہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو جمعہ میں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ (معالم)

عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ سُئِلَ نُعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى اِثْرِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ بِهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ۔ (معالم)	ضحاک بن قیس سے مروی ہے کہ نعمان بن بشیر سے یہ بات دریافت کی گئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم روز جمعہ سورۂ جمعہ کے بعد کیا تلاوت کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ ھل اتاک حدیث الغاشیۃ تلاوت کرتے تھے (معالم)

فضیلت سورۃ المنافقون

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْمُنَافِقُوْنَ بَرِیْٔ مِنَ النِّفَاقِ۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورۂ منافقون پڑھے گا پاک ہوگا نفاق سے۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ التغابن

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ التَّغَابُنِ دُفِعَ عَنْهُ مَوْتُ الْفُجَاءَةِ (ابوداؤد)	جو کوئی سورۂ سورۂ تغابن تلاوت کرے تو ناگہاں اور اچانک مرنا اس سے دفع ہوگا (ابوداؤد)

فضیلت سورۃ الطلاق

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الطَّلَاقِ مَاتَ عَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

جو کوئی پڑھیگا سورہ طلاق کو تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر مرے گا۔

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ التحریم

اسکو سورۃ النساء الصغری بھی کہتے ہیں

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ التَّحْرِیْمِ اَعْطَاہُ اللّٰہُ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورہ تحریم پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو توبۂ نصوح عطا فرمائیگا

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الملک

سُوْرَۃُ الْمُلْکِ تَمْنَعُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (فر)

سورہ ملک روکتی ہے عذاب قبر کو۔ (فر)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِبَاءَہٗ عَلٰی قَبْرٍ وَھُوَ لَا یَحْسَبُ اَنَّہٗ قَبْرٌ فَاِذَا قَبْرُ اِنْسَانٍ یَقْرَأُ سُوْرَۃَ الْمُلْکِ حَتّٰی خَتَمَھَا فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ابن عباس سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے ایک قبر پر اپنا ڈیرا کھڑا کیا اور انہیں معلوم نہ تھا کہ وہ قبر ہے سو ایک آدمی کی قبر نظر آئی اور وہ سورہ تبارک تلاوت کر رہا تھا تا آنکہ اسکو تمام کیا اور صحابی

فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَرَبْتُ خِبَاءً عَلٰی قَبْرٍ وَ اَنَا لَا اَحْسَبُ اَنَّہٗ قَبْرٌ فَاِذَا فِیْہِ اِنْسَانٌ یَقْرَأُ سُوْرَۃَ الْمُلْکِ حَتّٰی خَتَمَہَا فَقَالَ النَّبِیُّ صلعم ہِیَ الْمَانِعَۃُ ہِیَ الْمُنْجِیَۃُ تُنْجِیْہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (ت)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک قبر پر ڈیرا لگایا اور مجھکو معلوم نہ تھا کہ وہ قبر ہے سو ناگاہ اس میں ایک آدمی سورۃ تبارک پڑھ رہا تھا تا آنکہ اسکو ختم کیا نبی صلعم نے فرمایا وہ سورت عذاب قبر سے باز رکھنے والی ہے اور نجات بخشنے والی ہے کہ اپنے قاری کو عذاب قبر سے نجات بخشتی ہے (ت)

اِنَّ سُوْرَۃً مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ مَا ہِیَ اِلَّا ثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ فَاَخْرَجَتْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنَ النَّارِ وَ اَدْخَلَتْہُ الْجَنَّۃَ وَہِیَ سُوْرَۃُ تَبَارَکَ۔ (معالم طس)

کتاب اللہ کی ایک سورت ہے کہ وہ صرف تیس آیتیں ہیں ایک شخص کے لئے سفارش کی اور روز قیامت میں دوزخ سے اسکو نکالا اور جنت میں داخل کر دیا اور وہ سورۃ تبارک ہے (معالم طس)

سُوْرَۃُ تَبَارَکَ ہِیَ الْمَانِعَۃُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (بہ)

سورۃ تبارک عذاب قبر سے منع کرنیوالی ہے۔ (بہ)

کَانَ یَقْرَأُ فِی الصُّبْحِ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ (نیع)

آنحضرت صلعم نماز صبح میں سورۃ تبارک پڑھتے تھے (نیع)

ھٰذا من فضائل ھٰذہ السورۃ فی الم تنزیل السجدہ۔

اس سورہ تبارک کے بعض فضائل سورہ الم تنزیل السجدہ میں مذکور ہوئے ہیں۔

فضیلت سورہ قلم

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْقَلَمِ اَعْطَاہُ اللّٰہُ ثَوَابَ الَّذِیْنَ حَسَّنَ اَخْلَاقَھُمْ

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورہ قلم پڑھیگا اللہ تعالیٰ اس کو دیگا ثواب ان لوگوں کا جو نیک ہوئے ان کے اخلاق۔

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الحاقہ

شَیَّبَتْنِیْ سُوْرَۃُ ھُوْدٍ وَاَخَوَاتُھَا اَلْوَاقِعَۃُ وَالْحَاقَّۃُ وَاِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ (طب)

بوڑھا کر دیا مجھکو سورہ ہود اور اُسکے جوڑ والی سورتوں نے یعنی سورہ حاقہ اور سورہ اذا الشمس کورت (طب)

فضیلت سورۃ المعارج

شَیَّبَتْنِیْ سُوْرَۃُ ھُوْدٍ وَاَخَوَاتُھَا اَلْوَاقِعَۃُ وَالْقَارِعَۃُ وَالْحَاقَّۃُ وَاِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ وَسَاَلَ سَائِلٌ (ابن مردویہ)

بوڑھا کر دیا مجھکو سورہ ہود اور اُسکے نظیر سورتوں نے یعنی سورۂ واقعہ اور سورۂ قارعہ اور سورۂ حاقہ اور اذا الشمس کورت اور سأل سائل۔

(ابن مردویہ)

فضیلت سورۂ نوح

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ نُوْحٍ کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اَدْرَکَتْھُمْ دَعْوَۃُ نُوْحٍ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورۂ نوح پڑھیگا ان لوگوں میں ہوگا جن کو نوح کی دعوت پہنچی۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الجن

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْجِنِّ کَانَ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ جِنِّیٍّ صَدَّقَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَذَّبَ وَعِتْقِ رَقَبَۃٍ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورۂ جن پڑھے ہوگا اسکو ثواب موافق گنتی جن کے جنہوں نے تصدیق کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جھٹلایا ان کو اور موافق ثواب بندہ آزاد کرنیکے (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ المزمل

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْمُزَّمِّلِ دَفَعَ اللّٰہُ الْعُسْرَ عَنْہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورۂ مزمل پڑھے گا اللہ تعالے دنیا اور آخرت کی سختی اس سے اٹھاوے گا۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ المدثر

اَوَّلُ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیَّ سُوْرَۃُ الْمُدَّثِّرِ (ابن عاصم)

وہ جو اللہ تعالی نے مجھپر پہلے اتاری سورۂ مدثر ہے۔ (ابن عاصم)

فضیلت سورۃ القیامۃ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْقِيٰمَةِ اَعْطَاهُ اللّٰهُ ثَوَابَ اُمَّتِيْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورۂ قیامت جو کوئی پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو میری امت کے مردوں اور عورتوں کا ثواب دیگا (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الدھر

اس سورہ کو سورۃ الانسان بھی کہتے ہیں

قدم فضیلتها فی الم تنزیل السجدۃ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ كَانَ جَزَاءُهٗ جَنَّةً وَّحَرِيْرًا

سورۃ الدہر کی فضیلت سورہ الم تنزیل السجدہ میں گذری ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورۂ ہل اتیٰ علی الانسان پڑھیگا اسکو ثواب بہشت اور حریر کا۔

فضیلت سورۃ المرسلات

یعنی عم یتساءلون

شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ وَّالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلَاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (ت) يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ (مشکوٰۃ)

بوڑھا کر دیا مجھکو سورۂ ہود اور واقعہ اور مرسلات اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے (ت) آنحضرت صلعم مغرب میں سورہ مرسلات پڑھتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

فضیلت سورۃ النازعات

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ النّٰزِعٰتِ کَانَ مِمَّنْ حَبَسَہُ اللّٰہُ حَتّٰی یَکُوْنَ قَدْرَ صَلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورہ نازعات پڑھیگا ان لوگوں میں ہوگا جنکا حساب لے چکا یہانتک کہ ہوگا مقدار فرض نماز کے ۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورہ عبس

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ عَبَسَ جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَوَجْہُہٗ ضَاحِکَۃٌ مُسْتَبْشِرَۃٌ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورہ عبس پڑھیگا قیامت کے روز آویگا ایسی حالت میں کہ اس کا منہ ہنسنے والا ہے اور خوش ہونیوالا ہے (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ التکویر

کَانَ یَقْرَأُ فِی الْفَجْرِ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ (رقط)

حضرت صلعم نماز صبح میں اذا الشمس کورت پڑھتے تھے ۔ (رقط)

کَانَ یَقْرَأُ فِی الْفَجْرِ وَاللَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ (مسلم مشکوٰۃ)

حضرت صلعم صبح میں واللیل اذا عسعس پڑھتے تھے ۔ (مسلم مشکوٰۃ)

فضیلت سورۃ انفطار

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّہٗ رَأْیُ عَیْنٍ فَلْیَقْرَأْ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ

جسکو یہ بات اچھی معلوم ہو کہ روز قیامت کو ایسا دیکھے گویا آنکھ کے روبرو ہے تو سورہ اذا الشمس کورت

وَ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ (ت)

اور سورۂ اذا السماء انفطرت اور اذا السماء انشقت پڑھے (ت)

فضیلت سورۂ مطففین

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْمُطَفِّفِیْنَ سَقَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ رَحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورۂ مطففین پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز مہر کی ہوئی شراب پلاوے گا۔

(حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۂ انشقاق

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

(مسلم)

ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اذا السماء انشقت اور اقرأ باسم ربک میں سجدہ کیا

(مسلم)

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهٖ فَقَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ اَبِی الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

مروی ہے ابو رافع سے کہا میں نے عشا کی نماز ابو ہریرہ کے ساتھ پڑھی انہوں نے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ پڑھی اور سجدہ کیا میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ فِیْهَا حَتّٰی اَلْقَاهُ (بخاری)

کہ پیچھے سجدہ کیا تھا پس میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہونگا اس میں یہانتک کہ اُن سے جاملوں گا۔ (بخاری)

فضیلت سورۃ البروج والطارق

كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَشِبْهِهِمَا (ت)

آنحضرت صلعم ظہر وعصر میں وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ اور وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ اور اُن کے نظیر سورتیں تلاوت کرتے تھے (ت)

عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ كَتَبَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى اَنِ اقْرَأْ فِي الظُّهْرِ بِاَوْسَاطِ الْمُفَصَّلِ (ت)

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابی موسیٰ کو لکھا کہ ظہر میں اوساط مفصل تلاوت کرو (ت)

فضیلت سورۂ اعلیٰ

كَانَ يُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى (حم)

آنحضرت صلعم اس سورۂ سبح اسم ربک الاعلیٰ کو دوست رکھتے تھے (حم)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ اجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ (معالم)

عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ جب آیت سبح اسم ربک الاعلیٰ نازل ہو تو نبی صلعم نے فرمایا کہ اپنے سجدہ میں مقرر کرو۔ (معالم)

ف

یعنی موافق حکم مذکور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہو۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَيَقْرَأُ بِهِمَا۔ (معالم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتٰک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے اور کبھی بار عید و جمعہ ایک روز میں جمع ہوئے تو آپ نے ان دونوں میں انہیں سورتوں کو تلاوت کیا (معالم)

كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ يُوْتِرُ بَعْدَهُمَا بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الْوِتْرِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (معالم)

رسول اللہ صلعم ان دو رکعتوں کے درمیان میں جن کے بعد وتر پڑھتے تھے سبح اسم ربک الاعلیٰ اور قل یا ایہا الکافرون تلاوت کرتے تھے اور وتر میں قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (معالم)

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى۔ (حم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ کو دوست رکھتے تھے۔ (حم)

وَإِذَا صَلَّى الْوِتْرَ ثَلٰثًا فَيَقْرَأُ

اور جب پڑھتے تھے وتر تین رکعت

فِی الْاُولٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ وَفِی الثَّانِیَةِ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (د ت س ۲ ص حب ی) وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ (د ا ق ت حب حص حصین)

پس پڑھتے تھے پہلی میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری میں قل ہو اللہ احد (نقل کیا اسکو ابو داؤد وترمذی نسائی احمد بن ماجہ ابن حبان ابن سنی نے) اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (نقل کیا اسکو ابو داؤد اور احمد ابن ماجہ ترمذی ابن حبان نے)

ف

یعنی ان کتابوں میں تینوں سورتیں تیسری رکعت میں پڑھنے میں آئے ہیں۔

فضیلت سورۃ الغاشیہ

مَنْ قَرَاَ سُوْرَةَ الْغَاشِیَةِ حَاسَبَهُ اللّٰهُ یَسِیْرًا (به) قدم ما یتعلق بهذا الفصل فی فصل فضیلة سبح اسم

جو کوئی سورہ غاشیہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ سہولت سے اسکا حساب لیویگا (بہ) اس فصل کے متعلق ایک حدیث سبح اسم کی فضیلت کی فصل میں مذکور ہے۔

فضیلت سورۃ الفجر

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ مَاتَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالطَّائِفِ

سعید بن جبیر سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ابن عباس نے طائف میں

فَشَهِدْتُ جِنَازَتَهُ فَجَاءَ طَائِرٌ لَمْ يُرَ عَلَىٰ خِلْقَتِهِ طَائِرٌ قَطُّ فَدَخَلَ نَعْشَهُ ثُمَّ لَمْ يُرَ خَارِجًا مِنْهُ فَلَمَّا دُفِنَ تُلِيَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلَىٰ شَفِيْرِ الْقَبْرِ لَا يُدْرٰى مَنْ تَلَاهَا يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔

(معالم)

انتقال کیا اور میں ان کے جنازے پر حاضر ہوا تو ایک پرندہ آیا جسکی نہاد وصورت کا دوسرا کوئی پرندہ دیکھا نہ گیا تھا غرض کہ وہ پرندہ ان کی نعش میں گھس گیا اور کسی نے پھر اس کو اس سے نکلتے ہوئے نہ دیکھا پھر جب وہ مدفون ہوگئے تو لب گور یہ آیت کریمہ پڑھی گئی اور پڑھنے والا معلوم نہ ہوتا تھا۔ (یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ (معالم)

ف

ترجمہ اس آیت کریمہ کا یہ ہے اے شخص طمانیت والے جا اپنے رب کی طرف تو خوش اس سے اور وہ خوش تجھ سے پس میرے خاص بندوں میں شامل ہوا اور میری بہشت میں داخل ہوجا۔

فضیلت سورہ بلد

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْبَلَدِ اَعْطَاهُ اللّٰهُ الْاَمَانَ مِنْ غَضَبِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی سورہ بلد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کی سختی سے امن دیگا (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الشمس

صَلِّ بِالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَنَحْوِهَا مِنَ السُّوَرِ۔ (حم)	والشمس وضحٰھا اور اس کی نظیر سورتوں کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔ (حم)

ف

صحابی معاذ لوگوں کی امامت کرتے تھے اور قرأت دراز پڑھتے تھے ایک شخص کہ روزی میں سخت محنت کش تھا اور دیر تک کھڑے ہونا اس سے نہ ہو سکتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور حضرت معاذ کی شکایت کی تھی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کی تنبیہ کی اور حکم کیا کہ سورۃ والشمس یا کوئی ایسی سورتیں کہ مقدار میں اس کے قریب ہوں پڑھا کریں۔

كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ بِالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَنَحْوِهَا مِنَ السُّوَرِ (ت)	حضرت نماز عشا میں والشمس وضحٰھا اور اس کے مانند سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ (ت)

فضیلت سورۃ اللیل

كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى (مشکوۃ)	حضرت ظہر کی نماز میں واللیل اذا یغشٰی پڑھتے تھے۔ (مشکوۃ)

فضیلت سورۃ الضحیٰ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ وَالضُّحٰى جَعَلَهُ اللّٰهُ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، جو کوئی سورۃ والضحیٰ پڑھے گا اللہ تعالےٰ۔

فِیمَن یَرضٰی لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَن یُشفَعَ لَہٗ وَعَشَرَ حَسَنَاتٍ یَکتُبُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ بِعَدَدِ کُلِّ یَتِیمٍ وَسَائِلٍ (بیضاوی)

اسکو ان لوگوں میں داخل کریگا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت دیجانے سے خوش ہوںا اور دس حسنات اللہ تعالی اسکو لکھے گا موافق گنتی ہر یتیم اور سائل کے (بیضاوی)

لَمَّا نَزَلَ (وَلَسَوفَ یُعطِیکَ رَبُّکَ فَتَرضٰی) قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِذًا لَا اَرضٰی وَوَاحِدٌ اُمَّتِی فِی النَّارِ (جلالین۔

جب آیۃ (ولسوف الخ) نازل ہوئی تو حضرت نے فرمایا اس وقت میں ہرگز راضی نہ ہونگا درحالیکہ میری امت کا ایک شخص بھی دوزخ میں رہے یعنی میں ساری امت کی شفاعت کرونگا (جلالین)

ترجمہ آیت آپ کا رب آپکو ایسی نعمت دے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے

فضیلت سورۃ الم نشرح

مَن قَرَأَ اَلَم نَشرَح کَانَ کَمَن اَتَانِی وَاَنَا مَهمُومٌ فَکَشَفَ عَنِّی (حب)۔

جو کوئی الم نشرح پڑھے وہ بمنزلہ اس شخص کے ہے جو میرے غم کی حالت میں میرے پاس آیا اور میرے غم کو دور کیا (حب)

فضیلت سورۃ التین

یَقرَأُ فِی العِشَاءِ وَالتِّینِ وَالزَّیتُونِ (مشکوٰۃ)

پڑھتے تھے نبی صلعم والتین والزیتون عشاء میں۔ (مشکوٰۃ)

عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ سَفَرٍ فَقَرَأَ فِی الْعِشَاءِ فِیْ اِحْدَی الرَّکْعَتَیْنِ بِالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ (معالم)

براء بن عازب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے تو آپ نے نماز عشاء کی دو رکعتوں میں سے کسی رکعت میں سورۃ والتین والزیتون تلاوت کی (معالم)

رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَرَأَ فِی الْعِشَاءِ الْاٰخِرَۃِ بِسُوْرَۃِ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ (ت)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، کہ آپ نے نماز عشاء میں سورۃ والتین والزیتون تلاوت کی۔ (ت)

فضیلت سورۃ العلق

قدم فضائلھا فی النجم والانشقاق

سورۃ العلق کی فضائل سورۃ نجم اور سورۃ انشقاق میں گذرے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْعَلَقِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ کَاَنَّمَا قَرَأَ الْمُفَصَّلَ کُلَّہٗ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، جو کوئی سورۃ العلق پڑھے گا اجر دیا جائیگا گویا کہ کل مفصل سور پڑھا۔

فضیلت سورۃ القدر

مَنْ قَرَأَ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ عَدَلَ بِرُبُعِ الْقُرْاٰنِ۔ (فر)

جو کوئی انا انزلنا پڑھے تو قرآن کے چوتھے حصہ کے برابر ہوگا (فر)

ف

یعنی اس سورت کا پڑھنا ثواب میں قرآن کا چوتھا حصہ پڑھنے کے برابر ہے۔

اِذَا عَوَّذَ اَحَدُکُمْ فَلْیَعُوْذْ بِاِنَّا اَنْزَلْنٰہُ۔ (ف)

جب تم میں کا کوئی پناہ چاہے تو سورۂ انا انزلنا کیساتھ پناہ چاہے (ف)

ف

یعنی جب آسیب و مرض سے پناہ میں رہنا چاہے تو اس سورت کی تلاوت کرے۔

مَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔ (معالم)

جو کوئی شب قدر میں ایمان و اخلاص سے نماز کیلئے اٹھیگا یا کھڑا ہوگا تو اسکے گناہوں سے وہ گناہ معاف کئے جائیں گے جو آگے ہو گئے ہیں۔ (معالم)

عَنِ ابْنِ بُرَیْدَۃَ اَنَّ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ وَّافَیْتُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فَمَا اَقُوْلُ قَالَ قُوْلِیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (معالم)

ابن بریدہ سے مروی ہے کہ عائشہ رض نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر مجھکو شب قدر ملجاوے تو کیا دعا پڑھوں آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھو

اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی —

اے اللہ تو معاف کرنیوالا ہے معاف کرنے کو دوست رکھتا ہے۔ تو مجھ سے معاف کیجیو۔

(معالم)

قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ مَنْ شَهِدَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَقَدْ اَخَذَ حَظَّهُ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ (معالم)

سعید بن مسیب نے کہا ہے جو شخص مغرب و عشا کو جماعت میں حاضر ہوتو اس نے شب قدر سے اپنا حصہ لے لیا۔ (معالم)

ف

یعنی ان دونمازوں کو جماعت سے گذارنا شب قدر میں عبادت کرنے کے درجہ میں ہے۔

فضیلت سورۃ البینہ

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى۔ (متفق علیہ)

روایت ہے انس سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو حکم کیا ہے کہ تم کو قرآن سناؤں عرض کیا ابی بن کعب نے کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا آپکے روبرو؟ فرمایا کہ ہاں کہا ابی نے تحقیق ذکر کیا گیا میں نزدیک پروردگار عالموں کے فرمایا کہ ہاں پس بہے آنسو ابی کی انکھوں سے اور ایک روایت میں میں یوں ہے کہ حضرت نے فرمایا ابی کو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حکم کیا مجھکو کہ پڑھوں میں تجھپر سورہ لم یکن الذین کفروا ابی نے کہا کیا

نام لیا میرا فرمایا ہاں پس روئے ابی
نقل کیا اسکو بخاری اور مسلم نے

ف

حضرت سرورِ عالم سے ابی بن کعب کو قرآن سنانیکا حکم ہونا تعلیم امت کیواسطے ہے ورنہ حضرت سے ابی کو کیا نسبت۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک پس امتیوں کو چاہیے کہ حافظ و قاری کو قرآن سنائیں جسکو ہمارے عرب میں اجازت لینا کہتے ہیں دلائل الخیرات اور حزب البحر کی اجازت تو لیتے ہیں لیکن عام لوگ تو کیا بعض مولوی بھی جو قرآن شریف بصحت نہیں پڑھ سکتے ہیں کسی حافظ یا قاری سے اسکی اجازت لیتے ہوئے شرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یَسْتَمِعُ اِلٰی قِرَاءَۃِ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (نع)

اللہ تعالیٰ لم یکن الذین کی تلاوت کو توجہ سے سنتا ہے۔ (نع)

رَوِیَ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّہٗ قَرَأَ فِی الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ (ت)

ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ آپ نے مغرب میں قصار مفصل کو تلاوت کیا (ت)

عَنْ عُمَرَ اَنَّہٗ کَتَبَ اِلٰی اَبِیْ مُوْسٰی اَنِ قْرَأْ فِی الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ۔ (ت)

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ نے ابی موسیٰ کو لکھا کہ مغرب میں قصار مفصل پڑھو (ت)

وَرَاٰی بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنَّ قِرَاءَۃَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ کَنَحْوِ الْقِرَاءَۃِ فِیْ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ۔

بعض اہل علم کی یہ راے ہے کہ نماز عصر کی تلاوت نماز مغرب کی تلاوت کے برابر ہے کہ اس میں قصار مفصل پڑھنا لائق ہے۔

ف

قصار مفصل لم یکن الذین سے آخر قرآن تک ہے۔

فضیلت سورۃ الزلزال

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْاٰنِ (معالم)

سورۂ اذا زلزلت آدھے قرآن کے برابر ہے۔ (معالم)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيهِمَا (ای الرکعتین بعد الوتر) يَقْرَأُ فِيهِمَا إِذَا زُلْزِلَت وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ

(شرح معانی الآثار)

مروی ہے ابوامامہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد کی دو رکعتوں میں سورۂ اذا زلزلت اور قل یا ایہا الکفرون پڑھتے تھے۔

(شرح معانی الآثار)

سورۂ یونس کی ابتدا میں اذا زلزلت کی ایک حدیث مذکور ہے۔

قَالَ الرَّبِيعُ مَرَّ رَجُلٌ بِالْحَسَنِ وَهُوَ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ فَلَمَّا بَلَغَ آخِرَهَا قَالَ حَسْبُنَا قَدِ انْتَهَتِ الْمَوْعِظَةُ (معالم)

ربیع کہتے ہیں کہ ایک شخص حسن بصری کے پاس سے اس آیت (فمن یعمل مثقال ذرۃ الخ) کو تلاوت کرتے ہوئے گذرا پھر جب وہ آخر تک پڑھ چکا تو حسن نے کہا اب ہمیں بس ہے نصیحت منتہی ہوگئی معالم

قَرَأَ فِي الصُّبْحِ إِذَا زُلْزِلَت فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا (مشکوٰۃ)

پڑھا حضرت نے صبح کی نماز میں اذا زلزلت دونوں رکعتوں میں یعنی ہر ایک رکعت میں ساری سورت۔

فضیلت سورۃ العادیات

وَالْعَادِیَاتِ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْاٰنِ (رواہ ابو عبیدہ)

سورۃ العادیات برابر آدھے قرآن کے ہے (روایت کیا اسکو ابو عبیدہ)

فضیلت سورۃ القارعۃ

شَیَّبَتْنِیْ سُوْرَۃُ هُوْدٍ وَاَخَوَاتُهَا اَلْوَاقِعَةُ وَالْقَارِعَةُ وَالْحَاقَّةُ وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَسَاَلَ سَائِلٌ (ابن مردویہ)

بوڑھا کردیا مجھکو سورۂ ہود اور اس کی جوڑ والی سورتوں نے سورۂ واقعہ اور قارعہ اور حاقہ۔ اور اذا الشمس کورت اور سأل سائل (ابن مردویہ)

فضیلت سورۃ التکاثر

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَا یَسْتَطِیْعُ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّقْرَأَ اَلْفَ اٰیَةٍ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ قَالُوْا وَمَنْ یَّسْتَطِیْعُ اَنْ یَّقْرَأَ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ اَلْفَ اٰیَةٍ قَالَ اَمَا یَسْتَطِیْعُ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّقْرَأَ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ (رهق)

ابن عمر رض سے روایت ہی انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص ہر روز میں ہزار آیتیں نہیں پڑھ سکتا لوگوں نے کہا وہ کون شخص ہی جو ہر روز میں ہزار آیتیں پڑھے فرمایا کیا کوئی شخص تم میں الھاکم التکاثر نہیں پڑھ سکتا۔ (رہق)

ف

الھاکم التکاثر پڑھنا بمنزلہ ہزار آیتیں پڑھنے کے ہے۔

فضیلت سورۃ العصر

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْعَصْرِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ وَکَانَ مِمَّنْ تَوَاصٰی بِالْحَقِّ وَتَوَاصٰی بِالصَّبْرِ۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی سورہ عصر پڑھیگا اللہ تعالیٰ اسکو بخشے گا اور ہوگا وہ ان لوگوں میں سے جو وصیت کئے حق کیساتھ اور وصیت کئے صبر کیساتھ۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الہمزۃ

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْھُمَزَۃِ اَعْطَاہُ عَشَرَ حَسَنَاتٍ بِعَدَدِ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاَصْحَابِہٖ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی سورہ ہمزہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکو دس حسنات دیگا موافق گنتی امت محمد ﷺ اور اون کے اصحاب کے۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الفیل

مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْفِیْلِ اَعْفَاہُ اللّٰہُ مِنَ الْمَسْخِ وَالْخَسْفِ (ط)

جو کوئی سورہ فیل تلاوت کریگا اللہ اسکو صورت بدلنے سے اور زمین میں دھنسنے سے عافیت بخشے گا تو محفوظ رہے گا۔ (ط)

فضیلت سورہ قریش

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی مروی ہے

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ قُرَيْشٍ اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ بِعَدَدِ مَنْ طَافَ بِالْكَعْبَةِ وَاعْتَكَفَ بِهَا۔ (حاشیہ وقوف سجاوندی)	جو کوئی سورہ قریش پڑھے گا اللہ تعالیٰ دیگا دس نیکیاں موافق گنتی اُن لوگوں کے جو کعبہ کا طواف کیے اور اعتکاف بیٹھے اسمیں (حاشیہ وقوف سجاوندی)

فضیلت سورۃ الکوثر

قَدْ مَرَّ مَا يَتَعَلَّقُ بِهٰذَا فِيْ فَضْلِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اس فضل کے مطلب کی حدیث بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی فصل میں مذکور ہے

فضیلت سورۃ الکافرون

يَقْرَأُ فِيْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَه۔	پڑھتے تھے حضرت مغرب کی فرض نماز میں جمعہ کی رات میں قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ روایت کیا اسکو شرح سنۃ میں (اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے)
عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ (مشکوٰۃ)	ابن عمرؓ اس حدیث کو روایت کی آئیں جمعہ کی رات میں نہیں ہی (مشکوٰۃ)
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (مسلم ومشکوٰۃ)	مروی ہے ابوہریرہ سے کہ انہوں نے کہا حضرت فجر کی سنت دو رکعت میں قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔ مسلم (مشکوٰۃ)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَا اُحْصِیْ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ بِقُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (ترمذی)

مروی ہے ابن مسعود سے انہوں نے کہا کہ میں نہیں گن سکتا جو سُنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پڑھتے تھے مغرب کے بعد کی دو رکعت میں اور صلوٰۃ صبح کے آگے کی دو رکعت میں قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کیونکہ ان دونوں نمازوں میں حضرتؐ ان دونوں سورتوں کو بہت پڑھتے تھے (ترمذی)

کَانَ یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ بِقُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (ترمذی)

صبح کی نماز کے آگے کی دو رکعت میں قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔

قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْاٰنِ (ط)

قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ قرآن کے چوتھے حصہ کے برابر ہے (ط)

کَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ قَرَأَ قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ (ط)

رسول خدا صلعم جب بچھونے پر آجاتے تو قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھتے تھے (ط)

عَنْ نَوْفَلٍ اَنَّہٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَقُوْلُہٗ اِذَا اَوَیْتُ اِلٰی فِرَاشِیْ فَقَالَ اقْرَأْ قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ فَاِنَّھَا بَرَاءَۃٌ مِّنَ الشِّرْکِ (ت)

نوفل سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلعم سے کہا کہ یا رسول اللہ مجھکو ایسی دعا تعلیم کیجے کہ میں اپنے بچھونے پر لیٹوں تو پڑھوں فرمایا کہ قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھو کہ شرک سے بری کرنیوالی ہے (ت)

قد مرما یتعلق بھذا الفصل فی فصل سبح اسم۔

اس فصل کے مضمون کے متعلق سبح اسم کی فصل میں مذکور ہوا ہے۔

فضیلت سورۃ النصر

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ هَلْ تَزَوَّجْتَ يَا فُلَانُ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا عِنْدِيْ مَا اَتَزَوَّجُ بِهٖ قَالَ اَلَيْسَ مَعَكَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قَالَ بَلٰى قَالَ ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلَيْسَ مَعَكَ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ قَالَ بَلٰى قَالَ رُبُعُ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلَيْسَ مَعَكَ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ قَالَ بَلٰى قَالَ رُبُعُ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلَيْسَ مَعَكَ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ قَالَ بَلٰى قَالَ

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے ایک شخص کو کہا اے فلاں کیا تم نے نکاح کیا ہے اس نے کہا نہیں یا رسول خدا اور نہ میرے پاس مال ہے کہ جس کے ذریعہ سے نکاح کر لوں آپ نے فرمایا کیا تم کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یاد نہیں اس نے کہا ہاں یاد ہے آپ نے فرمایا وہ قرآن کی تہائی ہے پھر پوچھا کیا تمکو اذا جاء نصر اللہ یاد نہیں اس نے کہا ہاں یاد ہے آپ نے کہا یہ قرآن کی چوتھائی ہے پھر پوچھا کیا تم کو قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ

رُبُعُ الْقُرْاٰنِ قَالَ تَزَوَّجْ تَزَوَّجْ ۔ ت

یاد نہیں ہے اس نے کہا ہاں یاد ہے فرمایا کہ وہ قرآن کی چوتھائی ہے پھر پوچھا کیا تم کو اذا زلزلت الارض یاد نہیں ہے اس نے کہا ہاں یاد ہے فرمایا وہ قرآن کی چوتھائی ہے پھر فرمایا کہ نکاح کرلو نکاح کرلو۔(ت)

اِذَاجَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ رُبُعُ الْقُرْاٰنِ (رواہ الترمذی)

اذا جاء نصر اللہ پاؤ قرآن کے برابر ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے۔

فضیلت سورہ اخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ نِسْبَةُ اللّٰهِ (قر)

سورہ قل ہو اللہ نسبت اللہ کی ہے (قر)

اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ نِسْبَةً وَنِسْبَةُ اللّٰهِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (ط)

ہر ایک چیز کی نسبت ہے اور خدا کی نسبت قل ہو اللہ احد ہے (ط)

ف

ایک بار یہود یا کفار قریش نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالےٰ کا نسب پوچھا تو آپ نے اُنہیں سمجھا دیا کہ نسب مخلوق کو ہوتا ہے نہ خالق کو اور خدا تعالیٰ کا نسب یہی

پاک ہونا قل ہو اللہ احد میں بیان ہو چکا ہے چنانچہ اس سورۃ کے درمیان یہ آیت وارد ہوئی لم یلد ولم یولد نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی سے جنا گیا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ (م حم)

سورۃ قل ہو اللہ احد قرآن کی ایک تہائی کے برابر ہے (م حم)

لیکن قرآن کی ایک تہائی پڑھنے میں جس قدر ثواب ملے اتنا ثواب ایک قل ہو اللہ کے پڑھنے میں ملتا ہے۔

مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَكَاَنَّمَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعَ (عق)

جو کوئی قل ہو اللہ تین مرتبہ تلاوت کرے تو گویا اس نے پورا قرآن پڑھ لیا۔ (عق)

مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ يَمُوْتُ فِيْهِ لَمْ يُفْتَنْ فِيْ قَبْرِهٖ وَاَمِنَ ضَغْطَةَ الْقَبْرِ وَحَمَلَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَكُفِّهَا حَتّٰى تُجِيْزَهُ الصِّرَاطَ اِلَى الْجَنَّةِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيْ فِي الْاَوْسَطِ

جس شخص نے قل ہو اللہ احد اپنے ایسے مرض میں پڑھی جسمیں وہ مریگا اسکو قبر میں عذاب نہ کیا جائے گا اور ضغطۂ قبر سے امن میں رہیگا اور قیامت کے دن اسکو فرشتے اپنے ہاتھوں پر اٹھائیں گے یہانتک کہ پہنچا دیں گے اس کو صراط سے بہشت تک۔

(طبرانی اوسط)

مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَكَاَنَّمَا قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ (حم)

جس نے سورۂ قل ہو اللہ احد پڑھی گویا اس نے تہائی قرآن پڑھ لیا (حم)

اِنَّ اللّٰهَ جَزَّاَ الْقُرْاٰنَ ثَلٰثَةَ اَجْزَاءٍ فَجَعَلَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ جُزْءً مِنْ اَجْزَاءِ الْقُرْاٰنِ (م)

اللہ نے قرآن کے تین حصے کئے ہیں اور قل ہو اللہ احد کو ان جزوں میں کا ایک جزو کیا ہے — (م)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحْشُدُوْا فَاِنِّیْ سَاَقْرَأُ عَلَیْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالَ فَحَشَدَ ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثُمَّ دَخَلَ (ت)

ابی ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمع ہوویں اب تم پر قرآن کی تہائی تلاوت کروں گا تو جو لوگ جمع ہونیوالے تھے جمع ہو گئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور سورۂ قل ہو اللہ احد تلاوت کی پھر اندر تشریف لے گئے (ت)

اَیَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ یَقْرَأَ فِیْ لَیْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالُوْا وَكَیْفَ یَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ (مسلم)

کیا عاجز ہے ایک تم میں سے کہ پڑھے ایک رات میں ایک تہائی قرآن عرض کئے کیا پڑھا جاوے ایک تہائی فرمایا کہ قل ہو اللہ احد برابر تہائی قرآن کی ہے روایت کیا اسکو (مسلم)

قَرَأْتُ بِكُمُ اللَّيْلَةَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ وَرُبُعَهُ (رف)	میں نے آج کی شب میں تمکو قرآن کی تہائی اور چوتھائی پڑھائی ہے (رف)
مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ خَمْسِيْنَ مَرَّةً غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوْبَ خَمْسِيْنَ سَنَةً (ابن نصر)	جو کوئی پچاس مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھیگا تو اللہ اس کے پچاس سال کے گناہ بخشدیگا (ابن نصر)
مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مِائَةَ مَرَّةٍ فِي الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ خَطِيْئَةَ خَمْسِيْنَ عَامًا مَا اجْتَنَبَ خِصَالًا اَرْبَعًا الدِّمَاءَ وَالْاَمْوَالَ وَالْفُرُوْجَ وَالْاَشْرِبَةَ (رعد)	جو کوئی قل ہو اللہ احد نماز میں یا غیر نماز میں سو بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہ معاف کردیگا جب تک کہ چار خصلتوں سے پرہیز کرے خون مال ستر شراب (رعد) یعنی کسی کا خون ناحق نہ کرے اور نہ غیر کا مال کھا جاوے اور نہ زنا کرے اور نہ شراب پیوے۔
مَنْ قَرَأَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَتَيْ مَرَّةٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مُحِيَ عَنْهُ ذُنُوْبُ خَمْسِيْنَ سَنَةً اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ عَلَيْهِ دَيْنٌ (ت)	جو کوئی ہر روز دو سو بار قل ہو اللہ احد پڑھیگا تو اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کئے جاینگے مگر یہ کہ اس پر قرض ہو۔ (ت)
مَنْ قَرَأَ فِيْ يَوْمٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مِائَتَيْ مَرَّةٍ كَتَبَ اللّٰهُ	جو کوئی ہر روز میں قل ہو اللہ احد دو سو بار پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ

لَهُ أَلْفَا وَخَمْسِيْنَ حَسَنَةً إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ عَلَيْهِ دَيْنٌ (عد)

اس کے لئے ایک ہزار پانسو نیکیاں لکھتا ہے مگر یہ کہ اس پر قرض ہو۔ (عد)

ف

یعنی قرض کے سوا سب گناہ صغیرہ معاف کردئے جائیں گے۔

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَنَامَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ مِائَةَ مَرَّةٍ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَا عَبْدِيْ أُدْخُلْ عَلٰى يَمِيْنِكَ الْجَنَّةَ (ت)

جو کوئی اپنے بچھونے پر سونے کا قصد کرے اور اپنے داہنے ہاتھ پر لیٹ رہے اور قل ہو اللہ احد سو بار پڑھے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو رب العزت کہے گا کہ اے میری بندے اپنے داہنے جانب سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (ت)

مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اثْنَيْ عَشَرَ مَرَّةً فَكَأَنَّمَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ (رواہ الطبرانی فی الصغیر)

جو شخص پڑھے قل ہو اللہ احد صبح کی نماز کے بعد بارہ مرتبہ پس گویا کہ اسنے قرآن کو چار مرتبہ پڑھا اور اس دن وہ زمین کے لوگوں میں بزرگتر ہوگا (رواہ الطبرانی فی صغیر)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أَقْبَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابی ہریرہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ آیا

فَسَمِعَ رَجُلاً یَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ قُلْتُ مَا وَجَبَتْ قَالَ الْجَنَّةُ۔

(ت)

اور آپ نے ایک شخص کو قل ہو اللہ احد پڑھتے ہوئے سنکر فرمایا واجب ہو گئی میں نے عرض کی کیا چیز واجب ہو گئی آپ نے فرمایا جنت یعنی اس شخص کے لیے واجب ہو گئی ہے۔ (ت)

مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ عَشَرَ مَرَّاتٍ بُنِيَ لَهُ قَصْرٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَأَهَا عِشْرِيْنَ مَرَّةً بُنِيَ لَهُ قَصْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلٰثِيْنَ مَرَّةً بُنِيَ لَهُ ثَلٰثَةُ قُصُوْرٍ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا لَنُكْثِرَنَّ قُصُوْرَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَوْسَعُ مِنْ ذٰلِكَ

(دارمی جمع)

جو کوئی قل ہو اللہ احد دس بار پڑھے گا اس کے لیے ایک محل جنت میں بنایا جائیگا اور جو کوئی اسکو بیس بار پڑھے گا تو اس کے لیے جنت میں دو محل بنائے جائیں گے اور جو کوئی اسکو تیس بار پڑھے گا اسکے لیے تین محل بنائے جائیں گے حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ اب تو ہم اپنے بہت محل بنا لیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قدرت اس سے بھی وسیع تر ہے۔

(دارمی جمع)

مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَلْفَ مَرَّةٍ فَقَدِ اشْتَرٰى نَفْسَهٗ مِنَ اللّٰهِ۔

جو کوئی قل ہو اللہ احد ہزار بار پڑھیگا تو اللہ سے اپنی جان اس نے خرید لی۔

قَدْ مَرَّ مَا يَتَعَلَّقُ بِهٰذَا الْفَصْلِ فِيْ فَصْلِ سَبِّحِ اسْمَ وَ قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ	اس فصل کے مضمون کی حدیث سبح اسم اور قل یا ایہا الکافرون اور سورۂ فاتحہ کی فصل میں مذکور ہے

فضیلت سورۃ الفلق

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْرَأُ سُوْرَةَ هُوْدٍ اَوْ سُوْرَةَ يُوْسُفَ قَالَ لَنْ تَقْرَأَ شَيْئًا اَبْلَغَ مِنْ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ - (حم)	عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول خدا سے پوچھا یا رسول خدا میں سورۂ ہود پڑھوں یا سورۂ یوسف آپ نے فرمایا تم قل اعوذ برب الفلق سے زیادہ کامل کوئی چیز تلاوت نہ کروگے (حم)

فضیلت سورۃ الفلق و سورۃ الناس

اِذَا سَلَّمْتَ مِنَ الصَّلٰوةِ فَاقْرَأِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ (ط)	جب تم نماز سے سلام پھیرو تو معوذتین قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھو- (ط)
اِقْرَءُوا الْمُعَوِّذَاتِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ (د)	ہر نماز کے پیچھے معوذات پڑھا کرو (د)

ف

معوذات پناہ لینے کی سورت اس سے مراد قل یا ایہا الکفرون قُلْ ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس

ہیں معوذتین دو سورہ جنکو شروع میں اعوذ ہے۔ معوذات جمع تغلیبًا ہے
جیسے عالمین ہیں ذوی العقول کو غیر ذوی العقول پر غلبہ دیکر عالمین
جمع لائے گئے۔

اِقْرَأُ الْمُعَوِّذَتَیْنِ فَاِنَّكَ لَا تَجِدُ بِمِثْلِهَا اُنْزِلَ عَلَیَّ اٰیَاتٌ لَمْ یُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ اَلْمُعَوِّذَتَانِ۔ (م۔ سنن)

قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھا کر اسلئے کہ تو نہیں پائیگا مثل اسکی کیونکہ مجھپر چند آیتیں اتاری گئیں جنکا نظیر نظر نہیں آتا اور وہ معوذتین ہیں۔ م

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَیْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّالْمُعَوِّذَتَیْنِ حِیْنَ تُمْسِیْ وَحِیْنَ تُصْبِحُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ تَكْفِیْكَ مِنْ كُلِّ شَیْئٍ (رواہ ابو داود والترمذی)

مروی ہے عبداللہ بن خبیب سے کہا فرمایا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھو قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بس ہے تجھکو ہر چیز سے یعنی تیرا ہر کام درست ہوگا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے۔

كَانَ یَقْرَأُ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فِیْ سَفَرِهٖ بِالْمُعَوِّذَتَیْنِ (د)

رسول خدا صلعم سفر میں صبح کی نماز میں معوذتین پڑھتے تھے (د)

عَنْ عَائِشَةَ رضـ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى یَقْرَأُ عَلٰى

بی بی عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ناساز ہوا کرتے تھے تو معوذات

نَفْسِہٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَیَنْفُثُ
فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجْعُہٗ کُنْتُ
اَقْرَأُ عَلَیْہِ وَاَمْسَحُ بِیَدِہٖ
رَجَاءَ بَرَکَتِھَا (رخ)

پڑھکر اپنے پر دم کر لیتے تھے اور جب
آپ کا مرض موت سخت
ہو گیا تو میں پڑھ کر آپ پر
دم کرتی اور آپ کے دست مبارک
کو آپ پر پھیرتی تھی امید برکت
سے۔ (رخ)

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ الْجُھَنِیِّ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکَ
بِاَفْضَلِ مَا تَعَوَّذَ بِہِ الْمُتَعَوِّذُوْنَ
قُلْتُ بَلٰی قَالَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ
الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ
(معالم)

عقبہ بن عامر جھنی سے روایت ہے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کیا میں تمہیں اس بزرگتر چیز کو
نہ بتلادوں جس سے پناہ طلب کرنیوالی
پناہ طلب کریں عرض کی کیوں نہیں
وہ دعا مجھکو بتلا دیجئے آپ نے
فرمایا ہ قل اعوذ برب الفلق اور
اور قل اعوذ برب الناس ہے (معالم)

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا
اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ کُلَّ
لَیْلَۃٍ جَمَعَ کَفَّیْہِ ثُمَّ نَفَثَ
فِیْھِمَا فَقَرَاَ فِیْھِمَا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ
اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ
وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ یَمْسَحُ

بی بی عائشہ رض سے مروی ہے کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت
تھی جب اپنے بچھونے پر ہر شب
تشریف لاتے تو دونوں ہاتھ کے
ہتھیلوں کو جمع کرتے اور قل ہو اللہ
احد اور قل اعوذ برب الفلق اور
قل اعوذ برب الناس پڑھکر ان میں

بهما استطاع من جسده يبدأ بهما على رأسه ووجهه وما أقبل من جسده يفعل ذلك ثلث مرات (خ)

وعن عقبة بن عامر الجهنيؓ قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم أنزل علي آيات لم ير مثلهن قط المعوذتين (م)

عن عبد الله بن خبيب قال خرجنا في ليلة مطر وظلمة شديدة نطلب رسول الله صلى الله عليه وسلم فأدركناه فقال قلت ما أقول قال قل هو الله أحد والمعوذتين حين تصبح وتمسي ثلث مرات تكفيك من كل شيئ (ت د)

دم کرتے اور جسقدر ممکن ہوتا اپنی جسد شریف پر انکو پھیر لیتے (طریقہ اسکا یہ تھا) دونوں ہاتھ کو اپنے سر پر اور اپنے منہ اور اپنی سامنے کے جسد پر پھیرنا شروع کرتے اور ایسا تین بار کرتے۔ (خ)

عقبہ بن عامر سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر چند ایسی آیتیں نازل کی گئیں ہیں جنکا نظیر کبھی دیکھا نہ گیا۔ یعنی معوذتین۔ م۔

عبداللہ بن خبیب سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم بارش و تاریکی والی رات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتے ہوئے نکلے اور آپ سے ملے آپ نے فرمایا پڑھو میں نے کہا کیا چیز پڑھوں فرمایا جب تم صبح یا شام کرو تو تین بار قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھو کہ یہ سورتیں ہر ایک بلا سے تمہارے لئے کافی ہیں۔ (ت د)

اقرأ المعوذات فی دبر کل صلواۃ۔ (د)

ہر نماز کے پیچھے پناہ لینے کے سورے پڑھا کرو۔ (د)

من قرأ بعد صلوۃ الجمعۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سبع مرات اعاذہ اللّٰہ بہا من السوء الی الجمعۃ الاخری (ابن السنی)

جو کوئی نماز جمعہ کے بعد قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سات سات بار تلاوت کرے تو اللہ اسکو بذریعہ اس تلاوت کے دوسرے جمعہ تک برائیوں سے پناہ دیگا۔ (ابن السنی)

قد مر ما یتعلق بہذا الفصل فی سبح اسم۔

اس فصل کی حدیث سبح اسم میں مذکور ہے۔

فصل قرآن مجید ہمیشہ تلاوت کرنیکی خوبی اور ترک تلاوت کی ممانعت میں

قال رجل یا رسول اللّٰہ ای العمل احب الی اللّٰہ قال الحال المرتحل قال ما الحال المرتحل قال الذی یضرب من اول القرآن الی آخرہ کلما حل ارتحل۔

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا اللہ کے پاس کوئی عمل پسندیدہ تر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص جو ختم کرکے شروع کرنیوالا ہے اس نے کہا ختم کرکے شروع کرنیوالے کا کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے وہ شخص مقصود ہے جو قرآن اول سے آخر تک طی کیا جاتا ہے اور جب ختم کرتا ہے تو شروع کرتا ہے۔

خیر الاعمال الحل والرحلة افتتاح القرآن وختمه (ابو)	بہترین عمل اترنا اور کوچ کرنا ہے یعنی قرآن کو شروع کرنا اور ختم کرنا یعنی جب قرآن پورا ہو چکا تو اس کو بالائے طاق نہیں رکھدینا بلکہ پھر اسکو اول سے شروع کرنا۔ (ابو)
یا اھل القرآن لا تتوسدوا القرآن واتلوه حق تلاوته من آناء اللیل والنھار وافشوه وتغنوه وتدبروا ما فیه لعلکم تفلحون ولا تعجلوا ثوابه فان له ثوابا۔ (ھق)	اے صاحبان قرآن قرآن کو تکیہ نہ بنالو یعنی سستی اور غفلت سے اسکی قرأت کو نہ چھوڑو اور روز و شب کی ساعتوں میں اسکو تلاوت کرو جیسے اسکی تلاوت کا حق ہے اور اسکو شائع کرو اور خوش الحانی سے اسکی تلاوت کرو اور ان باتوں میں غوض کرو جو اسمیں ہیں تاکہ تمہارا بھلا ہو اور دنیا میں اسکا عوض جلد طلب نہ کرو کیونکہ اسکا بڑا ثواب ہے (ہق)
ذاك رجل لا یتوسد القرآن (حم)	وہ ایک شخص ہے کہ قرآن کو تکیہ نہیں بناتا۔ (حم)

فصل آداب تلاوت کا بیان

لا یمس القرآن الا طاھر۔ (طد)	جب تک وضو کے سوائے کوئی اور قرآن کو ہاتھ نہ لگائے (طد)

ف

مراد قرآن سے مصحف ہے بلحاظ قرب وجوار اسپر قرآن کا اطلاق کیا گیا قرآن کو بے وضو شخص ہاتھ لگا نیکے جواز کا قول صحیح نہیں۔ تلاوت کیواسطے تیمم مستحب ہے باوجود پانی کے۔

لا تمسّ القرآن الّا و انت طاہر (قط)	قرآن کو نہ چھیو مگر جبکہ تم باوضو ہو (قط)
لا تقرئ القرآن و انت جنب (بز)	حالت جنابت میں قرآن نہ پڑھو۔ (بز)
اقرأ القرآن علی کل حال الّا و انت جنب (ابوالحسن)	ہر حال میں قرآن پڑھو مگر جبکہ تجھے جنابت ہو۔ (ابوالحسن)
لا یقرأ الجنب ولا الحائض شیئا من القرآن (حم)	جنابت والا اور حیض والی کچھ بھی قرآن نہ پڑھے (حم)
کان لا یحجبہ شیئ من القرآن غیر الجنابۃ (ع)	جنابت کے سوائے کوئی چیز آنحضرت صلعم کو تلاوت قرآن سے مانع نہ ہوتی تھی۔ (ع)
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کرہ رفع الصوت عند قرأۃ القرآن والجنازۃ والزحف والتذکیر (ردالمحتار)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے تلاوت قرآن کیوقت اور جنازے کے جانیکے وقت دشمن کے مقابلہ اور وعظ کیوقت آواز بلند کرنے کو مکروہ جانتے یعنی پسند نہیں کرتے تھے۔ (ردالمحتار)

لا یجھر بعضکم علی بعض القراٰن
(تذکرۂ موضوعات محمد بن طاھر)

قرآن پڑھنے میں تم میں سے بعض بعض پر آواز بلند نہ کرے (تذکرہ موضوعات محمد بن طاہر)

اِنّ المصلّی یناجی ربہ فلینظر مَا یناجیہ و لا یجھر بعضکم علی بعض با لقراٰن (مشکوٰۃ)

مصلّی اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے پس اسکو دیکھنا چاہیئے کہ کیا مناجات کرتا ہے۔ اور تم میں ایک دوسرے پر قرآن کو پڑھنے میں آواز بلند نہ کرے (مشکواۃ)

ف

یعنی چند اشخاص لسانی یا قلبی ذکر میں کسی جگہ مشغول رہیں تو دوسرے کسی کو یہ لائق نہیں کہ وہاں قرآن کو پکار کر پڑھے کیونکہ اندیشہ ہے کہ ان ذاکروں کے ذکر میں خلل واقع ہو۔ وہ شخصوں کا سے بے ضرورت قرآن پکار کر پڑھنا منع ہے۔

یا ابن عباس اذا قرأت فرتّل (فر)

اے ابن عباسؓ جب تم قرآن پڑھو گے تو ترتیل سے پڑھو (فر)

اِقرءُوا القراٰن بالحزن فانہ نزل بالحزن۔ (ط)

قرآن غم کی آواز سے پڑھو کیونکہ وہ غم کی آواز کے ساتھ اترا ہے (ط)

اِنّ القراٰن نزل بحزن فاذا قرأتموہ فتحازنوا۔

قرآن غم کی آواز کیساتھ اترا ہے پس جب تم اسکو تلاوت کرو تو غم ظاہر کرو۔

اَحسن النّاس قراءۃ من قرأ القراٰن یتحزن بہ (ط)

لوگوں میں خوب تر قرأت پڑھنے والا وہ ہے جو حزن کرتے ہوئے قرآن کو تلاوت کرے (ط)

اُنْزِلَ القرآن بالتفخیم (حق)	قرآن تعظیم کیساتھ نازل کیا گیا ہے (حق)

ف

یعنی قرآن مجید مردانہ لہجہ سے پڑھنا چاہیئے نہ زنانی آواز مخنثانہ طرز پر۔

اِنَّ اللہ یحب ان یقرأ القرآن کما انزل (ت)	خدا پسند کرتا ہے کہ قرآن جیسا اترا ہے ویسا ہی پڑھا جائے (ت)
اِنَّ افواھکم طرق القرآن فطیبوھا بالسواک (نع)	تمہارے منہ قرآن کے راستے ہیں تم اسکو مسواک سے پاک کرو (نع)
طَیِّبوا افواھکم بالسواک فانّھا طرق القرآن (فر)	تمہارے منہ کو مسواک سے پاک اور خوشبودار کرو کیونکہ وہ قرآن کے راستے ہیں (فر)
نَظِّفوا افواھکم فانّھا طرق القرآن (فر)	تم اپنے منہ پاک رکھو کیونکہ وہ قرآن کے راستے ہیں۔ (فر)
لاخیر فی قراءۃ الّا بتدبّر۔ (فر)	بغیر غور کرنیکے تلاوت میں کوئی خوبی نہیں (فر)
لاخیر فی تلاوۃ القرآن الّا بتدبّر۔ (فر)	جبتک غور و سوچ نہ ہو تلاوت قرآن میں کچھ بھلائی نہیں (فر)
مَنْ اراد ان یعلم علم الاولین والآخرین فلیتدبّر القرآن۔ (فر)	جسکو یہ منظور ہے کہ اگلوں اور پچھلوں کا علم جان لے اسکو چاہیئے کہ قرآن کو سوچے (فر)

آخر ثوا ھٰذا القرآن -
(مجمع البحار)

اس قرآن میں غور کرو اس کے معنوں کو دریافت کرو (مجمع البحار)

فی امتی قوم یقرؤن القرآن ینثرونہ کنثر الدقل (ع)

میری امت میں ایک قوم ہوگی کہ قرآن کو تلاوت کریگی جیسی سوکھی ردی کھجور خوشہ سے گر پڑتی ہے
(ع)

انّ من اقرأ الناس للقرآن منافقا لا یدع واوا ولا الفا الا یلفتہ بلسانہ کما تلفت البقرۃ الخلی بلسانھا۔
(مجمع البحار)

لوگوں میں زیادہ تر قرآن کو پڑھنے والا یعنی ریاہ سے وہ منافق ہے کہ واوٗ اور الف کو ایسا لپیٹ دیتا ہے جیسے گائے گھانس کو اپنی زبان میں لپیٹ لیتی ہے (مجمع البحار)

ف

اس میں ان لوگوں کی مذمت ہے جو اپنے کو قرآن کا تالی بتلاتے قرآن پڑھتے جاتے ہیں اور اس کے حروف کی رعایت نہیں رکھتے اور واوٗ اور الف کو کہ حرف مدولین ہیں اچھی طرح ادا نہیں کرتے واللہ اعلم۔

یا حملۃ القرآن اکرموا القرآن فانہ شافع ماحل (فر)

اے قرآن کے حافظو قرآن کی عزت کرو کیونکہ وہ شفاعت کرنیوالا خصم ہے۔ (فر)

ف

یعنی قرآن مجید سرکار الٰہی میں حجت قائم کرکے حافظوں کے لیے

شفاعت کرنیوالا جھگڑنے والا ہے

کان ینھیٰ عن قراۃ القرآن بحضرۃ من لا یصغیٰ الیہ (کشف الغمہ)

حضرت صلعم ان لوگوں کے نزدیک قرآن پڑھنے سے منع فرماتے تھے جو اس کو کان لگاکر نہیں سنتے (کشف الغمہ)

وکان سفیان الثوری یقول اذا قرأ العبد کلام اللہ ثم تکلم بلغو ثم عاد الی القرآن قال اللہ تعالیٰ لہ مالک ولکلامی

سفیان ثوری رح فرماتے تھے کہ جب بندہ کلام اللہ پڑھے اور لغو بات کرے پھر قرأت قرآن کی طرف متوجہ ہووے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے اے بندے کس چیز نے قرآن سے تجھ کو پھیر دیا تھا میں کہتا ہوں کہ اسی وجہ سے

تلت ومن ھنا کان سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ اذا کان یقرأ ثم کلمہ احد فی حاجۃ یقول بقلبہ دستور یا رب اکلم فلانا ثم یکلمہ۔

ہمارے سردار ولی کامل جناب علی خواص کی عادت تھی کہ جب وہ تلاوت قرآن کی کرتے اور کسی ضرورت میں کوئی شخص ایسی بات کرتا تو آپ دل میں کہ لیتے کہ پروردگار فلاں سے بات کرنیکی رخصت دیجئے پھر اس سی بات کرتے۔

من قرأ عند امیر کتاب اللہ لعنہ اللہ بکل حرف (فر)

جو کوئی کتاب خدا (بدکار) امیر کے پاس پڑھی تو اللہ تعالیٰ ہر ہر حرف پر اسکو لعنت کرتا ہے (فر)

اقرؤا القرآن ما ائتلفت علیہ قلوبکم فاذا اختلفتم فقوموا عنہ (ق)

جب تک تلاوت تمہارے دل جمعیت کیا تھ رہے تلاوت کرو اور جب تم منتشر خاطر ہو جاؤ تو تلاوت چھوڑ دو۔ (ق)

قال علیؓ رضی اللہ عنہ لا خیر فی قراءۃ لا تدبر فیہا (جمیع الفوائد)

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس قرأت میں کوئی خوبی نہیں جسمیں معنی پر غور نہ ہو۔ (جمیع الفوائد)

قال علیؓ رضی اللہ عنہ الفقیہ کل الفقیہ من لم یقنط الناس من رحمۃ اللہ ولم یرخص لھم فی معاصی اللہ و لم یؤمنھم من عذاب اللہ ولم یدع القرآن رغبۃ عنہ الی غیرہ انہ لا خیر فی عبادۃ لا علم فیہا ولا علم لا فہم معہ ولا قراءۃ لا تدبر فیہا (تاریخ الخلفاء)

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا فقیہ کامل وہ شخص ہے جو لوگوں کو رحمت الٰہی سے مایوس نہ کرے اور نہ ان کو خدا کی معصیتوں کی اجازت دیوے اور نہ ان کو عذاب خدا سے نڈر بنائے اور اس عبادت میں خوبی نہیں جسمیں علم نہ ہو اور نہ اس علم میں بہتری ہے جس کے ساتھ فہم نہ ہو اور نہ اس قرأت میں بھلائی ہے جس میں معنی کا فکر و سوچ نہ ہو (تاریخ الخلفاء)

متذییل

آیتوں کے جواب کا بیان

اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا اٰمین فمن وافق قولہ قول الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔ (ق)

جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہے تو تم آمین بولو کیونکہ جسکا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے موافق ہوجائے تو اس کے وہ گناہ معاف کئے جاتے ہیں جو آگے گذر گئے۔ (ق)

اذا امّن الامام فامنوا فانہ من وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔ (م)

جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جسکا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے سے موافق ہو جائیگا اسکے اگلے گناہ معاف کر دے جائیں گے (م)

اذا قال احدکم فی الصلوٰۃ اٰمین وقال الملائکۃ فی السماء اٰمین فوافق احدٰھما الاخریٰ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔ (ق)

جب تم میں کا کوئی نمازمیں آمین کہے اور فرشتے بھی آسمان پر آمین کہیں اور ایک آمین دوسرے آمین کے موافق ہوجائے تو آمین کہنے والے کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (ق)

لما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا الضالین قال لہ جبرئیلؑ اٰمین (کشف الغمہ)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولا الضالین کہا تو جبرئیل علیہ السلام نے ان کے جواب میں آمین کہا۔ (کشف الغمہ)

آمین خاتم رب العالمین علی لسان عبادہ المومنین (عد)	آمین رب العالمین کی مہر ہے اس کے ایمان دار بندوں کی زبان پر۔ (عد)

ف

یعنی آمین کہنا دعا کو رد ہونے سے محفوظ رکھتا ہے جیسے خط پر مہر کرنے سے اس کے مطالب غیروں پر فاش ہونے سے محفوظ رہتے ہیں واللہ اعلم

قال عطاء آمین دعاءٌ (خ)	تابعی عطا نے کہا ہے کہ آمین دعا ہے (خ)
کان رسول اللہ صلعم یقول آمین (د)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہتے تھے۔ (د)
کان اذا قرأ ولا الضالین قال آمین ورفع بھا صوتہ (د)	حضرت صلعم ولا الضالین کہتے تو آمین کہتے اور اپنی آواز اسمیں بلند کرتے تھے۔ (د)
عن وائل ابن حجر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین وقال آمین ومد بھا صوتہ۔ (ت)	وائل ابن حجر سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تلاوت کی اور آمین کہے اور اپنی آواز اسمیں دراز کی۔ (ت)
عن وائل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقال آمین وخفض بھا صوتہ۔ (ت)	وائل سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تلاوت کی اور آمین کہے اور اپنی آواز پست کی۔ (ت)

وعنہ انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال اٰمین اخفی بہا صوتہ (ابن ہمام)

انہیں سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کو پہنچے تو آمین کہے اور آواز کو پست کیا۔ (ابن ہمام)

یا بلال لا تسبقنی باٰمین (فر)

اے بلال آمین کہنے میں مجھ پر سبقت نہ کرو۔ (فر)

ف

یعنی میرے آمین کہنے کے آگے تم آمین نہ کہو۔

ف

آمین بالجہر وبالاخفا ہر دو روایات سے ثابت ہیں اسی وجہ سے ائمہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے ہمارے حنفی مذہب میں آمین آہستہ کہنا ثابت ہے اور یہی اصح ہے اس لئے کہ آمین دعا ہے اور دعا خفی افضل ہے کما لا یخفی۔

کان ابوہریرۃؓ ینادی الامام لا تفتنی باٰمین (غ)

ابوہریرۃؓ امام کو پکار کر کہتے تھے کہ تم مجھ سے آمین کو نہ چھڑواؤ (غ)

ف

یعنی میرے نماز میں داخل ہونے سے پہلے ولا الضالین نہ کہو کہ مجھ سے آمین کہنا فوت ہوجائے گا۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ

یقول ما حسدتکم الیہود علی شیئ ما حسدتکم علی السلام والتامین فاکثروا من قول امین۔ (کشف الغمہ)

یہود نے تم پر اتنا حسد کسی چیز میں نہیں کیا جتنا کہ السلام علیکم اور آمین کہنے پر پس تم دعا کے بعد اکثر آمین کہا کرو۔ (کشف الغمہ)

کان معاذ بن جبل اذا ختم سورۃ البقرۃ قال امین (معالم)

معاذ بن جبل جب سورۃ بقرہ ختم کرتے تو آمین کہتے تھے۔ (معالم)

اوجب ان ختم قال لرجل قد الح فی المسئلۃ ای اثبت الرجل دعائہ ان ختمہ بامین۔

واجب کیا اگر ختم کیا یہ فرمایا اس شخص کو جو دعا مانگنے میں زاری کرتا تھا۔

ف

یعنی ایک شخص اپنی دعا کے اخیر میں آمین کہے تو اسکی دعا مقبول ہوگی واجب کیا یعنی ثابت و پائدار کیا اپنی دعا کی مقبولیت کو اعنی دعا کے اخیر میں آمین کہنے سے دعا ضرور مقبول ہوتی ہے۔

اذا دعا احدکم فلیؤمن علی دعاء نفسہ (کشف الغمہ)

جب دعا کرے کوئی تم میں سے تو خود اپنی دعا پر آمین کہا کرے (کشف الغمہ)

اذا قال صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین یقول عقبہا سرا اللھم اغفرلی

جب کہتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین کہتے تھے اسکے پیچھے آہستہ اللھم اغفرلی

وَ لِلْمُسْلِمِيْنَ ثم يقول آمين
مادًّا بها صوته حتى يسمع
من يليه من الصف الاول
وكذلك كان يجهر بها المأمون
فان كانت الصلوة سرية
اسمع بها نفسه صلى الله
عليه وآله وسلم (كشف الغمہ)

عن جابر قال قرأ علينا
رسول الله صلى الله عليه
وسلم سورة الرحمن حتى
ختمها ثم قال مالي اراكم
سكوتا للجن كانوا احسن
منكم ردا ما قرأت
عليهم هذه الآية من
مرة فبأي آلاء ربكما
تكذبان الا قالوا ولا بشيء
من نعمك ربنا نكذب
ولك الحمد (معالم)

وللمسلمین پھر کہتے آمین دراز کرتے
ہوئے اپنی آواز حد سے یہانتک
کہ سنتے وہ لوگ جو نزدیک ہوتے
آپ سے پہلی صف میں اور ایسا ہی
پکار کر کہتا اسکو مقتدی پس اگر
ہوتی نماز آہستہ پڑھنے کی تو خود
اپنے سننے کے موافق آمین کو کہتے
(کشف الغمہ)

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہم کو سورۂ رحمان
پڑھکر سنائی تا آنکہ اسکو پورا کیا
بعد ازآن فرمایا کہ تم کیوں خاموش
رہے (جواب میں) جن تم سے اچھے
تھے جب کسی بار میں ان پر یہ آیت
پڑھتا فبای آلاء ربکما
تکذبان (سو کن نعمتوں کو اپنے
رب کے تم جھٹلاتے ہو) تو وہ (جواب
میں کہتے تھے) لا بشیء من نعمک
ربنا نکذب ولک الحمد ترجمہ
اے پروردگار ہمارے تیری نعمتوں سے کسی چیز کا
انکار نہیں کرتے اور ساری خوبیاں تیری ہی واسطے ہیں (معالم)

مَن قرأ لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فانتھی الیٰ اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی - فلیقل بلٰی (معالم)

جو کوئی لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ پڑھے اور آیت اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی (ترجمہ کیا یہ صاحب مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں) کو پہنچے تو بلٰی کہے - یعنی بیشک اللہ اس پر قادر ہے (معالم)

عَن موسیٰ بن ابی عائشۃ قال رجل یصلی فوق بیتہ وکان اذا قرأ - اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی قال سبحانک فبلٰی فسالوہ عن ذٰلک فقال سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (معالم)

موسیٰ بن ابی عائشہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص اپنے گھر کے چھت پر نماز پڑھا کرتا تھا اور جب آیت الیس ذٰلک بقادرٍ علیٰ ان یحیی الموتٰی پڑھتا تو یہ کہتا تھا - سبحانک فبلٰی - پاک ہے تو اے صاحب بے شک تو اس پر قادر ہے تو لوگوں نے اس سے اس باب میں سوال کیا اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (معالم)

من قرأ والمرسلات فبلغ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ فلیقل اٰمنّا باللہ - (معالم)

جو کوئی سورۃ مرسلات پڑھے اور آیت فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ - (ترجمہ کس بات پر بعد اس قرآن کے یقین لاوینگے) کو پہنچے تو یہ کہے اٰمنا باللہ - ترجمہ ہم نے اللہ پر ایمان لایا (معالم)

عَنِ ابن عبّاس ان النّبی
صلی اللہ علیہ وسلم۔
قرأ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی
فقال سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی
(معالم)

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سَبِّحِ اسْمَ
رَبِّكَ الْاَعْلٰی۔ (ترجمہ پاکی بول
اپنے پروردگار برتر کی) کی تلاوت
کی اور یہ فرمایا۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی
(پاک ہے میرا پروردگار برتر)
(معالم)

عَن عبد خبیر قال سمعت
علیًا قرأ فی صلوتہ سَبِّحِ اسْمَ
رَبِّكَ الْاَعْلٰی۔ فقال سُبْحَانَ
رَبِّيَ الْاَعْلٰی اخرجہ
عبد الرزاق والفریابی
وابو عبید عبد بن حمید
والبیھقی۔ ولابن ابی شیبۃ
نحوہٗ ومن عیسٰی بن عمر
عن ابیہ قال قرأ علی
بن ابی طالب فی الصّلوٰۃ
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی
ثم قال سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی
فلمّا انقضت الصلوٰۃ
قیل لہ یا امیرالمومنین

مروی ہے عبید خبیر سے کہ کہا سنا
میں نے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ
پڑھی انہوں نے اپنی نماز میں
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی پھر کہا اسکے
بعد سبحان ربي الاعلی۔ نکالا اسکو
عبدالرزاق وفریابی نے اور ابوعبید
عبدبن حمید اور بیہقی۔ اور ابن
ابی شیبہ کے نزدیک عبد خبیر سے
ایسا ہی مروی ہے اور روایت کی ہے
عیسٰی بن عمر نے اپنے باپ سے کہ کہا پڑھا
علی ابن ابی طالب نے نماز میں سَبِّحِ اسْمَ
رَبِّكَ الْاَعْلٰی۔ پھر کہا سبحان ربي
الاعلی۔ پھر جب نماز تمام ہوئی پوچھا
گیا کہ اے امیرالمومنین

انزیل هٰذا فی القرآن قال ماهو قالوا سبحان ربی الاعلی قال لا انما امرنا بشئ فقلته اخرجه الفریابی وابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابن انباری فی المصاحف والظاهر انه کان فی المکتوبۃ وغیرها تودی فی البیت وفعله ابو موسی فی الجمعۃ (باب القرأۃ فی الصلوٰۃ من فقه اهل بیت الاطهر المسمی باحیاء المیت بفقه اهل البیت)-

فی الطبرانی وغیره انه علیه السلام اذا قرأ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا وقف ثم قال اللهم ات نفسی تقوٰها وزکها انت خیر من زکٰها انت ولیها ومولٰها (جامع البیان)

کیا زیادہ کرتے ہو یہ بات قرآن میں کہا وہ کیا ہے جو میں زیادہ کرتا ہوں لوگوں نے کہا سبحان ربی الاعلی۔ کہا نہیں بلکہ ہم کو جو کہنے کا حکم کیا گیا ہے میں نے وہی کہا۔ نکالا اس کو فریابی اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن انباری نے مصاحف میں اور ظاہر یہ بات ہے کہ تھا یہ پڑھنا اور جواب دینا فرض نماز وغیرہ میں جو پڑھی جاتی تھی مکانوں میں اور پڑھا ابو موسیٰ نے اسی طرح جمعہ میں یہ مرقوم ہے باب القرأۃ فی الصلوٰۃ میں۔ من فقہ اہل البیت الاطہر المسمی باحیاء المیت بفقہ اہل البیت

طبرانی وغیرہ میں ہے آنحضرت صلعم جب پڑھتے تھے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا۔ ٹھیر جاتے اور کہتے اللهم ات نفسی تقوٰها وزکها انت خیر من زکٰها انت ولیها ومولٰها۔

(جامع البیان)

ترجمہ جواب کا - یا اللہ دے تو میرے نفس کو اُس کے لائق کا تقویٰ اور پاک کر اُس کو۔ تو اچھا پاک کرنیوالا ہے۔

مَن قرأ منکم وَ التِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ فانتھیٰ الیٰ اٰخرھا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ۔ فلیقل بَلیٰ وَ اَنَا ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ (معالم)

جوکوئی تم میں سورۂ والتین پڑھے اور اسکی آخر آیت الیس اللہ باحکم الحاکمین۔ (ترجمہ کیا نہیں زیادہ تر فیصلہ کرنیوالا سب فیصلہ کرنیوالوں میں) کو پہنچے تو یہ کہے بلیٰ وانا ذٰلک من الشاہدین۔ (معالم)

ترجمہ بے شک اللہ زیادہ تر فیصلہ کرنیوالا ہے اور میں اسپر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔

کان لا یمر بایۃ رحمۃ الا وقف بھا یسئل ولا ایۃ عذاب لا تعوذ منھا (کشف الغمہ)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کی ہر آیت پر ٹھیر کر دعا کرتے تھے اور عذاب کی ہر آیت پر ٹھیر کر عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔ (کشف الغمہ)

ف

مثلاً وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ کے بعد اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اور وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ کے بعد اَللّٰھُمَّ عَزِّنَا اور وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ کے بعد اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا۔

اور فَمَنْ یُّجِیْرُ الْکَافِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ کے بعد اَجِرْنَا اللہ

وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ کے بعد اَللّٰهُمَّ قِنَا عَذَابَ عظیم عذاب مهین اللّٰهمّ نجنا۔

تذنیب

سورۂ والضحیٰ سے آخر قرآن تک ہر ہر سورہ کے خاتمہ کیساتھ کہنیکا استحباب

عن عكرمة بن سليمان انه	عکرمہ بن سلیمان سے مروی ہے
قرأ على اسمعيل بن قسطنطين	کہ انہوں نے قرآن مجید اسمٰعیل بن
وشبل بن عباد فلما بلغت	قسطنطین اور شبل بن عباد کے پاس
والضحىٰ قال لي كبّر حتى تختم	پڑھا وہ کہتے ہیں کہ جب میں سورۂ والضحیٰ
مع خاتمة كل سورة فانا	کو پہنچا تو ان دونوں نے کہا کہ تم یہاں سے
قرأنا على ابن كثير فامرنا	قرآن ختم کرنے تک ہر سورہ کے خاتمہ کے
بذلك واخبرنا انه قرأ	ساتھ اللہ اکبر کہو کیونکہ ہم نے ابن کثیر
على مجاهد فامره بذلك	کے روبرو پڑھا تھا تو انہوں نے ہمکو
واخبر مجاهد انه قرأ على	اسکا حکم کیا تھا اور ہمیں یہ خبر دی کہ
ابن عباس فامره بذلك واخبره	انہوں نے مجاہد کے پاس پڑھا اور
ابن عباس انه قرأ على ابي	مجاہد نے انکو اسکی تاکید کی تھی اور یہ
ابن كعب فامره بذلك واخبره	کہا تھا کہ انہوں نے ابن عباس کے
ابي انه قرأ على النبي صلى الله	پاس پڑھا تھا اور ابن عباس نے بیان
عليه وسلم فامره بذلك	کیا ہے کہ انہوں نے ابی بن کعب
وكان سبب التكبير ان الوحي	کے پاس پڑھا تو انہوں نے اسکو یعنی تکبیر کہنا کا حکم
لما احتبس قال المشركون	اور ابی نے انہیں یہ خبر دی کہ انہوں نے
هجره شيطانه وودّعه	نبی صلعم کے پاس پڑھا تو آنحضرت صلعم نے

فاغتم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لذالک فلما نزل والضحیٰ کبّر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فرحا بنزول الوحی فاتخذوہ سنۃ ۔ (معالم)

انہیں اس کا امر فرمایا تھا اور سبب تکبیر کہنے کا یہ ہے کہ جب چند دن تک وحی کا آنا رک گیا تو کافروں نے کہا کہ اسکو یعنی محمد صلعم کو اس کے شیطان نے چھوڑ دیا اور رخصت کر دیا رسول خدا صلعم اس بات سے غمگین ہوئے پھر جب سورت والضحیٰ نازل ہوئی تو رسول خدا صلعم نے وحی اترنے سے خوش ہوکر کہے جب سے اس تکبیر کا کہنا سنت مقرر کر لیا گیا۔ (معالم)

فصل قرآن مجید کو اسکے معنی سمجھکر تلاوت کرنیکی خوبی کے بیان میں

من قرأ القرآن فاعربہ کان لہ بکل حرف عشرون حسنۃ ومن قرأ بغیر اعراب کان لہ بکل حرف عشر حسنات (اتقان)

جس نے قرآن کو اس کے معنی سمجھکر پڑھا تو اس کے لئے ہر ہر حرف کے بدلے میں بیس نیکیاں حاصل ہونگی اور جو کوئی بغیر معنی سمجھے کے پڑھے تو دس نیکیاں ہر حرف کے بدلے میں ملیں گی ۔ (اتقان)

من قرأ القرآن باعراب فلہ اجر شہید۔ (فر)

جو کوئی قرآن کو معنی سمجھکر پڑھے گا تو اس کو ایک شہید کا ثواب ملے گا۔ (فر)

اعربوا القرآن واتبعوا غرائبه (بیہقی)

قرآن کے معنی سمجھو اور اس کے فرائض و حدود کے تابع ہو جاؤ۔ (بیہقی)

اعربوا القرآن والتمسوا غرائبه (اتقان)

قرآن کے معنی سمجھو اور اس کے فرائض و حدود طلب کرو۔ (اتقان)

فصل امامت کی لائق وہی شخص ہے جو قرآن زیادہ اچھا پڑھے

لیؤذن لکم خیارکم ولیؤمکم اقرأکم (فرد)

تم میں کے افضل لوگ تمہارے لئے اذان کہیں اور تم میں زیادہ اچھا پڑھنے والا تمہاری امامت کرے۔ (فرد)

یؤم القوم اقرأهم لکتاب الله (ش)

لوگوں کی امامت وہ کرے جو کتاب اللہ کو ان میں سب سے زیادہ اچھا پڑھنے والا ہو۔ (ش)

یؤمهم اقرأهم القرآن۔ (حم)

ان کی امامت وہ کرے جو ان میں قرآن زیادہ اچھا پڑھنے والا ہو۔ (حم)

یؤم القوم اقرأهم لکتاب الله فان کانوا فی القراءة سواء فاعلمهم بالسنة۔ (مسلم)

لوگوں کی امامت وہ کرے جو انہیں کتاب اللہ کو زیادہ اچھا پڑھنے والا ہو اگر قرأت میں برابر ہوں تو احکام و مسائل کو زیادہ تر جاننے والا امامت کرے۔ (مسلم)

اذا کانوا ثلثة فلیؤمهم

جب تین شخص ہوں تو ان میں کا

احدهم و احقهم بالامامة اقرأهم۔ (مسلم)

کوئی ایک انکی امامت کرے اور ان میں امامت کا زیادہ مستحق وہی ہے جو ان میں قرآن زیادہ اچھا پڑھنے والا ہو۔ (مسلم)

یؤمکم اقرأکم وان کان ولد الزنا (فر)

تم میں قرآن زیادہ اچھا پڑھنے والا تمہاری امامت کرے اگرچہ وہ ولد الزنا ہو (فر)

فصل ان سورتوں کے بیان میں جن کو حضرت نمازوں میں پڑھتے تھے

۲ القراءۃ فی الظهر

عن ابن عباس کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقرأ فی الرکعتین الاولیین من صلوٰۃ الظهر بعد الفاتحة فی کل رکعة قدر ثلاثین اٰیة قدر سورة تبارک الذی بیده الملک۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے پہلے دو رکعت میں فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں تیس آیتیں سورہ تبارک الذی بیدہ الملک کی پڑھتے تھے۔

وکانت قراءته فی الرکعتین الاٰخرین نحو خمس عشرة اٰیة

اور ان کی قراءت پچھلی دو رکعتوں میں بقدر پچیس آیتوں کے تھی۔

وکان کثیرا ما یقرأ فی کل رکعة بنحو واللیل اذا یغشیٰ

اور اکثر پڑھتے تھے ہر رکعت میں موافق واللیل اذا یغشیٰ کے

وکثیرا ما کان یقرء فی الاولین منھا بسبح والغاشیہ۔

اور بسا اوقات ظہر کے پہلے دو رکعتوں میں سبح اسم اور سورت الغاشیہ پڑھا کرتے تھے۔

وکثیرا ما کان یقرأ فیھا بالسماء ذات البروج والسماء والطارق وکانت قراءتہ بعد الی التخفیف۔

اور بہت سے وقت پڑھتے تھے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں۔ والسماء ذات البروج اور والسماء والطارق اور بعد میں آپ کی قرأت کی کیطرف مائل تھی۔

وسئل ابن عمر رضی اللہ عنہما کیف کنتم تعرفون قراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السریہ فقال کنا نعرفھا باضطراب لحیتہ (کشف الغمہ)

لوگوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سریہ کس طرح پہچانتے تھے کہا کہ ہم آپ کی ریش مبارک کی حرکت سے پہچان لیتے تھے (کشف الغمہ)

کان یقرأ فی صلوۃ الظھر فی رکعتین الاولین فی کل رکعۃ قدر ثلثین ایۃ وفی الاخرین قدر خمس عشرۃ ایۃ او نصف ذالک وفی العصر فی الرکعتین الاولین فی کل رکعۃ

پڑھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں موافق تیس آیت کے اور پچھلی دو رکعت میں مقدار پندرہ آیت کے یا آدھا اسکا اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں

قدر قرأ ة خمس عشرة اٰیۃ
و فی الاخرین قدر نصف
ذلک (منتقی الاخبار صـ۵۹
صحیح مسلم صـ۱۸۶)

عبد اللہ الصنابحی قال
قدمت المدینۃ فی خلافۃ
ابی بکرؓ وصلیت وراءہ
المغرب فقرأ فی الرکعتین
الاولین بام القراٰن وسورۃ
من قصار المفصل ثم قام
فی الثالثۃ فدنوت
منہ حتی ان ثیابی
لتکاد ان تمس
ثیابہ فسمعتہ قرأ
بام القراٰن وبہٰذہ
الاٰیۃ ربنا لاتزغ قلوبنا
الاٰیۃ۔ (موطا امام مالک
صـ۲۷ نقل از رسالہ صلوٰۃ
النبی۔

موافق پندرہ آیت کے اور پچھلی دو
رکعتوں میں آدھے اس کے۔
(منتقی الاخبار صـ۵۹ صحیح مسلم صـ۱۸۶)

عبد اللہ الصنابحی نے کہا کہ گیا
تھا میں مدینہ طیبہ کو ابی بکرؓ
کی خلافت میں اور مغرب کی
نماز میں نے ان کے پیچھے
پڑھی انہوں نے پہلی دو رکعتوں
میں سورۂ فاتحہ اور ایک ایک
سورہ قصار مفصل سے پڑھا
پھر ٹھیرے ہوئے تیسری
رکعت کیواسطے تو میں انکے
نزدیک ہوگیا یہانتک کہ
قریب تھا میرا لباس کو لگے انکے
لباس کو میں نے سنا کہ
انہوں نے سورۂ فاتحہ
اور یہ آیت۔ ربنا لا
تزغ قلوبنا آخر تک
پڑھی۔ موطا امام مالک صـ۲۷
نقل از رسالہ صلوٰۃ النبی۔

كان اذا صلى وحده يقرأ فى الاربع جميعا فى كل ركعة بام القرآن وسورة من القرآن وكان احيانا يقرأ بالسورتين والثلث فى الركعة الواحدة من صلوة الفريضة ويقرأ فى الركعتين من المغرب كذلك بام القرآن وسورة سورة (موطا امام مالك ص۲۷ موطا امام محمد ص۱۰۱ -)

جب حضرت اکیلے نماز پڑھتے تھے تو پڑھتے تھے چار رکعتیں سورۂ فاتحہ اور کوئی ایک سورۃ قرآن کی اور کبھی فرض کی ایک ہی رکعت میں دو سورے اور تین سورے پڑھتے تھے اور مغرب کی دو رکعتوں میں اسی طرح سورۃ فاتحہ اور ایک ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے ۔
(موطا امام مالک ص۲۷ موطا امام محمد ص۱۰۱)

القراءة فى العصر

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ فى الاولين من العصر بقدر خمس عشرة آية وفى الاخيرتين نصفها وكان كثيرا ما يقرأ بالسماء والطارق ونحوها. والله اعلم (كشف الغمه)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے عصر کی پہلی دو رکعتوں میں بقدر پندرہ آیتوں کے اور پچھلی دو رکعتوں میں اس کا نصف اور اکثر اوقات پڑھتے تھے والسماء والطارق اور اس کے مانند سورتیں۔ واللہ اعلم (کشف الغمہ)

القراءة فى المغرب

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یقرأ فی صلوٰۃ المغرب تارۃ بالطور وتارۃ بالمرسلات وتارۃ بالاعراف یفرقہا فی الرکعتین وتارۃ یقرأ بحم الدخان وتارۃ یقرأ فیہا بقولہ تعالیٰ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا الاٰیۃ۔ وتارۃ یقرأ فیہا قُلْ یٰاَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ وفی الثانیہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔

وکان صلی اللہ علیہ وسلم اذا طول فی المغرب یؤخر العشاء الی ثلث اللیل۔ وفی بعض الاحیان الی نصفہ۔

وکان ابن عباس رضی اللہ عنہما یقول سمعتنی ام الفضل ابنۃ الحارث رضی اللہ عنہا وانا اقرأ والمرسلات عرفا فقالت یا بنی لقد ذکرتنی بقرأتک ھذہ السورۃ انہا لاٰخر ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ بہا فی المغرب واللہ اعلم۔

مغرب کی نماز میں کبھی سورۂ طور کبھی سورۂ مرسلات پڑھتے تھے اور کبھی سورۂ اعراف کو دو رکعتوں میں تقسیم کرکے پڑھتے تھے اور کبھی حٰمٓ الدخان پڑھتے تھے اور کبھی پڑھتے تھے اس مغرب میں ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا آخر تک اور کبھی پڑھتے تھے اس میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد۔

اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دراز قرأت پڑھتے تھے مغرب میں تو عشاء میں تاخیر کرتے تھے ایک تہائی رات تک اور کبھی آدھی رات تک

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ میں والمرسلات عرفا پڑھتا تھا کہ ام الفضل ابنۃ الحارث رضی اللہ عنہا نے سنکر کہا ای میرے پیارے فرزند تو نے اس سورے کو پڑھنے سے یہ بات یاد دلائی جو آخر مرتبہ میں سنی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو مغرب میں پڑھتے تھے واللہ اعلم

کان یقرأ بالمغرب بالاعراف جمیعا (رش)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب میں پوری سورت اعراف پڑھتے تھے۔ (رش)

کان یقرأ فی صلوٰۃ المغرب لیلۃ الجمعۃ قل یا ایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد رواہ فی شرح السنۃ۔ ورواہ ابن ماجہ عن ابن عمر انہ لم یذکر لیلۃ الجمعۃ۔ (مشکوٰۃ)

آنحضرت صلعم مغرب کی نماز میں جمعہ کی رات کو قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے روایت کیا شرح السنہ میں اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ابن عمر سے کہ انہوں نے جمعہ کی رات کا نہیں کیا۔ (مشکوٰۃ)

ابن مسعود ما احصی ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقرأ فی الرکعتین بعد المغرب وفی الرکعتین قبل صلوٰۃ الفجر بقل یا ایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد (ترمذی)

مروی ہے ابن مسعود سے کہ انہوں نے کہا بے شمار سنا ہوں میں جو پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی بعد کی دو رکعتوں میں اور نماز صبح کے آگے کی دو رکعتوں میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد (ترمذی)

القراءۃ فی العشاء

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ کثیرا فی العشاء بالتین والزیتون ونحوھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات نماز عشاء میں والتین والزیتون اور مانند اس کے۔

فی کل رکعۃ من الاولیین۔

پہلی دو رکعتوں کی ہر ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔

وکثیرا ما کان یقرأ فیھا باوساط المفصل۔

اور اکثر اوقات نماز عشا میں اوساط مفصل پڑھتے تھے۔

ولما اطال فیھا معاذ القرأۃ قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم افتان انت ھل لا صلیت بسبح اسم ربک الاعلی والشمس والضحٰھا واللیل اذا یغشٰی۔ (کشف الغمۃ)

اور جب معاذ رضؓ نے نماز عشا میں قرأت کو طول دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم فتنے میں ڈالتے ہو سبح اسم ربک الاعلی اور والشمس والضحٰھا اور واللیل اذا یغشٰی کیوں نہیں پڑھتے۔ (کشف الغمہ)

صل بالشمس والضحٰھا ونحوھا من السور۔ حم۔ قالہ لمعاذ رضی اللہ عنہ۔

پڑھو والشمس والضحٰھا اور مانند اس کے یہ فرمایا تھا معاذ رضی اللہ عنہ کو (حم)

القراء فی الوتر

کان یقرأ فی الرکعتین اللتین یوتر بھما بسبح اسم ربک الاعلی وقل یا ایھا الکافرون والوتر بقل ھو اللہ احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس۔ (معالم)

پڑھتے تھے وتر کی دو رکعتوں میں سبح اسم ربک الاعلی اور قل یا ایھا الکافرون اور تیسری میں قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔

(معالم)

اذا صلی الوتر ثلثا فیقرأ فی الاولی سبح اسم ربك الاعلی وفی الثانیه قل یا ایها الکافرون وفی الثالثة قل هو الله احد (د-ت-س-اص حب ی-) والمعوذتین (د اق ت حب حصن حصین-)

جب وتر کی تین رکعت پڑھتے تھے تو پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری میں قل یا ایہا الکفرون اور تیسری میں قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے۔ د ت س اص حب ی اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (بھی) د ا ق-ت-حب-حصن حصین

القراءة فی الصبح

یطیل فی القرأة ماشاء ویقتصر اذا شاء بحسب الحاضرین کان لا یطیل فی صلوٰة ما یطیل فی الصبح-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں دراز قرأت پڑھتے جتنا چاہتے اور کم پڑھتے جب چاہتے موافق حال نمازیوں کے اتنی طویل قرأت کسی نماز میں نہیں پڑھتے جتنا صبح کی نماز میں طویل پڑھتے تھے۔

صلی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم مرة الصبح فقرأ باقصر سورة فی القران فلما فرغ اقبل علینا بوجهه فقال انما عجلت لتفرغ ام الصبی

ایک بار صبح کی نماز پڑھائی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمیں قرآن کی بہت چھوٹی سورت پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا میں نے اسلئے جلدی کی تاکہ بچے کی ماں فارغ ہوکر اسے پہنچے۔

الی صبیہا۔

بچے کے پاس چلی جاتے۔

وصلی صلوٰۃ الصبح نقرأ الروم مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ۔

صبح کی نماز پڑھے اور پڑھے آئیں سورۂ روم۔ مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ۔

وکان صلعم کثیرا ما یقرأ فیھا وبنحو قٓ والقراٰن المجید

اور آنحضرت صلعم اکثر اوقات پڑھتے تھے نماز صبح میں سورۂ قٓ والقراٰن المجید

وتبارک الذی بیدہ الملک ونحوھما فی الاولی وفی الثانیۃ نحوھما۔

اور تبارک الذی بیدہ الملک اور مانند ان دونوں کی پہلی رکعت میں اور دوسری میں بھی انہی کے مانند۔

وکثیرا ما کان یقرأ فیھا بالروم یفرقھا فی الرکعتین

بارھا پڑھتے تھے صبح کی نماز میں سورۃ الروم دو رکعت میں تقسیم کرکر اور کبھی

وتارۃ بالتکویر والزلزلۃ

اذا الشمس کورت اور اذا زلزلت

وتارۃ بقل یا ایھا الکافرون والاخلاص وتارۃ بالمعوذتین لکن فی السفر۔

اور کبھی قل یا ایھا الکفرون اور قل ھو اللہ لیکن یہ سفر کی حالت میں پڑھتے تھے

وصلی مرۃ بسورۃ المومنین فبلغ ذکر موسیٰ وھارون فاخذتہ السعلۃ فرکع۔

اور پڑھی ایک مرتبہ آنحضرت نے سورۂ مومنین کو اور جب پہنچے آپ موسیٰ و ہارون کے قصہ پر تو آپکو کھانسی شروع ہوئی پس حضرت نے رکوع کیا۔

وکان ابو بکرؓ یقرأ فیھا بسورۃ البقرۃ فی رکعتین

اور ابو بکرؓ صبح کی نماز کے دو رکعتوں میں سورۂ بقر پڑھتے تھے۔

وکان عمرؓ یقرأ فیھا بسورۃ اٰل عمران والحج وسورۃ یوسف

اور عمرؓ صبح کی نماز میں سورۂ آل عمران اور سورۂ حج اور سورۂ یوسف

قرأۃ بطیبۃ مرتلۃ وطول رضؓ یوما فی القرأۃ فما انصرف حتی کادت الشمس تطلع فقیل له فقال لو طلعت لم تجدنا غافلین ووقع مثل ذلك لابی بکرؓ ایضاً۔	آہستہ آہستہ ترتیل سے پڑھتے تھے اور ایک روز حضرت عمرؓ نے قرأت میں طول دیا اور آفتاب نہ نکلنے تک ختم نہ کی لوگوں نے اسکا چرچا کیا تو جواب میں آپ نے فرمایا کہ اگر آفتاب نکل آتا تو نہ پاتا ہمکو غافلوں میں اور ایسا ہی اتفاق ہوا تھا ابو بکر صدیقؓ کو۔
وکان عثمانؓ یقرأفیها بسورۃ یوسف۔	اور عثمانؓ صبح کی نماز میں سورہ یوسف پڑھتے۔
وکان ابن عمرؓ یقرأ فی الصبح فی السفر بفاتحۃ وسورۃ من اوائل المفصل۔	ابن عمرؓ صبح کی نماز میں سفر میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورۃ مفصلات کی شروع میں کی پڑھتے تھے۔
وکان الاحنف بن قیس یصلی بالکہف وسورۃ یوسف (کشف الغمہ)	احنف بن قیس سورہ کہف اور سورہ یوسف پڑھتے تھے۔ (کشف الغمہ)
کان یقرأ فی الفجر بالصافات (حب)	صبح کی نماز میں آنحضرت صلعم والصافات پڑھتے تھے۔ (حب)
کان یقرأ فی الفجر اذا الشمس کورت (قط)	فجر کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اذا الشمس کورت پڑھتے تھے (قط)
کان یقرأ فی صلوٰۃ الفجر فی سفر بالمعوذتین (د)	صبح کی نماز میں آپ نے سفر میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے تھے (د)

کان یقرأ بقاف ونحوھا (م)

سورۂ قاف اور مانند اس کے پڑھتے تھے۔ (م)

کان یقرأ فی الصبح تبارک الذی بیدہ الملک (تبع)

صبح کی نماز میں تبارک الذی بیدہ الملک پڑھا کرتے تھے۔ (تبع)

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الفجر یوم الجمعہ بالم تنزیل فی الراکعۃ الاولی وفی الثانیۃ هل اتی علی الانسان۔ (مشکوٰۃ متفق علیہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز صبح کی نماز کے پہلی رکعت میں الم تنزیل اور دوسری رکعت میں ہل اتی علی الانسان پڑھتے تھے (مشکوٰۃ متفق علیہ)

عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سجد فی صلوٰۃ الصبح فی تنزیل السجدہ (ط)

مروی ہے علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں سجدہ کیے الم تنزیل السجدہ میں۔ (ط)

یقرأ فی رکعتی الفجر قولوا امنا باللہ وما انزل الینا والتی فی آل عمران قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم۔ (مسلم مشکوٰۃ)

صبح کی دو رکعت میں آنحضرت صلعم قولوا امنا باللہ وما انزل الینا اور وہ آیت جو آل عمران میں ہے قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم پڑھتے تھے (مسلم مشکوٰۃ)

قرأ فی رکعتی الفجر قل یا ایھا الکافرون

صبح کی دو رکعت میں آنحضرت قل یا ایھا الکافرون

وقل ھو اللہ احد (مسلم مشکوۃ)
کان یقرأ فی الرکعتین قبل الفجر
قل یا ایھا الکافرون وقل
ھو اللہ احد۔ (ترمذی)

اور قل ھو اللہ احد پڑھی۔ (مسلم مشکوۃ)
فجر کے آگے کی دو رکعتوں میں آنحضرت
قل یا ایہا الکافرون اور قل ھو اللہ احد
پڑھتے تھے۔ (ترمذی)

القراءۃ فی الجمعۃ

عن عبید اللہ بن ابی رافع
ان مروان استخلف اباھریرۃؓ
علی المدینۃ فصلی بھم
الجمعۃ فقرأ سورۃ الجمعۃ
فی الرکعۃ الاولی وفی الثانیۃ
اذا جاءک المنافقون فلما
انصرف مشیت خلفہ الی
جنبہ فقلت لہ لقد قرءت
بسورتین سمعت علی بن ابی طالب
یقرأ بھما فی الصلوۃ فقال
سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقرأ بھما (معالم)

مروی ہے عبید اللہ بن ابی رافع سے
کہ مروان نے ابوہریرہؓ کو خلیفہ بنایا تھا
مدینہ پر پس جمعہ کی نماز پڑھائی ابوہریرہؓ
نے پہلی رکعت میں سورہ جمعہ پڑھی اور
دوسری میں اذا جاءک المنافقون
جب فارغ ہوئے تو چلا میں انکے
پیچھے ان کے بازو پر اور میں نے کہا
کہ آپ نے جو دو سورتیں پڑھیں میں نے
حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو نماز میں
پڑھتے ہوئے سنی تھیں پس کہا ابوہریرہؓ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں
سورتوں کو پڑھتے ہوئے سنا ہے
(معالم)

عن الضحاک بن قیس سأل
نعمان بن بشیر ماذا کان یقرأ بہ

مروی ہے ضحاک بن قیس سے کہ
پوچھا گیا نعمان بن بشیر سے کہ کیا پڑھتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ اثر الجمعۃ فقال یقرأ بھل اتاک حدیث الغاشیۃ۔ (معالم)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز پیچھے جمعہ کے پس کہا کہ پڑھتے تھے ہل اتاک حدیث الغاشیہ (معالم)

کان یقرأ فی العیدین و فی الجمعۃ بسبح اسم ربک الاعلی۔ وھل اتاک حدیث الغاشیۃ وربما اجتمعا فی یوم فیقرأ بھما (معالم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر و عید الضحی اور جمعہ میں سبح اسم ربک الاعلی اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھا کرتے تھے اور کبھی جمع ہو جاتے عید اور جمعہ ایک ہی روز تو دونوں نمازوں میں ان ہی دونوں سورتوں کو پڑھتے تھے۔ (معالم)

کان یقرأ فی العید بقاف واقتربت۔ (ش)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز میں سورۃ قاف اور سورۃ اقتربت پڑھتے تھے (ش)

فصل ان احادیث میں جو قرأت النبی صلعم سے تعلق رکھتے ہیں

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجمع النظائر فی قراءتہ فکان یجمع الرحمن والنجم فی رکعۃ واقتربت الساعۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مناسب سورتوں کو ملاتے تھے اپنی قرأت میں پس ملا کر پڑھتے تھے سورۃ الرحمن اور اور سورۃ النجم کو ایک ایک رکعت میں اور اقتربت

والحاقة فی رکعة والطور والذاریات فی رکعة والوقعة ون والقلم فی رکعة والمطففین وعبس فی رکعة وسأل سائل والنازعات فی رکعة والمزمل والمدثر فی رکعة وعم والمرسلات فی رکعة۔

اور سورۂ حاقہ کو ایک رکعت میں اور سورۂ الطور اور سورۂ الذاریات کو ایک رکعت میں اور واقعہ اور ن والقلم کو ایک رکعت میں اور سورہ المطففین اور عبس کو ایک رکعت میں اور سورہ سأل سائل اور والنازعات ایک رکعت میں اور سورۂ المزمل اور سورۂ المدثر ایک رکعت میں اور سورہ عم اور سورۂ المرسلات کو ایک رکعت میں

وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ما یصلی بسورۃ المفصل فی الصلوات حتی یختم القرآن۔

اور بارہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے مفصل کی ایک سورت کو نماز میں یہاں تک کہ ختم کرتے تھے قرآن کو۔

وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ما یقرأ بثلث سورۃ واکثر فی رکعة من سور المفصل وغیرها من واحدۃ۔

اکثر بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین سورتیں اور تین سے بھی زیادہ سورتیں ایک رکعت میں پڑھتے تھے سور مفصلات اور غیر مفصلات میں سے۔

وکان صلعم کثیرا ما یقرأ ببعض سورۃ فی کل رکعة۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہا ایک سورہ میں سے تھوڑا تھوڑا پڑھتے تھے ہر ایک رکعت میں۔

وکان صلعم یکرر فی بعض الاوقات السورۃ الواحدۃ مرتین فی رکعۃ

قال الراوی فلا ادری کان ینسی ام کان یقرأ ذلک عمدا۔

وکان رجل یوم الناس فی مسجد قباء فکان یقرأ قل ھو اللہ احد فی کل رکعۃ علی الدوام فاخبر بذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یحملک علی لزوم ھذہ السورۃ فی کل رکعۃ فقال انی احبھا فقال حبک ایاھا ادخلک الجنۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات میں ایک سورہ کو دوبارہ پڑھتے تھے ایک رکعت میں۔

اس حدیث کا راوی کہتا ہے مجھے معلوم نہیں یہ دوبارہ پڑھنا نسیان سے تھا یا جان بوجھکر۔

ایک شخص مسجد قبا میں امامت کرتا تھا وہ شخص ہمیشہ قل ھو اللہ احد ہر رکعت میں پڑھا کرتا تھا حضرت کو اس بات کی خبر دی گئی۔ حضرت نے اس شخص سے پوچھا کہ تو نے اس سورت کو ہر رکعت میں کیوں لازم کیا ہے اس نے کہا میں محبت رکھتا ہوں اس سورت سے حضرت نے فرمایا تجھے اس سورہ کی دوستی بہشت میں داخل کرے گی۔

ف

صحابہ رضی اللہ عنہم کا حضرت کو خبر دینا اور حضرت اس شخص سے پوچھنا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ سورتوں کا تعین کرنا جائز نہیں مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یا ان کے عمل یا ان کی اجازت

ورضا سے جائز ہے چنانچہ یہ مسئلہ علم فقہ اور علم اصول فقہ میں مذکور ہے کہ دینی امور کا معین کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص منصب ہے کسی کو اسکی مجال نہیں اس لئے صحابہ نے اس تعین کو ناجائز جانکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اس شخص نے اس کی وجہ بیان کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ وجہ پسند آئی اس لئے اس تعین کو جائز رکھا اس زمانہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہم محروم ہو گئے لہذا ہم کو کسی سبب سے تعین کرنا جائز نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے فقہائے حنفی منع کرتے ہیں ان سورتوں کے معین کرنے کو بھی اور ہمیشہ انکے پڑھنے سے بھی چنانچہ فقہ میں مذکور ہے ہاں کوئی کام کو اکثر کریں اور بعض وقت ترک کریں تو ایسے کام اور تعین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص منصب میں مداخلت نہیں ہوتی۔ دین کے کام میں مداخلت کرنیکو بدعت کہتے ہیں وہ مردود ہے۔ اور وارد ہے المبتدعون کلاب النار بدعتی دوزخ کے کتے ہیں والعیاذ باللہ تعالی۔ دین کے حاکموں کو دنیا کے حاکموں پر قیاس کرنا چاہیئے۔ بعض احکام خدائے تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور بعض کام انبیاء کے ساتھ اور اماموں کے ساتھ اور بعض علماء کے ساتھ خاص ہیں ہر ایک کو اس کے رتبہ پر رکھنا چاہیئے جیسا دنیا کے حاکموں کا رتبہ ہے۔ مثلاً سررشتہ دار ناظم کے اختیاری کام کوئی اپنی جانب سے بے اجازت کرے تو ملازمین نہیں قبول کرتے۔

ع گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔

وکان صلعم اذا قرأ آیۃ سجدۃ حضرت صلعم جب سجدہ کی آیت

فی صلوٰۃ سریۃ سجد کما سیاتی بیانہ فی باب سجود التلاوۃ۔

وَسُئلت عائشۃ کیف کان قرأۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم باللیل اکان یسر بالقراءۃ ام یجھر فقالت کل ذٰلک قد کان یفعل ربما اسر بالقرأۃ وربما جھر۔

وقام صلعم لیلۃ کاملۃ بقولہ تعالیٰ ان تعذبھم فانھم عبادک

قال ابن عمرؓ صلی عمرؓ مرۃ العشاء الاخرۃ فلم یقرأ فیھا حتی فرغ فقال لہ عبدالرحمٰن بن عوف ارایت ما صنعت ھل ھو شئی عھدہ الیک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ام شئی رایت انت قال وما ھو قال لم تقرأ فی العشاء قال

نماز سریہ میں پڑھتے تھے تو سجدہ کرتے تھے یہ بیان سجدۂ تلاوت کے باب میں آئے گا۔

بی بی عائشہ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں آہستہ پڑھتے تھے یا پکار کر انہوں نے کہا کہ سب طرح عمل کرتے تھے بعض وقت آہستہ پڑھتے اور بعض وقت پکار کر۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ساری رات اللہ تعالیٰ کا قول حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی زبانی فرماتا ہے پڑھتے تھے

ان تعذبھم فانھم عبادک۔

کہا ابن عمرؓ نے کہ عمرؓ نے ایکمرتبہ عشاء کی نماز پڑھائی پس اسمیں قرأت بالجہر نہیں پڑھی یہانتک کہ فارغ ہوگئے عبدالرحمٰن بن عوف نے آپ سے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے جو آپ نے کیا آیا وہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے یا آپنے اپنی رائے سے

۲ وفعلت قال نعم قال فانی سهوت جهزت عیرامن الشام حتی قدمت المدینة فامر المؤذن فاقام فصلی العشاء للناس وقال لا صلوٰة لمن لم یقرأ فیها کشف الغمه۔ لعبد الوهاب الشعرانی۔

کیا ہے عمرؓ نے کہا کیا ہے وہ کام عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ آپنے بالجہر نہیں پڑھا عشاء میں عمرؓ نے کہا کہ کیا میں نے ایسا کیا ہے کہا کہ ہاں فرمایا بیشک میں بھول گیا میں شام کے ایک لشکر کا سامان تیار کرتے کرتے مدینہ کو چلا آیا تھا پھر حکم کیا موذن کو اقامت کہنے کا اور پڑھی عشاء اور فرمایا کہ نہیں ہوتی نماز اس شخص کی جس نے بالجہر نہیں پڑھا اس میں کشف الغمہ لعبدالوہاب الشعرانی۔

فصل قرآن مجید کو خوش لحانی سے پڑھنے اور عرب کی طرز پڑھنے کی تاکید اور خوبی میں

حسنوا القرآن باصواتکم فان الصوت الحسن یزید القرآن حسنا (اتقان)

اپنی اچھی آوازوں سے قرآن مجید کو پڑھو خوش آوازی قرآن کی حسن کو بڑھاتی ہے۔ (اتقان)

ما اذن الله لشئی ما اذن لنبی حسن الصوت یتغنی بالقرآن (شیخان ابوداؤد)

خوشنود نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کسی چیز سے جسقدر خوشنود ہوتا ہے اس پیغمبر سے جو کتاب اللہ کو خوش آواز سے پڑھتا ہے (شیخان ابوداؤد)

حسنوا الاصوات بالقرآن (طب)	قرآن کی تلاوت اچھی آوازوں سے کرو۔ (طب)
حسن الصوت زينة القرآن (طب)	خوش آوازی قرآن کی زینت ہے (طب)
زينوا اصواتكم بالقرآن (طب)	قرآن سے اپنی آوازوں کو زینت بخشو۔ (طب)
زينوا القرآن باصواتكم۔ (حم)	قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔ (حم)
ما اذن الله لشيء ما اذن لنبي حسن الصوت بالقرآن يجهر به۔ شيخان۔	اللہ تعالیٰ کسی چیز سے اس قدر خوشنود نہیں ہوتا جسقدر اس خوش آواز پیغمبر سے خوشنود ہوتا ہے جو کتاب اللہ کو پکار کر پڑھتا ہے۔ (شیخان)
لكل شيء حلية وحلية القرآن الصوت الحسن (فر)	ہر ایک چیز کے لئے ایک زیور ہوتا ہے اور قرآن کا زیور اچھی آواز ہے۔ (فر)
من لم يتغن بالقرآن فليس منا۔ (مجمع)	جو کوئی قرآن کو خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مجمع)

لیس منا لم یتغن بالقرآن۔ (خ)	جو کوئی قرآن کو خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہمارے تابعوں میں سے نہیں۔ (خ)

ف

اس حدیث کے مطالب و معانی فضائل القرآن کی فضیلت میں مذکور ہیں۔

اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتها (اتقان)	قرآن کو عرب کے لحن وصوت سے پڑھو۔ (اتقان)
انا عربی والقرآن عربی ولسان اهل الجنة عربی (ط)	میں عرب ہوں قرآن عربی ہے اور جنتیوں کی زبان بھی عربی ہے (ط)
تعلموا اللحن فيه كما تعلمون حفظه (فر)	قرآن میں خوش آوازی سیکھو جیسا اسکو ازبر کرنیکو سیکھتے ہیں۔ (فر)
اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتها واياكم ولحون اهل العشق ولحون اهل الكتابين وسيجيئ بعدى قوم يرجعون بالقرآن ترجيع الغناء والنوح لايجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذى يعجبهم شانهم (هق فى شعب الايمان ورزين فى كتابه (مشكوة)	عرب کی لحن وصوت پر قرآن پڑھو اور اہل عشق اور اہل تورات وانجیل کے لحن سے پرہیز کرو قریب تر میرے بعد ایک قوم نکلے گی کہ قرآن میں ایسی ترجیع کریں گی جیسے راگ اور نوحوں میں کرتے ہیں قرآن ایسوں کے گلے سے نہ اترے گا یعنی اُنکے دلوں میں اثر نہ کرے گا انکے دل اور ان لوگوں کے دل جنکو انکا حال پسند آیا فتنہ و بلا میں پڑے ہونگے (ہق)

عن طاؤس قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس احسن صوتا بالقرآن قال من اذا سمعتہ یقرأ رأیت انہ یخشی اللہ (دارمی)

طاؤس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ تلاوت قرآن میں کونی شخص زیادہ خوش آواز ہے فرمایا وہ شخص ہے کہ تم اسکو قرآن پڑھتے سنو تو یہ خیال گزری کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے (دارمی)

احسن الناس قراءۃ من قرأ القرآن یتحزن بہ۔ (طب۔ جامع الصغیر)

لوگوں میں اچھی قرات پڑھنے والا وہ شخص ہے جو قرآن کو رقت ونرمی سے پڑھے۔ (طب۔ جامع الصغیر)

فصل ان لوگوں کے ذکر میں جن کو قرأت میں اچھا سلیقہ تھا

بنو تمیم اقرأ العرب۔

بنو تمیم عرب میں بڑے ماہر قاریاں ہیں۔

اقرأھم ابی بن کعب۔ قال عکرمۃ جمع القرآن علی عھد رسول اللہ صلی اللہ وسلم خمسۃ من الانصار۔ معاذ بن جبل۔ وعبادۃ بن الصامت وابی بن کعب وابوایوب انصاری وابودرداء رضی اللہ عنھم اجمعین (کشف الغمہ)

صحابہ میں بڑا ماہر قاری ابی بن کعب ہے عکرمہ نے کہا قرآن کے کامل حافظ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پانچ شخص انصار میں تھے۔ معاذ بن جبل عبادۃ بن صامت ابی بن کعب ابوایوب انصاری ابودرداء رضی اللہ عنہم اجمعین (کشف الغمہ)

فصل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی کیفیت میں

عَنْ انسؓ انه سُئل عن قرأة رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال کانت مدًا ثم قرأ بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ یمد الله ویمد الرحمٰن ویمد الرحیم۔ (اتقان)

صحابی انس سے کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی کیفیت دریافت کی آپ نے کہا کہ آپکی قرأت مد کیساتھ ہوتی تھی پھر انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا اور پڑھنے کیوقت اللہ کے الف کو اور رحمٰن کے الف کو اور رحیم کی یا کو کھینچتے تھے (اتقان)

کَانَ یمد بسم الله ویمد الرحمٰن ویمد الرحیم۔ (بخاری)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ کے الف کو اور رحمٰن کے الف کو اور رحیم کی یا کو کھینچتے تھے (بخاری)

کَانَ یمد صوته بالقرأة مدًّا (رحم)

آنحضرت صلعم قرأت میں آواز کو کھینچتے تھے (رحم)

کَانَ النبی صلی الله علیه وسلم یقطع قرأته یقول الحمد لله رب العالمین ثم یقف ثم یقول الرحمٰن الرحیم ثم یقف (شمائل ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قرأت کو قطع قطع کرتے تھے چنانچہ الحمد للہ رب العالمین پڑھتے پھر ٹھیرتے بعد الرحمٰن الرحیم پڑھتے۔ پھر ٹھیرتے۔ (شمائل ترمذی)

عن یعلی بن مملك انه سئل ام سلمة عن قرأة رسول الله صلی الله علیه وسلم فاذا هی تنعت قرأته مفسرة حرفا حرفا۔ (شمائل ترمذی)

یعلی بن مملک سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی کیفیت (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی) ام سلمہ سے دریافت کی تو وہ آپ کی قرأت کو حرف حرف جدا کرکے بیان کرنے لگیں (شمائل ترمذی)

عن شعبة عن معاویة بن قرة قال سمعت عبد الله بن مغفل یقول رأیت النبی صلی الله علیه وسلم علی ناقة یوم الفتح وهو یقرأ انا فتحنا لك فتحا مبینا لیغفر لك الله ماتقدم من ذنبك قال ورجع قال وقال معاویة بن قرة لولا ان یجتمع الناس لاخذت لكم فی ذلك الصوت او قال اللحن (ترمذی)

شعبہ سے بروایت معاویہ بن قرہ مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن مغفل کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے فتح مکہ کے روز نبی علیہ السلام کو اونٹنی پر دیکھا اسوقت آپ انا فتحنا تلاوت فرماتے تھے معاویہ بن قرہ کہتے ہیں کہ آپ نے ترجیع کی راوی شعبہ کہتا ہے کہ معاویہ بن قرہ نے کہا کہ اگر لوگ میرے پاس جمع نہ ہوتے اور ان کے ہجوم کا اندیشہ نہ ہوتا تو اس آواز کی طرز کو سناتا (ترمذی)

کان نبیکم صلی الله علیه وسلم حسن الوجه حسن الصوت وکان لا یرجع (شمائل ترمذی)

تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خوش رو اور خوش آواز تھے اور قرأت میں ترجیع نہیں کرتے تھے (شمائل ترمذی)

کانت قرأته بالمد لا ترجیع فیها (ط)

آنحضرت کی قرأت کھینچ کے ساتھ تھی اور اسمیں ترجیع (ط)

ف

ترجیع قاریوں کے نزدیک جنبانیدن آواز یعنی آواز کو گھماتا ہے اس سے آآآ کی آواز معلوم ہوتی ہے یہ امر قاری ماہر سے سننے پر موقوف ہے حرم شریف کے موذنوں کی آواز سے ترجیع کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے محققین کے نزدیک ترجیع جائز نہیں۔ ترجیع کی حدیث ماول ہے یعنی حضرت اونٹ پر سوار تھے حرکت کے سبب سے پڑھنے میں ترجیع معلوم ہوتی تھی عدم ترجیع کی حدیث قوی قابل عمل ہے واللہ اعلم۔

۲۔ کیفیتہ قرأتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی فصل البسملة	کیفیت قرأۃ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بسم اللہ کی فصل میں گذری۔
اخرج سعید بن منصور فی سننہ حدثنا شہاب بن حراش حدثنی مسعود بن یزید الکندی قال کان ابن مسعود یقرأ رجلا فقال الرجل انما الصدقات للفقراء والمساکین مرسلة فقال ابن مسعود ما ھکذا اقرأنیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال کیف اقرأ کہا یا اباعبد الرحمن فقال اقرأنیھا انما الصدقات	سعید بن منصور نے اپنی سنن میں درج کیا ہے حدیث بیان کی ہم سے شہاب بن حراش نے حدیث بیان کی مجھ سے مسعود بن یزید نے کندی نے کہا کہ ابن مسعود ایک شخص کو قرآن پڑھاتے تھے وہ شخص پڑھا انما الصدقات للفقراء والمساکین مد کو چھوڑ کر پس ابن مسعود نے کہا کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح نہیں پڑھایا اس شخص نے پوچھا کہ آپ کو پھر کسطرح پڑھایا اے اباعبدالرحمن

للفقراء والمساکین مدّھا وھذا حدیث حسن جلیل حجتہ ونص فی الباب رجال اسنادہ ثقات اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وکتاب الاتقان فی تفسیر القرآن

انہوں نے کہا کہ پڑھایا مجھکو انما الصدقات للفقراء والمساکین مد کیا اس کلمہ کو یعنی فقراء کے الف کو یہ حدیث حسن ہے حجت اسکی قوی ہے اس باب میں دلیل قطعی ہے اسکی اسناد کے رجال ثقات (معتبر) ہیں نکالا اسکو طبرانی نے کبیر میں کتاب الاتقان فی تفسیر القرآن)

ف

علم حدیث وفقہ وتجوید پر نظر کرنے سے مد کی کئی قسمیں معلوم ہوتی ہیں ایک مد فرض جس کے ترک کرنے سے فساد بطلانی لازم آتا ہے جیسے مد طبعی ہے کہ الف کو دو حرکت دراز نہ پڑھنے سے معنی فاسد وباطل ہوجاتی ہیں اعطینا کے الف کو دو حرکت دراز نہ پڑھنے سے جو کہ جمع متکلم کا صیغہ ہے وہ جمع مونث کا صیغہ ہوجاتا ہے ہادی تجوید میں اسکی تفصیل ہے ۔ دوسرا مد متصل واجب جیسے حدیث میں ابن مسعودؓ کی بیان فرمایا ہے ؎

گفت در شاطی کہ ترک مد حرام است ای پسر کو خلاف رتل القرآن باشد سر بسر

تیسرا مد منفصل جائز ہے جیسے انا امناء اقسام مد جیسے مد صوت جیسے آمین اور اذان کے الفاظ میں اور بھی اقسام مد علم تجوید میں مذکور ہیں جس سے تزیین کلام حاصل ہوتی ہے ۔

فصل عجمیوں کی طرز قرأت بھی صحیح ہے

عن جابرؓ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نقرأ القرآن وفینا الاعرابی والعجمی فقال اقرءوا فکل حسن وسیجئ اقوام یقیمونہ کما یقام القدح یتعجلونہ ولا یتاجلونہ (د)

جابرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں بدوی اور عجمی بھی تھے (جنکی قرأت فصیح عربوں کی طرز پر نہ تھی) آپ نے فرمایا کہ تلاوت کرو کہ سب کچھ درست وخوب ہے اور قریب تر قومیں نکلیں گی جو قرأت کو اسطرح درست اور راست کرینگی۔ جیسے تیر درست وراست کیا جاتا ہے اور دنیا میں اسکے ثواب چاہیں گے اور مہلت سے آخرت میں طلب نہیں کریں گے (د)

ف

یعنی قرآن سے دنیا کا مال کمائیں گے اور آخرت کے ثواب چھوڑ دیں گے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت پر مزدوری کا لینا جائز نہیں کما تقرر فی علم الفقہ اسکی تحقیق باب سوم میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ف

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ارشاد کیا کہ سب اچھا ہے عجمیوں کو معذوروں کے لحاظ سے ایسا فرمایا ہے جیسے بلال کے مانند شخص کیواسطے ہے اور جو شخص جودت طبع ودرستی زبان پر قادر ہے اس کے لئے یہ جواز کا

حکم نہیں ہے چنانچہ یہ بیان مقدمہ میں گذرا اور باب سوم کے مسائل فقہیہ میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل قرآن مجید کو مصحف میں دیکھکر تلاوت کرنیکی فضیلت میں

افضل عبادۃ امتی قرأۃ القرآن نظرا (حک)
قرآن کو دیکھکر تلاوت کرنا میری امت کی افضل ترین عبادت ہے (حک)

من سرہ ان یحب اللہ ورسولہ فلیقرأ فی المصحف (حل)
اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھنا جسکو اچھا معلوم ہوتا ہو اسکو چاہیئے کہ مصحف میں پڑھے۔

قرأتک نظرا تضاعف علی قرأتک ظاہرا کفضل المکتوبۃ علی النافلۃ (ابن مردویہ)
تمہارا دیکھکر تلاوت کرنا ازبر تلاوت کرنیکا دوچند ہے جیسے فرض نماز کو نفل نماز پر فضیلت ہے (ابن مردویہ)

اعطوا اعینکم من العبادۃ خظہا قیل وما حظہا من العبادۃ قال النظر فی المصحف عبادۃ چلپی علی شرح وقایہ من العنایۃ
تم اپنی آنکھوں کو ان کی عبادت کا حصہ عطا کرو کسی نے کہا عبادت میں آنکھوں کا کیا حصہ ہے فرمایا مصحف کا دیکھنا آنکھوں کی عبادت ہے۔ (دیلمی)

قرأۃ الرجل فی غیر المصحف الف درجۃ وقرأتہ فی المصحف تضاعف علی ذلک الفی درجۃ (جمع الفوائد)
آدمی کا غیر مصحف میں یعنی ازبر قرآن پڑھنا ہزار درجوں والی عبادت ہے اور مصحف میں پڑھنا اس سے مضاعف دو ہزار والی عبادت ہوتی ہے۔ (جمع الفوائد)

فصل اندرون نماز اور پچھلی رات میں قرآن تلاوت کرنیکی خوبی میں

قراءة القرآن في الصلوة افضل من قراءة القرآن في غير الصلوة وقراءة القرآن في غير الصلوة افضل من التسبيح والتكبير والتسبيح افضل من الصدقة والصدقة افضل من الصوم والصوم جُنّةٌ من النار (قط بيهقي)

نماز میں قرآن تلاوت کرنا نماز کے سوائے دوسرے وقت تلاوت کرنے سے بہتر ہے اور غیر نماز میں تلاوت کرنا سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے بڑھکر ہے اور سبحان اللہ کہنا صدقہ دینے سے زیادہ ہے اور صدقہ روزہ سے افضل ہے اور روزہ جہنم کی ڈھال یعنی اس سے بچانیوالا ہے۔ (قط بیہقی)

أيحب احدكم اذا رجع الى اهله ان يجد ثلاث خلفات عظام سمان قلنا نعم فقال ثلاث آيات يقرأ بهن احدكم في صلوته خير له من ثلاث خلفات سمان۔

کیا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ جب اپنے گھر والوں میں واپس جائے تو تین بڑی بڑی اور فربہ اور حاملہ اونٹنیاں پائے ہم نے عرض کی ہاں یارسول خدا آپ نے فرمایا کہ تین آیتیں جنکو تم میں کا کوئی شخص اپنی نماز میں پڑھے وہ اس کے حق میں بڑی بڑی اور فربہ حاملہ اونٹنیوں سے بڑھکر ہیں۔

قال علي كرم الله وجهه من قرأ القرآن وهو قائم في الصلوة

علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز میں کھڑے ہوکر

کان له بکل حرف مائة حسنة ومن قراءه وهو قاعد فی الصلوٰة کان له بکل حرف خمسون حسنة ومن قرأ خارج الصلوٰة وهو علی الطهارة کان له بکل حرف خمس وعشرون حسنة ومن قرأ وهو علی غیر طهارة کان له بکل حرف عشر حسنات (النصائح الدینیه)

قرآن کو پڑھے گا تو اس کو ہر حرف کے عوض میں سو نیکیاں ہیں اور جو کوئی نماز میں بیٹھ کر تلاوت کرے گا تو ہر حرف کے بدلے میں پچاس نیکیاں ہیں اور جو کوئی باوضو ہوکر بیرون نماز پڑھیگا تو اس کے لئے ہر حرف کے بدلے پچیس نیکیاں ہیں اور جو کوئی بے وضو پڑھے تو اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔ (النصائح الدینیہ)

قرأة اخر اللیل محضورة وذلك افضل (ط)

پچھلی شب کی قرأت میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہی افضل بات ہے (ط)

نوروا بالصلوٰة وقرأة القرآن (هق)

صبح روشن کردو نماز صبح اور تلاوت قرآن کے ساتھ۔ (ہق)

ف

یعنی نماز صبح ایسے وقت میں پڑھو کہ صبح کی اندھیری بالکل صاف ہو جائے اور قرآن بھی ایسے ہی وقت تلاوت کرو کہ یہ وقت ان عبادتوں کے لئے مناسب ہے

وصل قرآن جہر سے پڑھنا یا خفیہ پڑھنا دونوں امر جائز ہیں

کان ربما اسر وربما جهر۔ (ت)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات خفیہ پڑھتے تھے اور بسا اوقات جہر سے (ت)

كان قرأة النبي صلى الله عليه وسلم ربما يسمع من في الحجرة وهو في البيت۔

بسا اوقات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت وہ لوگ سن لیتے تھے جو کوٹھری میں ہوتے تھے اور آنحضرت گھر میں تشریف رکھتے ہوں۔

كانت قرأة النبي صلى الله عليه وسلم على قدر ما يسمعه من في الحجرة وهو في البيت۔ (مشکوٰۃ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن پڑھنے کی آواز اسقدر ہوتی تھی اسکو وہ شخص سن لیتا تھا جو حجرہ میں ہو اور آنحضرت گھر میں تشریف رکھتے ہوں۔ (مشکوٰۃ)

كانت قرأة النبي صلى الله عليه وسلم بالليل يرفع طورا ويخفض طورا (مشکوٰۃ)

تھا پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز شب میں کبھی بلند اور کبھی پست۔ (مشکوٰۃ)

ارفع من صوتك شيئا قال لابي بكر حين يصلي ويخفض من صوته۔ (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ الليل)

تھوڑی بلند کر تو اپنے آواز کو یہ ابوبکرؓ کو فرمایا جب نماز تہجد بہت آہستہ پڑھتے تھے۔ (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل)

اخفض من صوتك شيئا قال لعمر حين يصلي رافعا صوته (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ الليل)

تھوڑی پست کر تو اپنے آواز کو یہ عمرؓ کو فرمایا جب تہجد کی نماز بہت پکار کر پڑھتے تھے۔ (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل)

فصل قرآن خفیہ پڑھنا جہر پڑھنے سے افضل ہے

الجاهر بالقرآن كالجاهر

قرآن جہر سے پڑھنے والا بمنزلہ علانیہ

بالصدقة والمسر بالقرآن کالمسر بالصدقة ۔	خیرات کرنیوالے کے اور خفیہ پڑھنے والا بمنزلہ خفیہ خیرات کرنیوالے کے ہے ۔
ان الذی یسر بقراءة القرآن افضل من الذی یجہر بقراءة القرآن ۔	جو شخص قرآن کو آہستہ پڑھتا ہے وہ اس شخص سے افضل ہے جو اس کو پکار کر پڑھتا ہے ۔
خیر الدعاء الخفی (رد المحتار)	بہتر دعا وہ ہے جو چپکے چپکے کی جائے ۔ (رد المحتار)

فصل خوف الٰہی سے قرآن مجید کو روتے ہوئے پڑھنے کی خوبی میں

حرمت النار علی ثلثة اعین عین بکت من خشیة الله وعین سہرت فی سبیل الله وعین غضت من محارم الله (معالم)	دوزخ کی آگ تین آنکھوں پر حرام کردی گئی ہے ایک وہ آنکھ جو خوف خدا سے روئے دوسری وہ آنکھ جو راہ خدا میں بیدار رہے تیسری وہ آنکھ جو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بند کرلیجائے ۔ (معالم)
لا یلج النار من بکی من خشیة الله حتی یعود اللبن فی الضرع ۔ (معالم)	جو کوئی خدا سے ڈر سے روئے وہ داخل دوزخ نہ ہوگا جیسے دودھ تھن میں نہیں جاتا (معالم)
ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا (ض)	خوف خدا سے روؤ اگر رونا نہ آئے تو تکلف سے روؤ ۔ (ض)
اتلوا القرآن وابکوا فان لم تبکوا فتباکوا (ہ)	قرآن پڑھو اور روؤ اگر رونا نہ آئے تو تکلف سے روؤ ۔ (ہ)

اقرؤ القرآن بالحزن فانہ نزل بالحزن (ط) کنوز۔

قرآن پڑھو غمگینی سے بیشک وہ اترا ہے غمگینی کی حالت میں (ط) کنوز

فصل بری خراب قاریوں کی مذمت و وعید کے بیان میں

یکون فی اخر الزمان عباد جھال وقراء فسقۃ (ک)۔

آخر زمانے میں جاہل عابد اور فاسق قاری ہوں گے۔ (ک)

تعوذوا باللہ من فجراء القراء (فر)

بدکار قاریوں سے خدا کی پناہ مانگو۔ (فر)

اکثر منافقی امتی قراءھا۔ (حم)

اکثر منافق میری امت میں کے قاری ہوں گے۔ (حم)

ان اللہ یبغض القاری السمین (ابو اللیث)۔

اللہ تعالیٰ موٹے قاری سے بغض رکھتا ہے (ابو اللیث۔)

اکثر منافقی امتی قراءھا۔ (حم)

میری امت کے اکثر منافق ان ہی کے قاری ہیں۔ (حم)

ف

تفسیر حسینی میں مرقوم ہے کہ مالک ابن الصیف یہودی علماء کا سردار حضرت سرور عالم کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اس سے پوچھا اور قسم دی کہ سچ کہہ توراۃ میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ موٹے قاری عالم کو دشمن رکھتا ہے وہ کہا ہاں یہ خبر توراۃ میں مرقوم ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ تن پرور فربہ موٹا عالم تو ہی ہے وہ یہودی غصہ میں آیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے کوئی کتاب کسی پر نہیں اتاری اس قصہ پر یہ آیت نازل

ہوئی وما قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ علی بشر

من شیئی۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے نعمتوں کی قدردانی کا حق کچھ نہیں ادا کیا جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کچھ چیز نازل نہیں کی حدیث داوامی دق باب الجنۃ بالجوع اے فاطمہ بھوک سے جنت کے دروازہ کو ٹھوکتی رہ یعنی تو بھوکی رہی تو تیرے واسطے جنت کا دروازہ کھلیگا ؎

جوع مرخاصاں حق را دادہ اند۔ تا شود از جوع شیر و زورمند

جوع مرجلف گدا را کہ دہند۔ چوں علف کم گشت پیشش وانہند

نان جو حقا حرام است وفسوس۔ نفس را در پیش نہ نان سبوس

گر حلال آمد پئے قوت عوام۔ طالبان دوست را باشد حرام

؎

اندروں از طعام خالی دار۔ تا درو نور معرفت بینی۔

تہی از حکمتی بعلت آں۔ کہ پری از طعام تا بینی۔

تعالم کہ کامرانی و تن پروری کند۔ او خویشتن گم ست کرا رہبری کند۔

تا نور زی طریقت ابدال۔ ؎ کی شناسی حقیقت احوال۔

عزلت وجوع صمت وکم خوابی۔ پیشہ کن تا مقام را یابی۔

فصل نیک قاریونکی مدحت وثواب میں

احب الاشیاء الی اللہ القراء القارّون بد ینھم (فر) بہتر شے اللہ تعالیٰ کے پاس وہ قاری ہیں جو سے بھاگتے ہیں اپنے دین کو (دنیا داروں سے بچانیکو) (فر)

فصل قرآن غلط پڑھنے کی وعید میں۔

كان انس بن مالك رضی الله تعالی عنه يقول رب تال للقرآن و القرآن يلعنه -

صحابی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے بہا قاریان قرآن ہیں کہ خود قرآن ان پر لعنت کرتا ہے -

فصل قرآن ختم کرنیکی مدت کی مقدار میں

عن عبد الله بن عمرو قال قلت يا رسول الله في كم اقرأ القرآن قال اختمه في شهر قلت اني اطيق افضل من ذلك قال اختمه في عشرين قلت اني اطيق افضل من ذلك قال اختمه في خمس قلت اني اطيق افضل من ذلك قال فما رخص لي -

صحابی عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی یارسول خدا کئی دنوں میں پورا قرآن پڑھوں آپ نے فرمایا ایک مہینے میں ختم کیا کرو میں نے کہا مجھکو اس سے بڑھکر طاقت ہے آپ نے فرمایا کہ بیس روز میں تمام کرو میں نے عرض کی کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ پانچ دن میں پورا کیا کرو میں نے کہا کہ مجھ کو اس سے بھی زیادہ طاقت ہے پھر صحابی مذکور فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے پانچ روز کے اندر ختم کرنیکی رخصت مجھکو نہیں دی -

لم يفقه من قرأ القرآن في اقل من ثلاث (د ت)

جس نے قرآن کو تین دن سے کم مدت میں پڑھا اس نے اسکو سمجھا ہی نہیں (د ت)

۲ اقرأ القرآن فی ثلاث ان استطعت (حم)	قرآن تین دن میں پڑھو اگر پڑھ سکتے ہو (حم)
۲ اقرأ القرآن فی خمس (ط)	پانچ روز میں قرآن پڑھو۔ (ط)
۲ اقرأ القرآن فی اربعین (ت)	قرآن چالیس یوم میں پڑھو۔ (ت)
۲ اقرأ القرآن فی کل شهر اقرأه فی کل عشرین لیلة اقرأه فی سبع ولا تزد علی ذلك (ق)	ہر مہینے میں قرآن ایک بار ختم کرو یا بیس رات میں کرو یا سات یوم میں ختم کرو۔ اس سے کم نہ کرو۔ (ق)
من قرأ القرآن فی سبعة کتبه الله من المحسنین (فر)	جوکوئی سات روز میں کامل قرآن پڑھے گا خدا اسکا نام نیکوکاروں میں لکھے گا (فر)
۲ اقرأ القرآن فی سبع ولا تزد علی ذلك (ق)	قرآن سات روز میں پڑھو اور اس سے زیادہ نہ کرو یعنی سات روز سے کم میں نہ پڑھو۔ (ق)
من قرأ القرآن فی سبعة کتبه الله من المحسنین (فر)	جوکوئی قرآن کو سات روز میں پڑھیگا تو اللہ اس کا نام نیکوکاروں میں۔ لکھدیگا۔ (فر)
کان صلی الله علیه وسلم یحث اصحابه علی تلاوة القرآن	حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کو قرآن کی تلاوت کرنے

ویقول اقرؤہ فی سبع لیال۔ (کشف الغمہ)

تاکید کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ پڑھو اس کو سات راتوں میں (کشف الغمہ)

کان لا یقرأ القراٰن فی اقل من ثلاث (سع)

رسول خدا صلعم تین روز سے کم مدت میں قرآن ختم نہیں کرتے تھے (سع)

کان یقرأ القراٰن فی سبع۔ (حک)

آنحضرت صلعم قرآن سات روز میں پڑھتے تھے۔ (حک)

روی عن عثمان بن عفان انہ کان یقرأ القراٰن فی رکعۃ یوتر بھا۔

عثمان ابن عفان رضؓ سے مروی ہے کہ وہ وتر کی ہر ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔

روی عن سعید بن جبیر انہ قرأ القراٰن فی رکعۃ فی الکعبۃ۔

تابعی سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ انہوں نے کعبہ کے درمیان پورا قرآن ایک رکعت میں پڑھ لیا۔

فصل قرآن کے ختم کا طریقہ

کان اذا قرأ قل اعوذ برب الناس افتتح من الحمد ثم من البقرۃ الی اولٰئک ھم المفلحون ثم دعا بدعاء الختمۃ ثم قام (اتقان)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی جب قرآن تمام کرنیکے وقت سورہ ناس پڑھتے تو سورہ فاتحہ سے شروع کرکے سورہ بقرہ میں سے اولٰئک ہم المفلحون تک تلاوت کرتے۔ پھر دعائے ختم پڑھکر اٹھ جاتے۔

(اتقان)

كان اذا ختم القرآن قرأ من اول القرآن خمس آيات (حك)	آنحضرت صلعم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب قرآن ختم کرتے تو ساتھ ہی ابتدا قرآن کی پانچ آیتیں تلاوت کر لیتے تھے۔ (حک)

فصل ختم قرآن کے بعد دعا کرنے کا استحباب

ان لصاحب القرآن عند كل ختمة دعوة مستجابة (خط)	دعا مستحاب ہے یعنی بوقت ختم اگر قاری نے دعا کی تو دربار الٰہی میں قبول ہو جاتی ہے (خط)
عند كل ختمة دعوة مستجابة (حل)	ہر ختم کے وقت دعا مقبول ہے۔ (حل)
من ختم القرآن فله دعوة مستجابة۔ (بز)	جو کوئی قرآن ختم کرے اس کی دعا مقبول ہے۔ (بز)
كان اذا ختم جمع اهله ودعا (نجا)	آنحضرت صلعم جب قرآن ختم کرتے تھے تو اپنے اہل بیت کو جمع کر کے دعا کرتے تھے (نجا)
مع كل ختمة دعوة مستجابة (هق)	ہر ہر ختم کے ساتھ دعا مقبول ہے (ہق)

فصل قرآن کے ختم کی دعائیں

نقل کیا بیہقی نے شعب الایمان میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب

قرآن شریف ختم کرتے اللہ تعالیٰ کی بہت سی تعریف کھڑے رہ کر کرتے تھے پھر کہتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ۔ یہ دعا بہت بڑی طویل ہے مظاہر حق میں مذکور ہے۔

۱ اللھم اجعل القراٰن ربیع قلبی و نور بصری وجلاء حزنی و ذھاب ھمی۔ (ابو معلی الموصلی)

یا اللہ بنا قرآن کو میرے دل کی ٹھنڈک اور میری آنکھوں کی روشنی اور میری رنجیدگی کو دور کرنیوالا گرہ کھول دینے اور میرے غم کا دفع کرنیوالا۔ (ابو معلی الموصلی)

۲ اللھم انفعنا بالقراٰن العظیم وبارک لنا فی الآیات والذکر الحکیم وتقبل منا انک انت التواب الرحیم۔

یا اللہ نفع پہنچا ہمکو قرآن مجید سے اور برکت دے ہمکو قرآن کی آیتوں اور حکمت والے ذکر میں اور قبول فرما ہم سے قرآن کی تلاوت کو بیشک تو توبہ قبول فرمانیوالا مہربان ہے۔

۳ اللھم اجعل القراٰن لقلوبنا ضیاء ولابصارنا جلاء ولاسقامنا دواء ولذنوبنا ممحصا

یا اللہ بنا قرآن کو ہمارے دلوں کی روشنی اور ہماری آنکھو کے لیے سرمہ اور ہماری بیماریوں کی دوا اور ہمارے گناہوں کی معافی۔

۴ اللھم اجعل القراٰن ربیع قلوبنا وشفاء صدورنا وجلاء احزاننا وذھاب ھمومنا

یا اللہ بنا قرآن کو ہمارے دلوں کیواسطے بہار اور ہمارے دلوں کی تندرستی اور ہمارے رنج کا کھول دینا اور ہمارے

وسائقنا ودلیلنا الیک والی
جناتک جنات النعیم برحمتک
یا ارحم الراحمین ۔
(غنیۃ الطالبین)
اللھم انس وحشتی فی قبری
اللھم ارحمنی بالقرآن العظیم
واجعلہ لی اماما ونورا وھدی
ورحمۃ اللھم ذکرنی منہ
ما نسیت وعلمنی منہ ما
جھلت وارزقنی تلاوتہ
آناء اللیل وآناء النھار
واجعلہ لی حجۃ یارب
العالمین. (مصاحف مطبوعہ

غمونکا دفع ہونا اور لیجلنے والا اور رہبر
تیری طرف اور تیری نعمتوں (جنتوں)
کی طرف اپنی رحمت سے اے بڑے
مہربان رحم کرنیوالے (غنیۃ الطالبین)
یا اللہ میری قبر میں میری بیقراری کو تسکین
دے یا اللہ رحم کر مجھ پر قرآن عظیم کی
برکت سے اور بنا اسکو میرے لئے
پیشوا اور نور اور رہبر اور رحمت یا اللہ
یاد دلا مجھکو جو میں بھول گیا ہوں قرآن
میں سے اور سکھا مجھکو جو نہیں جانا میں نے
قرآن میں سے اور روزی کر مجھ کو
قرآن کی تلاوت رات دن اور بنا
اسکو میرے لئے دلیل ۔ اے عالموں کے
پروردگار یہ دعا قرآن میں لکھی ہوئی
ہے ۔ واللہ اعلم کون کون مخرج ہیں

فصل قرآن مجید سات لغات پر اترا ہے

ان ھذا القرآن نزل علی
سبعۃ احرف فاقرؤا ما
تیسر منہ (ابوداؤد)
ان جبرئیل ومیکائیل

یہ قرآن سات لغت پر نازل کیا گیا ہے
پس جو کچھ اس سے آسان ہو پڑھو ۔
(ابوداؤد)
جبرئیل اور میکائیل میرے پاس

۱۲ اتیانی فقعد جبرئیل عن یمینی ومیکائیل عن یساری فقال جبرئیل اقرأ القرآن علی حرف قال میکائیل ۲ ستزدہ حتی بلغ سبعۃ احرف وکل حرف شاف وکاف. (ن)

آئے اور جبرئیل میری داہنی طرف اور میکائیل میری بائیں جانب بیٹھ گئے پھر جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ قرآن ایک لغت پر پڑھو میکائیل نے مجھ سے کہا کہ اور زیادہ طلب کرلو تا آنکہ جبرئیل زیادہ کرتے ہوئے سات لغت تک پہنچگئے یعنی کہا کہ سات لغت پر پڑھو اور ہر ایک لغت شافی وکافی ہے ۔ (ن)

ف

سات لغات سے مراد سات قرأت ہیں مثلاً بعض قاری مالك یوم الدین پڑھتے ہیں اور بعض ملك اس مقام کی تفصیل کتاب شاطبی وغیرہ میں مذکور ہے ۔

فصل قرآن کی سات لغتوں میں سے کسی ایک لغت کو صحیح جانکر دوسروں کو غلط ٹھیرانا اور آپس میں اختلاف کرنا حرام ہے

عن بن مسعود قال سمعت رجلا قرأ وسمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ خلافہا فجئت بہ النبی صلعم

ابن مسعود سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو قرآن پڑھتے سنا اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکے خلاف پڑھتے ہوئے سنا تھا پھر میں

فاخبرته فعرفت فی وجهه الکراهة فقال کلاکما محسن فلا تختلفوا فان من کان قبلکم اختلفوا فهلکوا۔ (خ)	اس شخص کو نبی صلعم کے پاس لے آیا اور آپ کو اس امر کی خبر دی تو مجھ کو نبی صلعم کے چہرے سے ناخوشی معلوم ہوئی اور آپ نے فرمایا تم دونوں اچھا پڑھنے والے ہو۔ آپس میں اختلاف نہ کرو کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے تھے۔ (یہود و نصاریٰ) اختلاف کرکے تباہ ہو گئے۔ (خ)
انما هلك من کان قبلکم باختلافهم فی الکتاب۔ (مسلم)	جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ کتاب خدا میں اختلاف کرکے ہی ہلاک ہو گئے۔ (مسلم)

ف

یعنی ایک قاری کی قرأت کو دوسرا قاری برا نہ کہنا چاہیئے توریت و انجیل میں یہود و نصاریٰ خلاف کرکے ہلاک ہوئے۔

فصل کتابت قرآن کے آداب میں

لا تکتبوا القرآن فی حجر ولا مدر۔ (فر)	سنگ و کلوخ میں قرآن نہ لکھو۔ (فر)

فصل تعلیم و تلاوت قرآن پر مزدوری نہ لینے کا حکم

من قرأ القرآن فلیسأل الله به فانه سیجیئ اقوام یقرؤن القرآن	جو کوئی قرآن پڑھے تو اسکو چاہیئے کہ بذریعہ اسکے اللہ سے اپنی حاجتیں مانگے اور قریب

یسئلون بہ الناس۔	چند ایسی قومیں آئیں گی کہ قرآن کو پڑھیں گی اور اسکے ساتھ لوگوں سے سوال کریں گی (ت)

ف

یعنی قرآن پڑھکر لوگوں سے روپیہ طلب کریں گی چنانچہ آج کل کے بعض نڈر لوگوں نے شکم پری کے لئے یہ پیشہ اختیار کیا ہے۔

اِنْ اخذتہا اخذت قوسا من النار (ق)	اگر تو اس کو لیا ہوتا تو آگ کا طوق لیا ہوتا۔ (ق)
اِنْ اردت ان یقلدک اللہ قوسا من نار فخذھا (حم)	اگر تو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری گردن میں آگ کا طوق پہنائے تو تو اس کو لے (حم)
مَن اخذ علی القراٰن اجرا فقد یعجل حسناتہ فی الدنیا والقراٰن یخاصمہ یوم القیمۃ۔ (کشف الغمہ)	جس نے قرآن پڑھنے پر اجرت لی تو اس نے دنیا ہی میں اپنی نیکیاں جلد لے لیں اور روز قیامت قرآن اس سے خصومت کریگا (کشف الغمہ)
مَن اخذ اجرا علی القراٰن فذلک حظہ من القراٰن حل۔ (وموضوعات محمد بن طاہر)	جو کوئی قرآن پر یعنی پڑھنے پڑھانے پر اجرت لے گا تو قرآن سے اسکو وہی حصہ ملے گا۔ (حل۔ وتذکرۃ موضوعات محمد بن طاہر)
مَن قرأ القراٰن یتاکل بہ الناس جاء یوم القیمۃ ووجہہ عظم	جس کسی نے قرآن پڑھا اور اسکے ذریعہ لوگوں سے کھانا طلب کیا تو روز قیامت اس حال سے

لیس علیہ لحم (ہق)

اقرؤا القراٰن واعملوا
بہ ولا تجفوا عنہ ولا تغلوا
فیہ ولا تستکثروا بہ
(رحم)

سیجئ اقوام یقیمونہ کما
یقام القدح یتعجلونہ ولا
یتاجلونہ وقدھم۔

ثم علمہا عشرین اٰیۃ وھی
امرأتک (د)
اذھب فقد ملکتکہا بما
معک من القراٰن (خ)

آئیگا کہ اسکا منہ صرف استخواں ہوگا
ذرا گوشت اسپر نہ ہوگا۔ (ہق)

قرآن پڑھو اور اسپر عمل کرو اسکی تلاوت سے
دور نہ ہو اس میں غلو نہ کرو اور اسکو
دنیا جمع کرنیکا ذریعہ نہ ٹھیراؤ۔
(رحم)

آئندہ زمانے میں ایک قوم نکلے گی درست
کریگی قرآن کو جیسے درست کیا جاتا ہے
تیر دنیا کا متاع حاصل کرے گی یہ قوم
اس قرآن سے اور آخرت کے ثواب کو
چھوڑدیگی یہ حدیث تمام عجمیوں کی طرز پر
قرآن پڑھنے کی فصل میں مذکور ہے۔

اٹھو اور بیس آیتیں اسکو سکھلادو
اور وہ تمہاری بی بی ہے (د)
جاکہ میں بعوض قرآن کے جو تجھکو
یاد ہے اسکو تیرے ساتھ نکاح کردیا۔
(خ)

ف

مختصر خلاصہ ان دونوں کا یہ ہے کہ بی بی ام شریک نے رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا یا رسول خدا صلعم میں اپنے کو آپ کے لئے ہبہ کردیتی (آپ کی نکاح میں داخل ہونے) حاضر ہوئی ہوں یہ سنکر رسول خدا صلعم نے سر نیچا کر لیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا ایک صحابی نے فرمایا یا رسول خدا صلعم اگر آپ کو

اس بی بی کی ضرورت نہ ہو تو میرے ساتھ ان کا نکاح کر دیجئے آپ نے فرمایا بھلا تمہارے پاس کوئی چیز مہر دینے کے لئے ہے انہوں نے عرض کی کچھ نہیں آپ نے فرمایا! بھلا کچھ قرآن یاد ہے انہوں نے عرض کی ہاں فلاں فلاں سورت یاد ہے آپ نے فرمایا اچھا جاؤ اور اس عورت کو بیس آیتیں تعلیم کردو وہ تمہاری بی بی ہے اور میں نے قرآن کے عوض اسکو تمہارے ساتھ نکاح کر دیا ہے پس اس حدیث میں تعلیم قرآن پر اجرت لینے کی دلیل ہے کیونکہ جب تعلیم قرآن مہر ٹھہر سکا تو اس پر اجرت لینا بھی جائز ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم قران پر نکاح کر لینا جائز ہے۔ لیکن تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ تعلیم قرآن مہر نہیں ہو سکتی یہ حدیث ماول ہے۔

ان احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ۔ (خ)

زیادہ تر مستحق چیز جس پر تم اجرت لیں سو وہ کتاب اللہ ہے۔ (خ)

خیر ما اخذ علیہ الاجر کتاب اللہ (فر)

وہ بہتر چیز جس پر اجرت لیجاتی ہے سو وہ کتاب اللہ ہے۔ (فر)

سئل عن اجرۃ کتابۃ المصحف فقال لا باس انما ہم مصورون وانہم انما یاکلون من عمل ایدیہم (مشکوٰۃ باب الکشف)

پوچھے گئے مصحف کے لکھنے پر مزدوری لینے سے فرمایا جز این نیست کہ لکھنے والے نقش کرنیوالے ہیں وہ اپنے ہاتھ کی محنت کی اجرت لیکر کھاتے ہیں (مشکوٰۃ باب الکشف)

ف

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتابت مصحف پر اجرت جائز ہے اور سابق احادیث سے ظاہر ہے کہ تعلیم قرآن پر اجرت جائز ہے اور تلاوت قرآن پر اجرت جائز نہیں یہاں ایک اور بات قابل فہم ہے کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے نیکی کئے بعد اجرت لینا

جائز نہیں چنانچہ موسیٰ نے شعیب ع کی بکریوں کو پانی پلانیکی اجرت نہیں لی ہاں اگر
ہی نیک کام کی اجرت مقرر کرلینا جائز ہے اسی سبب سے موسیٰ نے دیوار
بنانیکی اجرت جائز رکھی ۔

فصل دار الحرب میں قرآن لیجانا درست نہیں

نھی ان یسافر بالقرآن الی ارض العدو (ق)

دشمن اہل اسلام (حربی کافروں) کے ملک میں قرآن لیجانے سے آپ نے منع فرمایا۔ (ق)

لا تسافروا بالقرآن الی ارض العدو فانی لا آمن ان یناله العدو (مسلم)

تم قرآن کو ساتھ لیکر دشمنوں کے ملک میں سفر نہ کرو کیونکہ دشمن اسکو لے لیں گے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں (مسلم)

فصل قرآن کو غیر قرآن کیساتھ ملاکر پڑھنا جائز نہیں

جردوا القرآن لیربو فیه صغیرکم ولا ینای عنه کبیرکم (مجمع البحار هدایه)

قرآن مجید کو مجرد رکھو یعنی اسکو دوسرے کلام سے مخلوط نہ کرو تا تم میں کا چھوٹا اسی میں بڑھے۔ اور تم میں کا بڑا اس سے دور نہ ہو یعنی اسکو خوب سمجھ لے۔ (مجمع البحار ہدایہ)

جردوا المصاحف۔ (هدایه)

مصحفوں کو بلا آمیزش دوسرے الفاظ کے مجرد رکھو۔ (ہدایہ)

عن ابن مسعود قال جردوا القرآن ولا تخلطوا بشیء اخرجه

مروی ہے ابن مسعود سے کہا انہوں نے بلا آمیزش رکھو قرآن کو اور مت ملاؤ اسکو

ابو عبیدۃ قال الحربی فی
غریب الحدیث قول ابن
مسعود یحتمل وجہین احدھما
جردوہ فی التلاوۃ و لا
تخلطوہ بغیرہ والثانی
جردوہ فی الخط من النقط
والتعشیر۔ (اتقان)
للسیوطی النوع السادس
والسبعین فی رسم الخط۔
ستۃ لعنتھم ولعن اللہ
ولعن کل نبی مجاب الزائد
فی کتاب اللہ الحدیث۔
(مشکوۃ باب القدر)

کسی چیز سے نکالا اسکو ابو عبیدہ کہا حربی
نے غریب الحدیث میں ابن مسعود
کے قول کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ
قرآن کے پڑھنے میں دوسری کلام کو
ملا کر نہ پڑھو۔ اور دوسرے معنی یہ کہ جدا
کرو لکھنے میں مثلاً علامات وقف
اور نشان دس آیت سے (اتقان)
للسیوطی النوع السادس والسبعین رسم
خط میں۔
چھ شخص ہیں کہ میں نے انکو لعنت کی اور
لعنت کی اللہ نے اور نبی مستجاب الدعوات
ایک ان میں کا زیادہ کرنیوالا ہے اللہ تعالی
کی کتاب میں آخر حدیث تک۔
(مشکوۃ باب القدر)

ف

شیخ عبدالحق دہلوی سفر السعادت میں لکھتے ہیں کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں چھ مقام میں سکتہ کرتے تھے پہلا سکتہ تکبیر تحریمہ کے بعد دوسرا ولا الضالین کے بعد تیسرا آمین کے بعد چوتھا قرأت تمام ہوئے بعد تکبیر رکوع کے آگے انتہی۔ ان چار سکتوں کا سبب یہی ہے کہ غیر قرآن مثلاً تکبیر۔ اور آمین۔ قرآن سے نہ ملے بعض علما جو قرآن کو تکبیر رکوع کیساتھ متصل کرتے ہیں یہ کونسی حدیث سے مستفاد ہے معلوم نہیں و باللہ التوفیق

فصل قرآن کی حفظ کرنیکی فضیلت میں

یقال لصاحب القرآن اقرأ وارتق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان منزلک عند آخر آیة تقرأها۔ (احمد وترمذی)

حافظ قرآن سے کہا جاتا ہے کہ قرآن پڑھے جاؤ اور ترتیل سے تلاوت کیجو جیسا دنیا میں ترتیل سے تلاوت کرتے تھے کہ یقیناً تمہاری منزل آخر آیت کے پاس ہے جبکو تم تلاوت کرو۔ (احمد وترمذی)

من قرأ القرآن فاستظهره فاحل حلاله وحرم حرامه ادخله الله الجنة وشفعه فی عشرة من اهل بیته کلهم قد وجبت له النار (احمد)

جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کر لیا اور اس کے حلال کو حلال اور اسکے حرام کو حرام جانا تو اللہ تعالی اس کو جنت میں داخل کریگا اور اسکے گھر والوں میں سے دس شخصوں کے حق میں شفاعت قبول کریگا۔ جو سب ایسے ہوں گے کہ ان کے لئے دوزخ کا عذاب لازم ہوگا۔ (احمد)

من قرأ القرآن فقد استدرج النبوة بین جنبیه غیر انه لا یوحی الیه لا ینبغی لصاحب القرآن ان یجد مع من جد ویجهل مع من جهل وفی جوفه کلام الله۔

جو شخص پڑھا قرآن بے شک داخل کر لیا پیغمبری کو اپنے پہلو میں مگر یہ کہ اسکی طرف وحی نہیں کیجاتی ہے نہیں سزاوار ہے صاحب قرآن کو کہ کوشش کرے کوشش کرنیوالے کیساتھ اور نادان بنے نادان بننے والے کیساتھ حالانکہ اسکے سینے میں قرآن ہے۔

الماھر بالقرآن مع السفرۃ الکرام البررۃ والذی یقرأ القرآن ویتعتع فیہ وھو علیہ شاق لہ اجران (مسلم)

قرآن کا مشتاق ایک نیک کار و بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو لوح محفوظ کے پاس لکھتے ہیں اور جو شخص قرآن کو پڑھتا ہے اور اسمیں اٹکتا ہے اور وہ اسپر شاق بھی ہے سو اسکے لئے دو اجر ہیں۔ (مسلم)

حملۃ القرآن فی ظل اللہ یوم لا ظل الا ظلہ۔

حاملان قرآن (یعنی) حافظ اللہ تعالیٰ کے زیر سایہ ہوں گے جس دن اسکے سایہ کے سوئے اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

حملۃ القرآن اولیاء اللہ فمن عاداھم فقد عادی اللہ ومن والاھم فقد والی اللہ (ف)

قرآن کے حافظ خدا کے دوست ہیں جو ان سے دشمنی رکھے وہ خدا سے دشمنی رکھتا ہے اور جو ان سے دوستی رکھے وہ خدا سے دوستی رکھتا ہے۔ (ف)

ف

ان حدیثوں میں حاملان قرآن سے قرآن پر عمل کرنیوالے بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ خواہ قرآن ان کو یاد ہو یا نہ ہو۔

یجئی صاحب القرآن یوم القیمۃ فیقول یارب حلہ فیلبس تاج الکرامۃ ثم یقول یارب زدہ فیلبس حلۃ الکرامۃ

روز قیامت حافظ قرآن آئیگا تو قرآن کہے گا پروردگار اسکو زیور پہنا تو اسکو بزرگی کا تاج پہنایا جائے گا پھر کہنے لگا اسکو اور زیادہ پہنا تو اور اسکو بزرگی کا

ثم یقول یارب ارض عنه فیرضیٰ عنه فیقال له اقرأ وارقأ ویزاد بکل آیة حسنة۔	لباس پہنایا جائے گا پھر قرآن کہیگا میرے پروردگار اس سے راضی و خوشنود ہوجا تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجا ئیگا پھر حافظ کو کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتے جاؤ اور درجہ چڑھتے جاؤ۔ اور ہر آیت کے بدل ایک نیکی مرحمت کیجائیگی۔
اٰل القرآن اٰل اللہ (خط)	حافظ قرآن دوستان خدا ہیں (خط)
اشرف امتی حملة القرآن واصحاب اللیل (ط) (کشف الغمہ)	قرآن کے حافظ اور رات میں عبادت کرنیوالے لوگ میری امت کے شرفا ہیں۔ (ط) کشف الغمہ)
اغنی الناس حملة القرآن (کر)	حافظ قرآن لوگوں میں زیادہ تر تونگر ہیں (کر)

ف

یعنی جنہوں نے اسکو ازبر کرلیا اور اس کے مطالب سمجھ لئے اور اسکے مطابق عمل درست کرلیا تو اسکو غنیٰ قلبی جسکو ہم حقیقی غنیٰ سے تعبیر کرسکتے ہیں حاصل ہوجاتی ہے واللہ اعلم۔

اھل القرآن عرفاء اھل الجنة (ک)	حافظان قرآن جنت کے سردار ہیں (ک)
اھل القرآن اھل اللہ وخاصة (ن)	حافظان قرآن دوستان خدا و خاصان خدا ہیں۔ (ن)

حامل القرآن موقی (فر)	حافظ قرآن جو اسپر عمل بھی کرتا ہو ہر ایک ہر ایک بلا سے محفوظ ہے۔ (فر)
قدموا اکثرکم قرآنا (ض)	تم میں زیادہ قرآن یاد رکھنے والے کو پیشتر رکھو۔ (ض)

ف

ایک بار جہاد میں کئی مسلمان شہید ہو گئے اور ہر ہر شہید کے لئے علیحدہ قبر کھودنا دشوار ہوا اس لئے ایک قبر میں دو چار دفن کرنے لگے اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قبر میں اول اس شخص کو رکھو جس کو قرآن بہ نسبت دوسروں کے زیادہ یاد ہو۔

قیام اللیل فریضۃ علی حامل القرآن ولو رکعتاین (د)	حافظ قرآن پر رات میں اٹھنا فرض ہے اگرچہ دو رکعتیں ہی پڑھے۔ (د)

ف

رات کو اٹھکر تہجد پڑھنا عبادت ہے پس جب وہ عبادت حافظ قرآن کے حق میں ضرور سمجھیگی تو حافظ کی فضیلت ثابت ہوئی۔

حامل القرآن دعوۃ مستجابۃ (فر)	حافظ و حامل قرآن کی دعا مقبول ہے۔ (فر)
من جمع القرآن متع اللہ بعقلہ حتی یموت (فر)	جس نے قرآن کو یاد کر لیا اللہ اسکی عقل سے نفع بخشیگا یہانتک کہ وہ مر جائے (فر)

فصل قرآن کو یاد کرنے کے طریقے میں

کان یاخذ من جبرئیل خمسا خمسا (هق)	آنحضرت صلعم جبرئیل سے پانچ پانچ آیتیں سیکھتے تھے (بیہقی)

اقرؤا القرآن خمس آیات خمس آیات فانه احفظ لکم۔

قرآن کو پانچ پانچ آیتیں پڑھو کہ اسمیں تم کو زیادہ ہوگا۔

وصل حفظ کی دعا اور دوائیں

عن ابن عباس رض انه قال بینما نحن عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ جاءه علی بن ابی طالب قال بابی انت وامی تفلتت هذا القرآن من صدری فما اجدنی اقدر علیه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا ابا الحسن افلا اعلمك کلمات ینفعك الله بهن وینفع بهن من علمته ویثبت ما تعلمت فی صدرك قال اجل یا رسول الله فعلمنی قال اذا کان لیلة الجمعة فان استطعت ان تقوم فی ثلث اللیل الآخر فانها ساعة مشهودة والدعاء

ابن عباس رض سے مروی ہے فرمایا کہ اتفاقاً ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تھے اتنے میں علی بن ابی طالب آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ قرآن مجید میرے سینے سے چھوٹ گیا میں اپنے کو اسکے حفظ پر قادر نہیں پاتا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوالحسن کیا میں تمہیں چند ایسے کلمے تعلیم نہ کروں کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے تمہیں نفع دے اور ان لوگوں کو بھی نفع بخشے جنکو تم تعلیم کرو اور جو کچھ تم سیکھو گے وہ سب تمہارے سینے میں رہے حضرت علی نے عرض کی یا رسول خدا ضرور تعلیم فرمائیے آپ نے فرمایا کہ جب شب جمعہ ہو اور رات کی پچھلی تہائی میں اٹھنا ممکن ہو تو وہ وقت ایسا ہے کہ اسمیں رات اور دن کے فرشتے

فیہا مستجاب وقد قال
اخی یعقوب لبنیہ سوف
استغفر لکم ربی یقول
حتی تاتی لیلۃ الجمعۃ
فان لم تستطع فقم فی
وسطہا فان لم تستطع
فقم فی اولہا فصل اربع
رکعات تقرأ فی الرکعۃ
الاولی بفاتحۃ الکتاب
وسورۃ یٰس وفی الرکعۃ
الثانیۃ بفاتحۃ الکتاب
وحٰم الدخان وفی الرکعۃ
الثالثۃ بفاتحۃ الکتاب
والم تنزیل السجدۃ وفی
الرکعۃ الرابعۃ بفاتحۃ
الکتاب وتبارک الملک
فاذا فرغت من التشہد
فاحمد اللہ واحسن الثناء
علی اللہ وصل علی واحسن
وعلی سائر النبیین واستغفر
للمومنین والمومنات

حاضر ہوتے ہیں اور دعا مقبول کیجاتی
ہے میرے بھائی یعقوب نے
اپنے بیٹوں سے فرمایا سوف
استغفر لکم قریب تر تمہارے لیے
بخشش مانگونگا یعنی یہ فرمایا تھا کہ ٹھیرو
تاآنکہ شب جمعہ آجائے تو اس شب میں
دعا کروں گا اگر پچھلی تہائی میں اٹھنا
ممکن نہ ہو تو نصف شب میں اٹھو اگر یہ
بھی ممکن نہ ہو تو اول رات ہی میں اٹھو
اور چار رکعتیں پڑھو پہلی رکعت میں سورۂ
فاتحہ اور سورۂ یٰس اور دوسری رکعت
میں فاتحہ اور سورۂ دخان اور تیسری میں
سورۂ فاتحہ اور سورۂ الٓمٓ تنزیل سجدہ
اور چوتھی میں سورہ فاتحہ اور سورۂ تبارک
پھر جب تم تشہد سے فارغ ہو جاؤ
اللہ تعالی تعریف کرو اور خوب ثنا کرو
اور مجھ پر اچھا درود پڑھو اور دوسرے
سب پیغمبروں پر بھی درود پڑھو اور
مومن مردوں اور مومن عورتوں
کے لیے اور تمہارے ان
بھائیوں کے لیے جو تم سے پہلے

ولاخواننا الذين سبقونا
بالايمان ثم قل في اخر ذلك
اللهم ارحمني بترك المعاصي
ابدا ما ابقيتني وارحمني ان
اتكلف ما لا يعنيني وارزقني
حسن النظر فيما يرضيك عني
اللهم بديع السموات
والارض ذا الجلال والاكرام
والعزة التي لا ترام اسألك
يا الله يا رحمن بجلالك ونور
وجهك ان تلزم قلبي حفظ
كتابك كما علمتني وارزقني
ان اتلوه على النحو الذي
يرضيك عني. اللهم بديع
السموات والارض
ذا الجلال والاكرام والعزة
التي لا ترام اسألك يا الله
يا رحمن بجلالك ونور وجهك
ان تنور بكتابك بصري
وان تطلق به لساني
وان تفرج به عن قلبي

ایمان پر مر گئے بخشش مانگو پھر اسکے
پیچھے کہو اے میرے اللہ مجھ پر رحم
فرما معصیتوں کو چھڑا دے جب تک
تو مجھکو زندہ رکھے اور مجھ پر اسبات پر
رحم فرما کہ میں ان امور میں مشقت
اٹھاؤں جو فائدہ نہیں دیتے اور مجھکو
ان باتوں میں حسن تامل نصیب کیجیو
جو مجھ سے تجھکو راضی کرائیں اے اللہ
زمین و آسمانوں کو بنانے والے
جلال و اکرام والے اے وہ عزت
والے جس کا قصد کوئی نہیں کر سکتا
اے معبود ای مہربان میں تیری جلال اور
تیری ذات کی نور کی برکت سے سوال
کرتا ہوں کہ تو میری دل کے ساتھ اپنی
کتاب مجید کا حفظ لازم کر دے جیسے
کہ تو نے مجھکو اسکی تعلیم کی اور مجھ کو یہ نصیب
فرمائیو کہ میں اس طریق پر پڑھوں جو
تجھکو مجھ سے خوشنود کرے ای اللہ
او زمین و آسمان کے بنانیوالے جلال و
اکرام والے اور ای وہ عزت والے کہ
جسکا قصد کوئی کر نہیں سکتا ای اللہ ای مہربان

وان تشرح به صدری
وان تغسل به بدنی فانه
لا یعیننی علی الحق غیرك
ولا یؤتیه الا انت ولاحول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
یا ابا الحسن تفعل ذلك ثلث
جمع او خمسا او سبعا تجب
باذن اللہ والذی بعثنی بالحق
ما اخطا مؤمنا (قط)

میں تیری جلال اور ذات کی برکت سے
یہ چاہتا ہوں کہ تو اپنی کتاب سے میری چشم
روشن کر اور زبان کو کھول اور اسکی برکت
سے میری دل کی غم کو دفع کر اور میری سینے کو
کھول اور میری بدن کو دھو کیونکہ سوائے
تیری کوئی حق پر میری مدد نہیں کرسکتا اور حق کو
تیری سوا اور کوئی ثابت نہیں کرسکتا اور
تائید و قوت خاص اللہ کیساتھ ہی جو بلند رتبہ
والا اور عظمت والا ہے یہ دعا تعلیم کرکے
نبی صلعم نے فرمایا ای ابو الحسن تم تین جمعہ
یا پانچ جمعہ یا سات جمعہ یہ عمل کرو کہ تمہاری
دعا بحکم الٰہی قبول کرلی جائیگی اس ذات
پاک کی قسم ہے جس نے مجھکو دین حق کے
ساتھ بھیجا یہ عمل کسی مومن سے خطا نہیں
کرتا۔

من اراد الحفظ فلیاکل العسل
(فر)

جو کوئی حفظ کا ارادہ کرے اسکو چاہیئے
کہ شہد کھائے۔ (فر)

فصل قرآن کی خبرگیری کرنیکی تاکید میں

انما مثل صاحب القرآن
کمثل صاحب الابل المعقلة

صاحب قرآن کا حال بھولنے اور یاد رکھنے
میں ایسا ہی جیسے چھوٹے پہنائے ہوئے

ان عاهد عليها امسكها وان اطلقها ذهب (رحمق)

اونٹوں کے مالک کا حال کہ اگر وہ انکی خبر گیری کریگا تو ان کو بہ حفاظت رکھے گا اور جو ان کو رہا کردیگا تو فرار ہو جائیں گے (رحمق)

اذا قام صاحب القرآن فقرأ بالليل والنهار ذكره وان لم يقم به نسيه (محمد بن نصر)

جب صاحب قرآن اٹھکر روز و شب اسکو تلاوت کرے تو اس کو یاد رکھیگا اگر تلاوت نہ کریگا تو بھول جائیگا۔ (محمد بن نصر)

تعاهدوا هذه المصاحف

ان قرآنوں کی خبر گیری کر لینی انکو بار بار پڑھا کرو۔

استذكروا القرآن فلهو اشد تفصيا من صدور الرجال من النعم بعقلها (ن-ت)

قرآن یاد کرو اکثر اسکی تلاوت کرو کیونکہ وہ آدمیوں کے سینے سے نکل بھاگنے میں چھٹے یعنی پابند چھوڑ کر چارپایوں کے نکل جانے سے بھی بڑھکر ہے۔ (ن-ت)

تعاهدوا هذا القرآن فوالذي نفس محمد بيده لهو اشد تفلتا من الابل في عقلها۔

اس قرآن کی خبر گیری کرو اس ذات پاک کی قسم ہے جسکی قدرت میں محمد کی جان ہے وہ (قرآن) نکل بھاگنے ہیں ان اونٹوں سے بھی تیز تر ہی جو اپنے چھوٹوں یعنی پاؤں باندھنے کی رسیوں میں بندھے ہوئے رہتے ہیں۔

تعاھدوا القراٰن فوالذی نفسی بیدہ لھو اشد تفصیا من قلوب الرجال من الابل من عقلھا۔

قراٰن کی خبر لیا کرو مجھکو اس ذات کی قسم ہے جسکی قدرت میں میری جان ہے وہ (قراٰن) آدمیوں کے سینوں سے نکل جانے میں اونٹوں کے نکل بھاگنے سے بھی تیز ہے۔

فصل قراٰن بھولنے کے وعید میں

عرضت علی اجور امتی حتی القذاۃ یخرجھا الرجل من المسجد وعرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من سورۃ من القراٰن او اٰیۃ اوتیھا رجل ثم نسیھا (د ت)

مجھ پر میری امت کے اعمال پیش ہوئے یہانتک کہ میں نے اس کچری کو بھی دیکھا جسکو کوئی آدمی مسجد سے نکال دیتا ہے اور مجھ پر میری امت کے گناہ بھی پیش ہوئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑھکر نہ دیکھا کہ کوئی آدمی قراٰن سے کسی سورت یا آیت کو یاد کیا پھر بھول گیا۔ (ت)

ما من امرأ یقرأ القراٰن ثم ینساہ الا لقی اللہ یوم القیٰمۃ اجذم (د)

جو کوئی آدمی قراٰن پڑھکر بھول جاتا ہے وہ روز قیامت جذامی ہو کر اللہ سے ملاقات کرے گا۔ (د)

من تعلم القراٰن ثم نسیہ لقی اللہ وھو اجذم۔

(منتھی الارب)

جس نے قراٰن سیکھا پھر اسکو بھول گیا تو وہ مجذومی حال میں اللہ سے ملیگا۔

(منتھی الارب)

ان عدد درج الجنۃ عدد
ای القراٰن فمن دخل الجنۃ
ممن قرأ القراٰن لم یکن فوقہ
احد ۔ (ابن مردویہ)

جنت کے درجوں کا شمار آیات قرآن کے شمار کے برابر ہے سو قرآن پڑھے ہوؤں میں سے جو کوئی بہشت میں جائیگا اس کے اوپر کوئی نہ ہوگا ۔
(ابن مردویہ)

فصل میں نے قرآن کو یا فلاں آیت کو بھولا کہنے کی کراہت

بئسما لاحدکم ان یقول نسیت
آیۃ کیت وکیت بل نسی واستذکروا
القراٰن فانہ اشد تفصیا من
صدور الرجال من النعم (ق)

تم میں سے ہر ایک کے حق میں یہ کہنا برا ہے کہ میں نے ایسی ایسی آیت فراموش کردی بلکہ اسطرح کہنا چاہیئے کہ میں وہ آیت فراموش کروا دیا گیا اور قرآن کو یاد رکھو کیونکہ قرآن آدمیوں کے سینوں سے جلد نکل جانے میں چار پایوں سے بھی بڑھکر ہے ۔ (ق)

بئسما لاحدھم ان یقول نسیت
آیۃ کیت وکیت بل ھو نسّی ۔

مسلمانوں کو ہر ایک کے حق میں یہ کہنا برا ہے کہ میں نے ایسی اور ویسی آیت فراموش کردی بلکہ وہ آیت اس سے فراموشی میں ڈالی گئی ۔

ف

میں قرآن کو فراموش کیا کہنے میں ایک نوع کی بے پروائی ہے اسلئے تاریباً اس سے ممانعت کردی گئی معروف کے صیغہ میں فعل کی نسبت

فاعل کی طرف ہوتی ہے بھولنے کی نسبت اپنی طرف کرنا مومن کے لائق نہیں۔

فصل تلاوت کے سجدوں کے بیان میں

ف

سجدۂ تلاوت کے اکثر احادیث جس سورت میں سجدہ ہے اسی سورت کی فضیلت میں مذکور ہوئے ہیں۔

کان علی یقول عزائم السجود اربع الٓمّٓ السجدۃ وحٰمٓ السجدۃ والنجم واقرأ باسم ربك (کشف الغمہ)

حضرت علیؓ کہتے تھے واجب سجدے چار ہیں الٓمّٓ السجدہ حٰمٓ السجدہ والنجم۔ واقرأ باسم ربك (کشف الغمہ)

وکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقرأ آیات السجدات فی الجہریۃ والسریۃ ویسجد قال ابوہریرۃؓ سجدت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی العشاء۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی آیات پڑھتے تھے پکار کر پڑھنے کی نمازمیں اور آہستہ پڑھنے کی نماز میں اور سجدہ کرتے تھے ابوہریرہؓ نے کہا کہ سجدہ کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشا کی نماز میں۔

وقال ابن عمرؓ سجدت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رکعۃ الاولی من صلوٰۃ الظہر وکنا نری انہ قرأ بالٓمّٓ

اور کہا ابن عمرؓ نے کہ سجدہ کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی پہلی رکعت میں ہم سمجھتے تھے کہ حضرت الٓمّٓ تنزیل السجدہ

تنزیل السجدہ -
وکان رضی اللہ عنہ یقول
لا یسجد احدکم فی اوقات
النھی فانی صلیت خلف
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وابی بکر وعمر وعثمان
فلم ارھم یسجدون حتی
تطلع الشمس او تغرب وکان
رضی اللہ عنہ اذا قرأ بالسجدۃ
بعد الصبح لا یسجد مالم یسفر
(کشف الغمہ ملخصاً)

عن ابن عباس قال سجدۃ
ص لیست من عزائم السجود
(خ)

وکان ابن عباس یقول انما
السجدۃ علی من استمع وجلس
الیھا دون من سمع -

وکان ابن مسعود رضی اللہ
عنہ یقول اذا کانت السجدۃ
فی اٰخر السورۃ فان شاء المصلی

پڑھے -

ابن عمر کہتے تھے کوئی سجدہ نہ کرے
اوقات نہی یعنی طلوع وغروب کے وقت
اور کہتے دوپہر کو میں نے نماز پڑھی ہے
حضرت رسول اللہ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان
کے پیچھے آفتاب طلوع ہونے یا غروب
ہونے تک اسکو سجدہ کرتے ہوئے میں نے
نہیں دیکھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ جب
سجدہ کی آیت پڑھتے تھے بعد صبح کے تو
سجدہ نکرتے تھے - جب تک آفتاب
روشن نہ ہوجاتا - (کشف الغمہ)

ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے
کہا کہ سورۂ صاد کا سجدہ واجب سجدوں میں
سے نہیں ہے (خ)

ابن عباس رض کہتے تھے سجدہ تو اسی شخص پر
ہے جو ارادے سے سنا اور بیٹھا اس کے
سننے کیواسطے اس شخص پر سجدہ واجب نہیں
جس نے سن لیا بے قصد -

ابن مسعود کہتے تھے جب سجدہ آخر سورت میں
ہو تو نمازی سجدہ کرلیوے پھر کھڑے
رہے اور اگر چاہے تو رکوع کرے

سجد ثم قام وان شاء رکع واجزاہ (کشف الغمہ)

یہ بدل ہوتا ہے سجدے کا۔ (کشف الغمہ)

وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ما یسمع الایۃ السجدۃ فلم یسجد ولا احد من الحاضرین (کشف الغمہ)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات سجدے کی آیت سنتے تھے اور سجدہ نہیں کرتے تھے اور نہ کوئی حاضر لوگوں میں سے سجدہ کرتا تھا۔ (کشف الغمہ)

وقرأ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یوم الجمعۃ علی المنبر سورۃ النحل حتی جاء السجدۃ فقال یا ایھا الناس انما امرنا بالسجود فمن سجد فقد اصاب ومن لم یسجد فلا اثم علیہ فان اللہ تعالی لم یفرض علینا السجود الا ان نشاء (کشف الغمہ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعے کے روز منبر پر سورہ نحل پڑھی یہانتک کہ آئے سجدہ کے پاس پس کہا اے لوگو ہم کو سجدہ کا حکم ہے جو شخص سجدہ کیا تو اچھا کیا اور جو سجدہ نہیں کیا تو اس پر گناہ نہیں اللہ تعالی فرض نہیں کیا ہم پر اس سجدہ کو ہم چاہیں تو کریں نہیں تو نہیں۔ (کشف الغمہ)

امر و حکم یہاں استحباب کے واسطے ہے سجدہ کرنا اچھا ہے نہیں کئے تو گناہ نہیں۔

وکان ابن عمر یقول انما السجد عند الذکر

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ سجدہ تو سجدہ میں پڑھنے کے وقت ہے۔

وکان الحسن یقول لیس فی السجدۃ تسلیم۔

حسن کہتے تھے نہیں ہے سجدہ میں سلام جیسا کہ نماز میں ہے۔

وکان النخعی رض یسجد ولا یسلم
وکان ابن عمر رض یقول لا یسجد
الرجل الا وھو طاھر (کشف الغمہ)

اور نخعی کہتے تھے سجدہ کرے سلام نہ کہے
ابن عمر کہتے تھے کہ بغیر باوضو ہونیکے کوئی
سجدہ نکرے (کشف الغمہ)

وکان صلی اللہ علیہ وسلم
یکبر لسجود التلاوۃ ثم یسجد
سواء کان یصلی قائما او جالسا۔
(کشف الغمہ)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تکبیر کہکر سجدہ کرتے تھے خواہ کھڑے ہو کر
نماز پڑھتے ہوتے یا بیٹھکر۔
(کشف الغمہ)

فصل سجدہ تلاوت کی بزرگی میں

اذا قرأ ابن آدم السجدۃ
فسجد اعتزل الشیطان
یبکی فیقول یا ویلہ امر ھذا
بالسجود فسجد فلہ الجنۃ
وامرت بالسجود فعصیت
فلی النار (معالم)

جب آدمی سجدہ کی آیت پڑھے اور
سجدہ کرے تو شیطان دور بھاگ جاتا ہے
اور کہتا ہے ہائے افسوس اسکو سجدہ کا
حکم ہوا اور وہ سجدہ کیا تو اس کیلئے
جنت ہے اور مجھکو سجدہ کا حکم ہوا تو
میں نے کہا نہ مانا پس میرے لئے دوزخ
ہے (معالم)

ما من عبد یسجد للہ سجدۃ
الا رفعہ اللہ بھا درجۃ
وحط عنہ بھا سیئۃ (معالم)

جو کوئی بندہ اللہ کو سجدہ کرے تو اللہ تعالے
اسکے طفیل سے ایک درجہ اسکا بڑھا دیتا ہے
اور ایک گناہ اس سے اتار دیتا ہے (معالم)

اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو
ساجد فاکثروا الدعاء (معالم)

بندہ سجدہ کرنیکے حال میں اپنے پروردگار سے
زیادہ تر نزدیک ہو جاتا ہے سو تم سجدہ میں دعا
زیادہ کیا کرو (معالم)

فصل سجدۂ تلاوت کے ضروری احکام میں

عن عمرؓ قال ان الله لم يفرض السجود الا ان نشاء (خ)

حضرت عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ اللہ نے سجدۂ تلاوت کرنا فرض نہیں گردانا مگر یہ کہ ہم چاہیں تو سجدہ کریں۔ (خ)

ف

سجدۂ تلاوت کے دلائل میں تعارض ہے بعض سے فرضیت اور بعض سے عدم فرضیت معلوم ہوتی ہے پس حکم میں ظن واقع ہوا تو دلیل ظنی سے وجوب سجدۂ تلاوت کا حکم کیا گیا فرضیت کا۔

قيل لعمران بن حصين ان الرجل يسمع السجدة ولم يجلس لها قال ارايت لو قعد لها (خ)

کسی نے عمران بن حصین سے پوچھا کہ ایک شخص بلا قصد آیت سجدہ سنا اور بیٹھا نہیں اس کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا بھلا اگر وہ شخص اسلئے بیٹھ جاتے تو کیا ہوتا تھا۔

ف

یعنی جب سجدہ بالقصد سننے والے پر واجب نہیں تو بلا قصد سننے والے پر کسطرح واجب ہوگا۔

كان ابن عباس يقول انما السجدة على من استمع وجلس لها دون من سمع (كشف الغمة)

ابن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ سجدہ اس شخص پر واجب ہے جو قصد سے سنے اور اسکے لئے بیٹھے نہ اس پر جس نے اچانک سن لیا۔ (كشف الغمة)

قال عثمان انما السجدۃ علی من استمعها (خ)

عثمانؓ نے کہا کہ سجدہ اس پر واجب ہے جو بالقصد اسکو سنا - (خ)

عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ علینا القراٰن فاذا مر بالسجدۃ کبر وسجد وسجدنا -

ابن عمر سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو قرآن پڑھکر سناتے تھے پھر جب آپ سجدہ کی آیت پر گذرتے تو اللہ اکبر بولکر سجدہ کرتے اور ہم بھی سجدہ کرتے (د)

وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ عام الفتح سجدۃ فسجد الناس کلهم منهم الراکب والساجد فی الارض حتی ان الراکب یسجد علی یدہ (د)

انہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال ایک سجدہ تلاوت فرمایا اور سجدہ کیا تو سب لوگوں نے بھی سجدہ کیا ان میں سوار بھی تھے اور زمین پر سجدہ کرنیوالے بھی تا آنکہ سوار اپنے ہاتھ پر سجدہ کرتا تھا - (د)

وعنہ قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومع ابی بکر وعمر وعثمان فلم یسجدوا حتی تطلع الشمس (د)

انہیں سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور ابوبکر وعمر اور عثمانؓ کے ساتھ بھی نماز گزاری ہے تو وہ سجدہ تلاوت نہ کرتے تھے تا آنکہ آفتاب طلوع ہو جاتا - (د)

ف

یعنی میں ان سب بزرگوں کی صحبت میں رہا اور ان کے اعمال دیکھے مگر کوئی ان میں کا آفتاب نکلنے سے پہلے سجدہ تلاوت نہ کرتا تھا۔

كان ابن مسعود رضی اللہ عنہ يقول اذا كانت السجدة في اٰخر السورة فان شاء المصلي سجد ثم قام فقرأ وان شاء ركع واجزأ۔ (کشف الغمہ)

ابن مسعودؓ کہا کرتے تھے کہ جب سجدہ آخر سورت میں ہو تو مصلی کو اختیار ہے اگر چاہے تو سجدہ کر کے کھڑا ہو جائے اور دوسری سورت پڑھ دیا اگر چاہے تو رکوع کرے اور یہ رکوع اسکو کافی ہو جائے گا۔ (کشف الغمہ)

وكانت عائشة رض اذا قرأت اٰية السجدة وهي جالسة تقوم ثم تسجد (کشف الغمہ)

بی بی عائشہؓ جب بیٹھکر آیت سجدہ تلاوت کرتیں تو کھڑے ہوجاتیں پھر سجدہ کرتی تھیں (کشف الغمہ)

كان صلى الله عليه وسلم يقول للذي لم يسجد انت امامنا فلو سجدت لسجدنا (کشف الغمہ)

جو شخص سجدہ کی آیت تلاوت کرکے سجدہ نکرتا تھا حضرت صلعم اس سے فرماتی تھے کہ تو ہمارا امام ہے اگر تو سجدہ کرے تو ہم بھی کریں۔ (کشف الغمہ)

عن الزهري اذا سجدت وانت في حضر فاستقبل القبلة فان كنت راكبا فلا عليك حيث وجهك (رخ)

زہری سے روایت ہے کہ جب تم سجدہ کرو گے حضر میں رہکر تو قبلہ رخ منہ کرو اگر تم سوار ہوں تو جس طرف تمہارا منہ ہو تم پر کچھ گناہ نہیں (رخ)

کان الحسن یقول لیس فی السجدۃ تسلیم (کشف الغمہ)

جناب حسن کہتے تھے کہ سجدۂ تلاوت میں سلام نہیں ہے۔ (کشف الغمہ)

کان النخعی یسجد ولا یسلم (کشف الغمہ)

ابراہیم نخعی سجدۂ تلاوت کرتے تھے مگر سلام نہیں پھیرتے تھے (کشف الغمہ)

قال الزھری لا تسجد الا وانت طاھر۔ (خ)

زہری نے کہا کہ بغیر وضو کے سجدہ نہ کرو (خ)

کان ابن عمر یقول لا یسجد الرجل الا وھو طاھر۔ (کشف الغمہ)

ابن عمر کہتے تھے کہ آدمی سجدہ نہ کرے مگر جب کہ باوضو ہو۔ (کشف الغمہ)

فصل سجدہ تلاوت کی دعاؤں میں

کان یقول فی سجود القرآن باللیل سجد وجھی للذی خلقہ وشق سمعہ وبصرہ بحولہ وقوتہ (د ت س)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سجدہ تلاوت قرآن میں فرماتے تھے سجد وجھی الذی خلقہ وشق سمعہ وبصرہ بحولہ وقوتہ یعنی میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کو بنایا اور اس کے کان اور آنکھ کو کھولا (د ت س)

عن ابن عباس قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی رأیتنی

ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک مرد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ

اللیلة و انا نائم کانی اصلی خلف شجرة فسجدت فسجدت الشجرة لسجودی فسمعتها وھی تقول اللھم اکتب لی بھا عندك اجرا وضع عنی بھا وزرا واجعلھا لی عندك ذخرا وتقبلھا منی کما تقبلتھا من عبدك داؤد فقرأ النبی صلعم سجدة ثم سجد فسمعته وھو یقول مثل ما اخبرہ الرجل عن قول الشجرة (ت)

میں نے آج کی رات میں سوتے ہوئے اپنے کو دیکھا گویا میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں پھر میں نے سجدہ کیا تو اس درخت نے میرے سجدہ کرنے سے آپ بھی سجدہ کیا اور میں یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا

اللھم اکتب لی بھا عندك اجرا وضع عنی بھا وزرا واجعلھا لی عندك ذخرا وتقبلھا منی کما تقبلتھا من عبدك داؤد (ابن عباس کہتے ہیں کہ) پھر نبی علیہ السلام نے سجدہ کیا ایک آیت پڑھی اور سجدہ کیا اور میں نے آپ کو سجدہ میں ویسا ہی کہتے ہوئے سنا جیسے اس مرد نے درخت کی دعا کی خبر دی تھی۔ (ت)

ف

ترجمہ دعا کا یہ ہے اے اللہ درعوض اس سجدہ کے تو میرے لئے اپنے پاس اجر عظیم دے اور اس کے بدلے میں مجھ سے گناہ اتار اور اسکو میرے حق میں اپنے پاس ذخیرہ بنا رکھ اور اس کو مجھ سے قبول فرما جیسے اپنے نبی داؤد سے قبول فرمایا۔

وقال فی کشف الغمہ بعد بعض اختلاف الالفاظ فی الروایۃ فکان صلی اللہ علیہ وسلم بعد ذلک اذا سجد قال فی سجودہ مثل الذی اخبرہ الرجل من قول الشجرۃ ۔

کشف الغمہ میں بعد بعض اختلاف الفاظ کے اس روایت میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد سننے اس قصہ کے کہ جب سجدہ کرتے تھے تو سجدہ میں اس دعا کے مانند پڑھتے جس کی خبر اس شخص نے درخت کے کہنے سے دی تھی ۔

اللھم اکتب لی عندک بہا ذکرا واجعل لی عندک بہا ذخرا واعظم لی بہا اجرا (۱۲ دعوات الکبیر للبیہقی)

یا اللہ لکھ میرے واسطے اپنے نزدیک اس سجدہ سے ذکر اور ٹھیرا میرے لئے اپنے پاس ذخیرہ اور بزرگ کر میرے لئے اس سجدہ کے سبب ثواب (۱۲ دعوات الکبیر للبیہقی)۔

ربی انی ظلمت نفسی فاغفرلی (مظاہر حق ۱۲)

یا اللہ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے تو مجھکو بخش ۔ (مظاہر حق ۱۲)

سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ۔ ۱۲ تفسیر جمل کانہ استنبط من قولہ تعالی سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا (تفسیر جمل)

پاک ہے ہمارا پروردگار بیشک ہی ہمارے پروردگار کا وعدہ ایفا ہونے والا ۱۲ تفسیر جمل ۔ یہ تسبیح چن لی گئی ہے (سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا) سے

ترجمہ ہم پاکی بیان کرتے ہیں ہمارے رب کی بے شک اسکا وعدہ پورا ہونیوالا ہے ۔ تفسیر جمل ۔

سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ (تفسیر جلالین)	ترجمہ۔ پاکی بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی اسکی تعریف کیساتھ (تفسیر جلالین)
کانہ استنبط من قولہ تعالیٰ خروا سجدا وسبحوا بحمد ربھم	یہ تسبیح نکالی گئی ہے (خروا سجدا وسبحوا بحمد ربھم) سے
سبحان ربی الاعلیٰ ثلثا۔ کانہ مستنبط من قولہ تعالیٰ ویسبحونہ ولہ یسجدون (کتب فقہ ۱۲)	میں اپنے رب کی پاکی بیان کرتا ہوں یہ تین مرتبہ کہنا یہ لیا گیا ہے اللہ کے قول سے۔ ویسبحونہ ولہ یسجدون

ترجمہ۔ فرشتے اسکی تسبیح کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔

اللھم لک سجد سوادی وبک امن فوادی اللھم ارزقنی علما ینفعنی وعملا یرفعنی ھکذا یقول عمرؓ فی السجود۔ (مظاہر حق)	یا اللہ سجدہ کیا تیرے لئے میرے دل کا گوشت پارہ اور ایمان لایا تجھ پر میرا دل یا اللہ عطا کر مجھکو نفع دینے والا علم اور بلند درجہ کرنے والا عمل ایسا ہی کہتے عمرؓ سجدے میں (مظاہر حق)

فصل اشاعت قرآن کی تاکید میں

یا اھل القراٰن لا تتوسدوا القراٰن واتلوہ حق تلاوتہ اناء اللیل والنھار وافشوہ وتغنوہ وتدبروا مافیہ لعلکم تفلحون ولا تعجلوا ثوابہ فان للہ ثوابا۔ (حق)	ای اہل قرآن تم قرآن کو بالین تکیہ بناؤ یعنی اسکی قرأت سے غافل نہ رہو اور اسکو روز و شب کی ساعتوں میں تلاوت کرو جیسی اسکی تلاوت کا حق ہے اور اسکی اشاعت کرو اور خوش الحانی سے اسکو پڑھو اور ان باتوں میں کہ اس کے درمیان ہیں غور کرو کہ تمہارا بھلا ہو

اور اسکی اجرت دنیا میں جلد طلب کرو
کیونکہ آخرت میں اسکا بڑا اجر ہے (بیہقی)

فصل قرآن مجید سیکھنے اور سکھانیکے ثواب میں

تعلموا القران فاقرؤه فان مثل القران لمن تعلم فقرأ وقام به كمثل جراب محشو مسكا تفوح ريحه كل مكان ومثل من تعلمه فرقد وهو في جوفه كمثل جراب اوكي على مسك (ترمذی)

قرآن سیکھو اور اس کو تلاوت کرو کیونکہ جسنے قرآن سیکھا اور پڑھا اور اسکے موافق عمل کیا اس کے حق میں قرآن کی مثال ایسی ہے جیسی مشک سے بھری ہوئی تھیلی کہ ہر جگہ اسکی خوشبوئی مہکتی ہے اور جس نے اسکو سیکھا اور سو رہا اور وہ قرآن اس کے شکم میں ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے مشک کی وہ تھیلی جسکا سر باندھا گیا ہے (ترمذی)

من تعلم اية من كتاب الله استقبله يوم القيمة يضحك في وجهه.

جس نے کتاب اللہ کی ایک آیت بھی سیکھی تو کتاب اللہ روز قیامت اس کے سامنے ہنستے ہوئے آئیگا

افضلكم من تعلم القران وعلمه (ک)

تم میں کا بہتر شخص وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور سکھایا۔ (ک)

خيركم من تعلم القران وعلمه (خ)

اچھا تمہارے میں کا وہ شخص ہی جسنے سیکھا قرآن اور سکھایا (خ)

لان تغدو فتعلم آية من كتاب الله خير لك من ان تصلي مائة ركعة ـ

تیرا صبح کو جانا اور کتاب خدا کی ایک آیت سیکھنا تیرے حق میں سو رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

ايكم يحب ان يغدو كل يوم الى بطحان او الى العقيق فياتي منه بناقتين كوماوين في غير اثم ولا قطع رحم فقلنا يا رسول الله كلنا نحب ذلك قال افلا يغدو احدكم الى المسجد فيعلم او يقرأ آيتين من كتاب الله خير له من ناقتين وثلث خير له من ثلث واربع خير له من اربع ومن اعدادهن من الابل (مسلم)

کون تم میں کا یہ چاہتا ہے کہ ہر روز بوقت صبح مقام بطحان یا مقام عقیق کو جائے اور بغیر مرتکب معصیت ہونے اور قطع رحم کرنے کے بزرگ کوہان والی دو اونٹنیاں لائے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ہم سب چاہتے ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی مسجد کو جاکر کتاب اللہ کی دو آیتیں تعلیم کرے یا پڑھے تو اس کے حق میں دو اونٹنیوں سے بہتر ہے اور تین آیتیں تین اونٹنیوں سے بہتر ہے اور چار چار سے اسیطرح آیتوں کا ہر عدد اونٹوں کی عدد سے بہتر ہے (مسلم)

يا اباذر لان تغدو فتعلم آية من كتاب الله خير لك من ان تصلي مائة ركعة ولان تغدو فتعلم بابا من العلم عمل به او لم يعمل

اے ابوذر تمہارا صبح کو جاکر کتاب اللہ کی ایک آیت سیکھنا تمہاری حق میں سو رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور صبح کو جاکر علم دین کا ایک مسئلہ تعلیم کرنا خواہ اس پر عمل کیا جائے

خیر من ان تصلی الف رکعۃ (ابن ماجہ)

یا نہ ہزار رکعت نماز پڑھنے سے بڑھکر ہے۔ (ابن ماجہ)

ان من خیارکم من تعلم القرآن وعملہ (کر)

تم میں کے بہتر لوگوں سے وہ شخص ہے جو قرآن کو سیکھتا اور سکھاتا ہے (کر)

تعلیم العلم کفارۃ الکبائر وتعلیم القرآن زیادۃ فی الدین (فر)

علم کی تعلیم کرنا کبیرہ گناہوں کا کفارہ ہے اور قرآن کی تعلیم کرنا زیادتی دین کا موجب ہے (فر)

خیارکم من قرأ القرآن واقرأہ (ابو حریض)

تم میں کے بہتر وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کو پڑھا اور پڑھایا (ابوحریض)

من علم آیۃ من کتاب اللہ کان لہ ثوابہا ما تلیت۔ (خ)

جس نے کتاب اللہ کی ایک آیت بھی تعلیم کی تو جب تک وہ پڑھی جائیگی اس کا ثواب پڑھانیوالے کو ملے گا (خ)

بلغوا عنی ولو آیۃ (حم)

(میری طرف سے) میری امت کو قرآن پہنچاوو اگرچہ ایک ایت ہی سہی (حم)

من علم ابنہ القرآن نظراً غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر ومن علمہ ایاہ ظاہراً بعثہ اللہ یوم القیمۃ علی صورۃ القمر لیلۃ البدر

جس نے اپنے بیٹے کو قرآن کا دیکھکر پڑھنا تعلیم کر دیا اللہ اس کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو معاف کر دیگا اور جو اسکو ازبر تعلیم کر دیگا تو اللہ تعالیٰ اسکو چودھویں شب کے چاند کی صورت پر اٹھائے گا

ويقال لابنه اقرأ فكلما
قرأ آية رفع الله الاب
بها درجة حتى ينتهى الى
آخر ما معه من القرآن
(جمع الفوائد)

اور اس کے بیٹے سے کہا جائیگا کہ قرآن
پڑھ جب وہ ایک ایک آیت پڑھتا
جائیگا تو اللہ اس کے بدلے میں اسکے
باپ کا ایک ایک درجہ بلند کریگا یہانتک
کہ جو کچھ قرآن اسکو یاد ہے اسے ختم کرے۔
(جمع الفوائد)

قال انس بن مالك رضـ من جملة
ما ينتفع به العبد بعد
موته ان يترك ولدا اعلمه
القرآن والعلم (رد المحتار)
اراد عمر بن الخطاب ان يكتب
السير فاستخار الله شهرا
فاصبح وقد عزم له ثم قال
انى ذكرت قوما كانوا
قبلكم كتبوا كتابا فاقبلوا
عليه وتركوا كتاب الله
(تاريخ الخلفاء)

انس بن مالک رضـ نے فرمایا ہے جن چیزوں
سے بندہ مرجانیکے بعد نفع پاتا ہے منجملہ
انکے یہ ہے کہ کوئی ایسا فرزند چھوڑ جائے
جسکو علم و قرآن کی تعلیم کی ہو۔ (رد المحتار)
حضرت عمر رضـ نے یہ ارادہ کیا کہ سیر لکھے
تو انہوں نے مہینہ بھر استخارہ کیا اور اسکا
عزم مصمم کرلیا بعد کہا کہ مجھکو اس قوم کا حال
یاد آگیا جو تم سے پہلے تھی کہ اس نے
قصوں کی ایک کتاب لکھی اور اسی کیطرف
متوجہ ہوکر اسکی تعلیم و درس میں لگ گئی
اور کتاب خدا چھوڑ دی اس لئے مجھکو
اندیشہ ہوگیا کہیں امت مرحومہ بھی ایسی
نہ بن جاسے (تاریخ الخلفاء)

ف

حضرت عمرؓ کا یہ خیال امت مرحومہ پر خوب راست آیا ہے کہ بہت لوگ فارسی انشاء

وحکمت ومنطق وغیرہ کے کتب کی تحقیقات میں مشغول ہوکر قرآن کی تحقیق نظم معانی سے بالکل غافل ہیں چنانچہ مقدمہ میں مذکور ہوا۔

اذا قرأ الرجل القرآن واحتشى من احاديث رسول الله وكانت هنالك غريزة كان خليفة من خلفاء الانبياء (رافعی)

جب کوئی شخص قرآن کو پڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں کو جمع کرے درحالیکہ اس جگہ وہ نایاب ہوں تو وہ شخص انبیا کے خلفاء میں ہوگا۔ (رافعی)

فصل غیر سے قرآن سننے اور قرآن کو دیکھنے کی خوبی میں

انی احب ان اسمعه من غیری (ت)

میں یہ چاہتا ہوں کہ قرآن دوسرے سے سنوں (ت)

من استمع الى اية من كتاب الله كانت له نورا۔ (اخرجه الدارمی)

جو شخص سنا ایک آیت اللہ کی کتاب سے ہوگا اس کے واسطے ثواب۔ (نکالا اسکو دارمی نے)

من استمع الى آية من كتاب الله كانت له حسنة مضاعفة (جمع الفوائد)

جو کوئی کتاب اللہ کی ایک آیت سنیگا تو اسکے لئے دوچند نیکی حاصل ہوگی (جمع الفوائد)

ان الذی یقرأ القرآن له اجر وان الذی یستمع له اجران (رواه الدارمی)

جو قرآن پڑھتا ہے اس کے لئے ایک اجر ہے اور جو قرآن سنتا ہے اسکے لئے دو اجر ہیں (روایت کیا اسکو دارمی نے)

النظر فی کتاب اللہ عبادۃ (فر)

کتاب اللہ میں دیکھنا بھی عبادت ہے (فر)

فصل غیر امام کی قرأت کو کان لگا کر سننا واجب نہیں

کان ابو عبیدۃ وابن عمرؓ یجلسان یتحدثان والقرآن یقرأ فلا یصغون الیہ فقیل لهما الیس اللہ تعالی یقول واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا فقالا جمیعًا انما ذلك فی الصلوٰۃ المکتوبۃ حین یقرأ الامام وفی الخطبۃ حین یخطب (کشف الغمہ)

حضرت ابو عبیدہؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ قرآن پڑھے جانے کے وقت بیٹھکر باتیں کیا کرتے تھے اور قرآن کی طرف کان نہیں لگاتے تھے کسی نے ان سے کہا کیا اللہ تعالی قرآن میں نہیں فرماتا جب قرآن پڑھا جائے تو اسکو سنو اور خاموش رہو پھر آپ کیوں باتیں کیا کرتے ہیں ان دونوں نے فرمایا کہ آیت کا یہ فرض نماز میں ہے جب امام قرأت جہر سے پڑھتا ہے اور خطبہ میں ہے جب وہ خطبہ پڑھتا ہے۔ (کشف الغمہ)

تذییل غیر سے قرآن سننے کا استحباب

انی احب ان اسمعہ من غیری (ت)

میں دوست رکھتا ہوں کہ قرآن اپنے غیر سے سنو (ت)

من استمع الی اٰیۃ من کتاب اللہ کانت لہ حسنۃ مضاعفۃ (جمع الفوائد)

جو کوئی کتاب اللہ کی ایک آیت بھی سنے گا تو اسکے لئے دوچند نیکی حاصل ہوگی (جمع الفوائد)

فصل قرآن مجید پر عمل کرنیکی خوبی و تاکید اور اس کا خلاف کرنے پر وعید شدید

مَن تعلم کتاب اللہ ثم اتبع مافیہ ھداہ اللہ بہ من الضلالۃ و وقاہ اللہ من شر الحساب۔

جس نے قرآن کو سیکھا اور جو احکام اس میں ہیں سو انکا تابع بھی ہو گیا تو اللہ اس کے ذریعہ سے اس شخص کو گمراہی سے راہ راست پر لائیگا اور روز قیامت حساب و کتاب کے شر سے بچا لیگا۔

اِنّ ھذا القراٰن سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم فتمسکوا بہ۔

یہ قرآن مجید ایک رسی ہے ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور ایک سرا تمہارے ہاتھ میں پس تم اسکو مضبوط پکڑ لو۔

اِقرؤا القراٰن واتبعوا مافیہ۔ (فر)

قرآن پڑھو اور ان احکام پر عمل کرو جو اسمیں ہیں۔ (فر)

مَن اقتدی بکتاب اللہ لا یضل فی الدنیا ولا یشقی فی الاخرۃ۔

جو کوئی کتاب اللہ کی اقتدا کرے وہ نہ دنیا میں گمراہ ہوگا نہ آخرت میں محروم ہوگا۔

اِنی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی۔

میں نے تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ دی ہیں کہ اگر تم اس کو لوگے یعنی مطابق اس کے عمل کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے خدا کی کتاب اور میری عترت یعنی میری اہل بیت۔

انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھا (ترمذی)

میں تم میں دو چیز چھوڑ جاتا ہوں اگر تم ان کو نہ چھوڑو گے تو راہ ہدایت ہرگز بے بھولوگے ان میں کی ہر ایک چیز دوسرے سے عظمت میں فائق ہے ایک تو کتاب اللہ ہے اور وہ ایک رسی ہے جو آسمان سے زمین تک دراز کر دی گئی ہے دوسری میری عترت ہے یہ دونوں جدا نہ ہوں گے تاآنکہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے تم غور و فکر کرو کہ میرے بعد ان دونوں چیزوں میں کس طرح رہو گے یعنی ان کا حق ضائع کروگے یا پورا کروگے (ترمذی)

اقرؤا القرآن واتبعوا ما فیه (فر)

قرآن پڑھو اور ان احکام کے تابع ہو جاؤ جو اس میں ہیں۔ (فر)

دوروا مع کتاب اللہ حیثما دار (ک)

کتاب اللہ کے موافق چلو جہاں وہ جائے (ک)

ف

یعنی قرآن جو راستہ بتلائے اس پر عمل کرو اس کے خلاف مت کرو۔

یا حامل القرآن تزین به یزینک اللہ (فر)

اے حافظ قرآن قرآن کے ساتھ آراستہ ہو جا کہ اللہ بھی تجھکو آراستہ کریگا۔ (فر)

ف

یعنی مطابق قرآن کے عمل کر کہ اللہ تعالیٰ تجھکو یہ برکت اس عمل کی زینت و رونق بخشیگا۔

کان خلقه القران (رحم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے۔ (رحم)

قال علی بن ابیطالب یاحملة القران اعملوا به۔

علی بن ابی طالب رضؓ نے فرمایا کہ اے حاملان[1] قرآن اس پر عمل کیا کرو۔

لم یتل القران من لم یعمل به ولم یبر والدیه من احد النظر الیها اولئك براء منی وانا منهم بریٔ۔ (کشف الغمه)

نہیں پایا قرآن کو جس نے اسپر عمل نہیں کیا اور ماں باپ کا حق ادا نہیں کیا جو تیز نظر کیا ان کی طرف یہ لوگ مجھ سے دور ہیں اور میں ان سے دور (کشف الغمہ)

کان الفضل بن عیاض ؒ یقول ان حملة القران یسئلون یوم القیٰمة عما یسئل عنه الانبیاء علیهم السلام یعنی یسئلون عن العمل بالقران وغیره کاملا لانهم مأمورون ان لا یخلو منه بحکم واحد (تنبیه المغترین)

فضل بن عیاضؒ فرماتے تھے کہ جن باتوں کا سوال پیغمبروں سے ہوگا حاملان قرآن سے بھی ان باتوں کا سوال ہوگا یعنی حاملان قرآن سے قرآن وغیرہ پر پورا پورا عمل کرنے کا سوال ہوگا کیونکہ انہیں اسبات کا حکم ہوا ہے کہ قرآن کے ایک حکم میں بھی خلل نہ کریں۔ تنبیہ المغترین

[1] حاملان قرآن سے حافظ اور اسکو پڑھکر اسکی معنی سمجھنے والے سب مراد ہو سکتے ہیں۔

وکان ابو سلیمان الدارانی رحمہ اللہ تعالیٰ یقول الزبانیۃ الی حملۃ القراٰن اسرع منہم الی عبدۃ الاوثان لکونہم خالفوا ما حملوا۔	ابو سلیمان دارانی کہتے تھے کہ دوزخ کے پیادے جس قدر بت پرستوں کی طرف دوڑیں گے اس سے زیادہ حاملان قرآن کی طرف ان کو پکڑنے کیلئے دوڑیں گے قرآن کے خلاف عمل کرنے کے سبب سے۔

فصل قرآن میں جدال یعنی جھگڑنا حرام ہے

نہی عن الجدال بالقراٰن۔ (السنجری)	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کیساتھ بقصد ابطال حق جدال کرنے سے منع فرمایا۔

ف

یعنی امرِ حق کے باطل کرنے کے لئے اپنی ناقص اور اٹکل رائے کے مطابق قرآن میں تاویل رکیک کرکے اس کو اپنی دلیل ٹھیرانا اور احقاق حق کرنے والوں کے مقابلہ میں اسکو دستاویز گردانا ممنوع و حرام ہے۔

لا تجادلوا فی القراٰن فان الجدال فیہ کفر (طیا)	قرآن میں جدال نہ کرو کیونکہ اس میں جدال کرنا حرام ہے۔ (طیا)

ف

یعنی اگر قرآن کی کسی آیت و جملے کے معنی اگر آپ کو معلوم نہوں تو اپنی اٹکل سے اس میں معنی ٹھانا اور اس کے معنی جاننے والوں سے جھگڑنا منجر بکفر ہے۔

فصل قرآن کی کسی آیت وحکم کا انکار کرنا یا اس میں شک کرنا کفر ہے

من جحد اٰیۃ من القراٰن فقد حل ضرب عنقہ (فر)	جس نے قرآن کی ایک آیت کا بھی انکار کیا تو اسکی گردن مارنا حلال ہوگیا۔ (فر)
من کذب باٰیۃ من القراٰن فقد کفر (ط)	جو کوئی قرآن کی ایک آیت بھی جھٹلائیگا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ (ط)
من کفر باٰیۃ فقد کفر۔	جس نے ایک آیت کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔
المراء فی القراٰن کفر (د ک)	قرآن کے کلام خدا ہونے میں شک کرنا کفر ہے۔ (د ک)
لا تماروا فی القراٰن فان المراء فیہ کفر (ح)	قرآن میں شک نہ کرو کیونکہ اس میں شک کرنا کفر ہے۔ (ح)
ما اٰمن بالقراٰن من استحل محارمہ (جمع الفوائد)	وہ شخص قرآن پر ایمان نہیں لایا جس نے اس کے حرام تبلائے ہوئے چیزوں کو حلال جانا (جمع الفوائد)

فصل قرآن مجید غیر مخلوق ہے

قراٰنا عربیا غیر ذی عوج غیر مخلوق (فر)	(آیۂ قرآنا عربیا غیر ذی عوج) میں غیر ذی عوج سے غیر مخلوق مراد ہے۔ (فر)

ف

پس اس تفسیر پر مطلب آیت کریمہ کا یہ ہوا کہ قرآن غیر مخلوق یعنی دوسری مخلوقات آسمان وزمین کے جیسا عدم سے وجود میں لایا ہوا نہیں یہ اللہ تعالی کی صفت قدیم ہے ۔

القرآن کلام اللہ غیر مخلوق ومن قال مخلوق فاقتلوہ۔ (فر)	قرآن کلام خدا ہے مخلوق نہیں اور جو اس کو مخلوق کہے اسکو قتل کرو (فر)
القرآن کلام اللہ غیر مخلوق ومن قال غیر ذلک فقد کفر (فر)	قرآن کلام اللہ غیر مخلوق ہے اور جو اس کے سوائے (اسکو مخلوق) کہے گا کافر ہوگا۔ (فر)
القرآن کلام اللہ ولیس منہ شئ مخلوق (فر)	قرآن کلام خدا ہے اس میں سے کچھ بھی مخلوق نہیں (فر)
القرآن کلام اللہ وسائر الاشیاء خلقہ ۔ (فر)	قرآن کلام اللہ ہے اور دوسری سب چیزیں اسکی مخلوق ہیں ۔ (فر)

فصل قیامت کے قریب قرآن اٹھالیا جائیگا

لا تقوم الساعۃ حتی یرجع القرآن من حیث جاء (بز)	قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ قرآن وہاں واپس چلا جائے جہاں سے آیا ہے ۔ (بز)

ف

یعنی قریب قیامت کفر وضلالت بکثرت پھیل جائیگی اور زمانہ اس لائق نہ ہوگا کہ قرآن

اس میں رہے لہذا خدائے تعالیٰ قرآن کو سینوں سے بھلا دیگا اور یہی اس کا اٹھالیجانا ہے۔ اگر مصحفوں کا اٹھالیجانا مراد ہو تو بھی بنظر اعزاز قرآن مستبعد نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تابوت سکینہ اور بیت المعمور کو آسمان پر اُٹھالیا ہے اور مصحف ان دونوں سے کہیں فائق ہے پس اگر وہ اٹھا لیا جائے تو کیا تعجب ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔

لا تقوم الساعۃ حتی یرفع الرکن والقرآن (سنجری)

قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ حجر اسود اور قرآن اٹھالئے جائیں (سنجری)

فصل قرآن مجید کی تفسیر سے متعلق امور کا بیان

القرآن ذو وجوہ فاحملوہ علی احسن وجوھہ (فر)

قرآن مجید کئی مضمون والا کلام ہے سو اسکو اس کے بہترین معنی پر عمل کرو (فر)

ف

یعنی قرآن مجید میں کئی معنوں کا احتمال ہوتا ہے اور ان معنوں میں مراد بہترین معنی ہونگے یعنی وہ معنی جو دلائل قویہ صحیحہ سے موئد ہوں۔

من قال فی القرآن برائہ فلیتبوأ مقعدہ من النار (حم ت)

جو کوئی قرآن میں اپنی اٹکل سے تفسیر کرے تو اسکو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالیوے (حم ت)

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ (ت)

جو کوئی قرآن کی تفسیر میں بغیر علم کے کچھ کہے تو اپنا مقام دوزخ میں مقرر کرلیوے۔ (ت)

من فسر القرآن برائہ وھو علی وضوء فلیعد وضوءہ (فر)

جس نے اپنے قیاس سے قرآن کی تفسیر کی اور اسکو وضو تھا تو اسکو اپنا وضو بار ثانی کرنا چاہیئے (فر)

من قال فی القران برایٔه فاصاب فقد اخطاء (فر)

جس نے قرآن میں اپنی عقل سے کچھ مطلب بیان کیا اور درست بھی کہا تو اس نے خطا ہی کیا۔ (فر)

قال ابوبکر ای سماء تظلنی وای ارض تقلنی اذا قلت فی کتاب اللّٰہ بغیر علم قاله اذ اسئل عن قوله تعالی وفاکهة وابا (خازن)

ابوبکر صدیق نے کہا کونسا آسمان مجھپر سایہ کرے گا اور کونسی زمین مجھ کو اٹھائے گی جب میں اللہ تعالی کی کتاب بغیر علم کے بیان کروں یہ کہا جبکہ پوچھے گئے معنی وفاکهة وابا کے۔ (خازن)

نعم ترجمان القران انت یعنی ابن عباس (رض)

تم قرآن کے کیا ہی خوب بیان کرنیوالے ہو (ای ابن عباس) (رض)

علی مع القران والقران مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض (تاریخ الخلفاء)

علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کیساتھ وہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہانتک کہ نہر کوثر پر میرے پاس آئیں گے (تاریخ الخلفاء)

ف

یعنی جناب علیؓ معانی قرآن میں اعلی درجہ کا کمال رکھتے ہیں ان کی ہر ہر تفسیر اور ہر ایک نکتہ رسی نہایت ٹھیک و درست ہوتی ہے اسی وجہ سے ان کا ہر عمل بھی صحیح اور مطابق قرآن ہوجاتا ہے گویا وہ دونوں ایک ہیں ایک ان میں کا دوسرے سے جدا ہوتا ہی نہیں۔

انک تقاتل علی القران کما

اے علی تم معانی حقہ قرآن کی ثابت

قاتلت علی تنزیلہ (تاریخ الخلفا)

کرنی یہ جہاد کرو گے جیسے اس کو منجانب اللہ اترنے کے اثبات پر جہاد کیا ہے۔
(تاریخ الخلفاء)

ف

یعنی جس طرح تم نے قرآن منجانب اللہ ہونے کا انکار کرنے والوں سے جہاد کیا اور اس کا منجانب اللہ ہونا ثابت کر دیا ہے اسیطرح ان کے معنوں میں غلطی کرنیوالوں سے جہاد کرکے صحیح معنی ثابت کر دوگے چنانچہ جب خوارج نے طرفین سے اصلاح کے لئے حکم مقرر کرنے کے ابطال میں آیت ان الحکم الا للہ کو دستاویز گروان کے یہ دعویٰ کیا کہ حکم اللہ کے سوائے اور کسی کو نہیں اور اس تھوڑی سی بات پر حضرت علی سے جدا ہو گئے تو حضرت علی نے ان سے جہاد کرکے ان کو نیست و نابود کر دیا اور ان کے استدلال کے جواب میں فرمایا۔ کلمۃ حق ارید بھا الباطل۔ یعنی وہ آیت تو حق ہے مگر وہ گمراہ لوگ اس سے باطل معنی سمجھے ہیں۔

الیھود مغضوب علیھم والنصاریٰ ضالین۔ (ت)

مغضوب علیہم۔ جن پر غضب الٰہی ہے یہود ہیں اور نصاریٰ ضالین یعنی گمراہ ہیں (ت)

یوم الحج الاکبر یوم النحر (ف)

حج اکبر کا روز نحر کا روز ہے (ف)

یوم الحج الاکبر یوم حج ابی بکر بالناس۔ (ط)

حج اکبر کا دن وہ دن ہے جسمیں ابوبکر نے لوگوں کو حج کرایا تھا۔ (ط)

عن علی قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن

حضرت علی سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

یوم الحج الاکبر فقال یوم النحر (ف)

دریافت کیا کہ حج اکبر کے دن سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا قربانی کا دن مراد ہے۔ (ف)

چند آیتوں کی تفسیر

ام القرآن السبع المثانی والقرآن العظیم۔ (غ)

سورۂ فاتحہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے (غ)

ف

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم سو اس فرمودہ میں سبع مثانی اور قرآن عظیم دونوں سے سورۂ فاتحہ مراد ہے۔

فاتحۃ الکتاب ھی سبع المثانی۔ (حم)

سورۂ فاتحہ ہی سبع مثانی ہے۔ (حم)

السبع المثانی فاتحۃ الکتاب (ابو)

سبع المثانی سورۂ فاتحہ ہے۔ (ابو)

الحمد للہ رب العلمین ام القرآن وام الکتاب والسبع المثانی (د)

سورۂ الحمد ام القرآن اور ام الکتاب اور سبع مثانی ہے۔ (د)

اذا رأیتم الرجل یعتاد بالمسجد فاشھدوا لہ بالایمان قال اللہ تعالیٰ انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر (ت)

جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اس نے عبادت کیلئے مسجد میں رہنے کی خو کرلی ہے تو اسکے ایمان کی گواہی دو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہی لوگ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور پچھلوں پر ایمان لائے ہیں (ت)

فصل قرآن سننے فرشتے حاضر ہوتے ہیں

یشھدہ ملائکۃ اللیل وملائکۃ النہار یعنی القرآن (ت)	خدائے تعالیٰ جو قرآن میں فرمایا کہ صبح کی قرأت حاضر کی ہوئی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اسمیں رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (ت)

فصل بعض سورتوں کی کیفیت میں

آخر آیۃ نزلت خاتمۃ سورۃ النساء یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ (معالم)	آخر آیت جو نازل ہوئی سو سورہ نساء کا خاتمہ ہے (یعنی یہ آیت) یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ (ترجمہ

پوچھتے ہیں تجھ سے تم کہو پیغمبر کہ اللہ تم کو کلالہ میں فتوی دیتا ہے۔

آخر سورۃ نزلت المائدۃ (ت)	آخر سورت جو نازل ہوئی وہ سورت مائدہ ہے (ت)
عن عبد اللہ بن عمرو انزلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ المائدۃ وھو علی راحلۃ فلم تستطع عنھا (حم)	مروی ہے عبداللہ بن عمرو سے کہ نازل ہوئی سورت مائدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت اپنے مرکب پر سوار تھے تو وہ مرکب سورۃ مائدہ کا تحمل نہ کرسکا (حم)
عن اسماء نزلت سورۃ الانعام	اسماء سے مروی ہے کہ نازل ہوئی سورۃ انعام

علی النبی صلعم جملۃ واحدۃ کادت من ثقلہا تکسر عظام الناقۃ (ط)

نبی صلعم پر تمام ایک ہی وقت قریب تھا کہ اس کے بوجھ سے توٹ جائیں اونٹنی کے ہڈیاں (ط)

طسم الطاء طور سیناو السین الاسکندریۃ والمیم مکۃ (فر)

طسم (میں) طا سے طور سینا سین سے اسکندریہ میم سے مکہ مراد ہے (فر)

نزلت الحوامیم جمیعاً (فر)

حوامیم یکساں نازل ہوئیں۔ (فر)

ادبار النجوم الرکعتین قبل الفجر وادبار السجود الرکعتین بعد المغرب (ت)

ادبار نجوم سے نماز فجر کے پہلے کی دو سنت رکعتیں مراد ہیں اور ادبار سجود سے نماز مغرب کی بعد کے دو سنت رکعتیں۔ (ت)

قال الصادق رض مدح اللّٰہ المکان بالصدق فلا یقعد فیہ الا اھل الصدق (معالم)

جعفر صادق ؑ نے فرمایا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے مکان کی مدح حق کیساتھ کی ہے تو اسمیں اہل حق کے سوائے کوئی نہ بیٹھے گا۔ (معالم)

ف

اللّٰہ تعالیٰ نے سورۂ قمر میں متقیوں کے بیان میں فرماتا ہے کہ متقین مجلس حق میں رہیں گے جعفر صادق نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے جب مجلس کو حق کی طرف نسبت کیا تو مستحق اس مجلس کے اہل حق ہی ہیں نہ اہل باطل۔

نسخت سورۃ النساء الصغریٰ کل عدۃ (فر)

چھوٹے سورۃ النساء یعنی سورۂ تحریم فی ہر ایک عدت کو منسوخ کر دیا ہے (فر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سوم

اس میں قرآن شریف کے متعلق مسائل فقہیہ ہیں

یہ مسائل مرقوم الذیل نفع المفتی والسائل کا ترجمہ ہے بطریق خلاصہ اور فوائد مترجم نے معتبر کتاب سے نقل کئے ہیں

مسئلہ ۱

قرآن پڑھنے سے قرآن سننے کا ثواب زیادہ ہے اس لئے کہ قرآن پڑھنے سے سننے میں تدبر و سوچ زیادہ ہوتی ہے (کذا فی الاشباہ والنظائر)

نفع المفتی میں ردالمحتار کا قول بالکل مختصر ہے اس لئے اسکا پورا ترجمہ فائدہ میں لکھا گیا ہے۔

ف فرع

قرآن کا سننا مطلقاً واجب ہے یعنی خواہ نماز میں ہو یا خارج نماز اس لئے کہ آیۃ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ اگرچہ نماز کے باب میں نازل ہوئی ہے لیکن اصول کے قاعدہ سے لفظوں کے عام ہونے کا اعتبار ہے۔ شان نزول کے خاص ہونے کا اعتبار نہیں اسکی تحقیق باب اول کے پندرھویں آیت میں مذکور ہوئی یہ جواب اس صورت میں ہے کہ کچھ عذر نہ ہو اسی سبب سے قنیہ میں کہا گیا ہے۔ کہ ایک لڑکا کسی مکان میں یا قرآن پڑھتا ہے اور لوگ باوجود اس کے پڑھنے کی آگاہی کے کام میں مشغول ہیں تو

تو قرآن نہیں سننے سے ان پر گناہ نہیں اور اگر وہ پڑھنا شروع کیا بعد کام میں مشغول ہو ویں تو گنہگار ہیں۔ اور قرآن پڑھتے وقت فقہ پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے۔ فتح القدیر میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص فقہ لکھ رہا ہے اور ایک شخص اس کے بازو سے قرآن پڑھتا ہے اور لکھنے والا قرآن سننے کی طرف رجوع نہیں ہو سکتا اس صورت میں پڑھنے والے پر گناہ ہے اسی طرح اگر سونے والے لوگ کی سطح یعنی دھابے پر کوئی شخص قرآن پڑھا تو قرآن پڑھنے والا گنہگار ہے اس لئے کہ یہ پڑھنے والا شخص سونیوالوں کے قرآن سننے سے باز رہنے کا سبب ہوا ہے یا اسواسطے کہ سننا قرآن کا حق قائم کرنا ہے تا وہ بیکار نہ ہووے بلکہ اسکی طرف التفات ہووے اور یہ بعض کے خاموش ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ سلام کے جواب میں ایک شخص جواب دینے سے مسلمان بھائی کا حق سب حاضروں کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے لیکن پڑھنے والے پر قرآن کا احترام واجب ہے کہ بازاروں اور جہاں لوگ کاموں میں مشغول ہیں ان مکانوں میں نہ پڑھے اگر پڑھے تو یہ پڑھنے والا ہی قرآن کے احترام و تعظیم میں خلل ڈالنے والا ہوا۔ پس پڑھنے والا گنہگار ہوگا نہ کام میں مشغول ہونیوالے اس لئے کہ کام والوں سے حرج دفع کرنا ضرور ہے۔

حموی نے کہا ہے کہ اپنے استاد قاضی القضاۃ یحییٰ کا ایک رسالہ ہے کہ اس میں قرآن سننا فرض ہونے کی تحقیق ہے انتہی۔ ما فی فصل القراءۃ

اور کتاب الخطر والاباحۃ کی فصل البیع میں لکھا ہے۔ ع واثوب من ذکر القرآن استماعہ

یعنی قرآن سننے میں زیادہ ثواب ہے بہ نسبت اس کے پڑھنے کیواسطے کہ پڑھنا مستحب ہے اور سننا واجب انتہی۔

ابن عمر اور عبیدہ باتیں کرتے تھے اور قرآن پڑھا جاتا تھا ان کو کہا گیا اللہ تعالے

فرماتا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسکو سنو دونوں نے جواب دیا کہ یہ حکم نماز اور خطبہ میں پڑھا جائے تو اس کے واسطے ہے فقط یہ روایت باب دوم میں مذکور ہے لیکن یہ روایت محققین کی تحقیق کے خلاف ہے چنانچہ مذکور ہوئی۔ اکثر لوگ قرآن پڑھا جانے کیوقت وظائف اور دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں لیکن چاہیئے کہ قرآن کے پڑھے جانے کیوقت وظائف و دعاؤں کو موقوف کر کے قرآن کے سننے کیطرف مشغول ہونا ثواب کا کام ہے ایسے وقت وظائف وغیرہ میں مشغول ہونا خدا تعالی کے حکم کا خلاف اور باعث عذاب ہے مکتب میں چند لوگ ایک وقت میں پڑھتے ہیں سو جائز ہے کہ (الضرورات تبیح المحذورات)۔

(۲) مسئلہ

قبروں کے پاس قرآن پڑھنا امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مکروہ ہے اور امام محمد رح کے نزدیک مکروہ نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (کذا فی السراجیہ)

(۳) مسئلہ

قرآن پڑھنے کا ارادہ کرنیکے وقت اعوذ پڑھنا چاہیئے ورنہ نہیں قرآن پڑھنے کی ابتداء کے سوائے اور کوئی کام کی ابتداء میں اعوذ نہ پڑھنا چاہیئے (کذا فی السراجیہ)

ف

اعوذ پڑھنا قرآن کی تلاوت کے وقت خاص اور معین ہے لیکن شیطان کے وسوسوں کے واسطے پڑھنا اور بات ہے اعوذ پڑھنے کے الفاظ کے احادیث باب دوم میں مذکور ہوئے ہیں حدیث کے خلاف الفاظ کا طریقہ ٹھیرانا اچھا نہیں۔

(۴) مسئلہ

قاریوں کی جو عادت ہے کہ قرآن کے ختم کے بعد متفرق آیات پڑھتے ہیں

مثلاً ایت الکرسی اور ۲ من الرسول اور لقد جاء کم اور ان رحمۃ
۲ اللّٰہ قریب من المحسنین اور وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین
اسی طرح تراویح کے ختم میں بھی پڑھتے ہیں سو اسکی کچھ اصل واثر متقدمین سے
کتب میں نہیں ہے۔ اتقان فی علوم القرآن میں ہے کہ ایک سورت کے
چند آیات کو دوسری سورت کے چند آیات کو ملاکر پڑھنے کو حلیمی نے ترک آداب
میں شمار کیا ہے اس حدیث سے کہ نکالا اس کو عبید نے سعید بن مسیب سے کہ گذری
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلالؓ پر اور وہ پڑھ رہے تھے کچھ ایک سورہ سے
اور کچھ ایک سورہ سے حضرت نے فرمایا اے بلال میں تمہارے پاس سے
گذرا اور تم کچھ ایک سورہ سے اور کچھ ایک سورہ سے پڑھ رہے تھے بلال نے عرض کیا
کہ میں نے پاکیزہ چیز کو پاکیزہ چیز سے ملایا پس آنحضرت نے فرمایا کہ سورہ کو اسکے صورت
پر پڑھو یا فرمایا اس کے طریقہ پر اور یہ حدیث ابو داؤد کے نزدیک موصول ہے۔
اور ابن عوان سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن سیرین سے پوچھا کہ ایک شخص
پڑھتا ہے ایک سورہ سے دو آیتیں پھر اس کو چھوڑ کر دوسرے سورہ میں سے
پڑھتا ہے ابن سیرین نے کہا کہ ہر کسیکو بچنا چاہیئے اس کام سے کہ بڑے
گناہ میں گرفتار ہو جائے حالانکہ وہ نہیں جانتا ہے کہ یہ کام کرنا گناہ ہے یعنی
بہت سے کام ظاہر میں اچھے معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت و باطن میں
وہ کام بڑے بڑے گناہ کے ہیں ایسے کاموں کو دریافت کر کے ان سے
بچنا چاہیئے قال تعالی زین لھم الشیطان ما کانوا
یعملون۔ اچھا بتلایا ہے شیطان نے ان کے بڑے کام کو اور
ابو عبیدہ نے کہا کہ حکم ہمارے نزدیک مختلفہ آیات پڑھنے کی کراہت
کی بابت ہے جیسا کہ انکار کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال پر

اور مکروہ جانا اس کو ابن سیرین نے انتہی ملخصاً قال اللہ تعالیٰ قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کیا خبر دوں میں آپ کو میرے کام کرنے والوں کی وہ وہی لوگ ہیں جو اکارت ہوئے ان کے کام دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کرتے ہیں۔

ف

دین کا کوئی کام مقرر کرنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی منصب ہے کسی صحابی اور ولی اور امام کا مقدور نہیں کہ دین کا کوئی نیا کام ایجاد کرے مگر ایسا کام جسکی اصل حضرت پیغمبر سے ثابت ہو اس کو رواج دے سکتے ہیں اس کام کو ملحق بالسنۃ کہتے ہیں اور جو کام دین کا حضرت سے بالکل ثابت نہیں قرآن میں اس کو تعدی حدود اللہ۔ کہا گیا ہے اور حدیث میں اسکو بدعت کہا جاتا ہے اور فقہ میں اس کو مکروہ کہتے ہیں۔ قال تعالیٰ وما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لو وہ چیز جو دی تم کو رسول اللہ نے اور باز رہو اس سے جس سے منع کیا الغرض دین میں کوئی کام نیا نکالنا حضرت پیغمبر کے منصب و مرتبت میں دخل دینا اور باطن میں پیغمبری کا دعویٰ کرنا ہے اسی سبب سے قرآن حدیث میں بدعتیوں پر لعنت و ضلالت و گمراہی و مردودی و پھٹکار واقع ہوئی ہے اور محققین نے کہا ہے کہ البدعۃ شبکۃ الشرک یعنی بدعت شرک کا پھندا ہے۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ بدعتی دوزخ کے

پہنچنی حقیقت

کہتے ہیں انہی شرک خدا تعالیٰ کے ساتھ یہ ہے کہ جو کام خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس کو غیر کیواسطے مسلم رکھنا یہ وہ ظلم عظیم ہے جس سے خدا تعالیٰ کا حق غیر کو دینا لازم آتا ہے اور بدعت میں پیغمبر خدا کا حق غیر کو دینا ہے پس خدا تعالیٰ کے بعد جیسے پیغمبر کا درجہ ہے ایسا ہی ظلم و گنہگاری میں شرک کے بعد بدعت کا درجہ ہے پھر بعد شراب خواری و زناکاری وغیرہا کا۔ بیشک جو شخص منصب نبوی میں شریک ہونا چاہے گو کہ نادانی سے ہو ایسے ہی سرزنشوں کے قابل ہے۔

حدیث متفق علیہ میں وارد ہے کہ من احدث فی امرنا ھٰذا ما لیس منہ فھو رد جس نے نئی بات نکالی ہمارے اس کام میں جو کہ نہیں ہے اس میں سے پس وہ مردود ہے (امرنا) سے مراد دین کا کام ہے دین کا کام وہ جو آخرت کے ثواب کیواسطے ٹھیرایا گیا ہو اور آخرت کے ثواب کی نیت سے کیا جاتا ہو پس ہر روز صبح کو پلاؤ کھانا مقرر کرلیا تو بدعت شرعی نہیں بلکہ اس کو بدعت لغوی کہتے ہیں اگر کوئی کام دین کا جو شرع میں قرون ثلثہ سے ثابت نہیں اسکو مقرر کرلیا ہے مثلاً ہر روز صبح کو دس مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھنا۔ پس یہ تقرر بیشک بدعت شرعی ہے۔ مسلم کی حدیث میں وارد ہے

کل بدعۃ ضلالۃ علمانے جو بدعت کے پانچ قسمیں لکھے ہیں وہ بدعت لغوی کے اقسام ہیں صحابہ کے کام کو ملحق بالسنۃ کہتے ہیں اور اولیاء کے کام جو ہم کو ظاہراً خلاف حدیث معلوم ہوتے ہیں یا تو ہم کو اس حدیث کی اطلاع نہیں یا اولیاء پر بیہودہ لوگ افترا بہتان کئے ہیں صدہا حدیث موضوع بنائے ہیں بزرگوں کی طرف اقوال کاذبہ کا منسوب کردینا کیا عجب ہے بدعت کے اقسام کی تحقیق ردالمحتار اور رسالہ شرب الدخان میں بآئیں بہین (؟) مذکور ہے۔

ف

بدعت سے خلاصی پانے کا یہ طریقہ ہے کہ جو کام قرآن وحدیث اور اتفاق علمار سے ثابت ہے اس کے عمل کو لازم کرلے۔ اور جو کام ثابت نہیں یا اسیں اختلاف ہے گمان کے سبب سے اس کو عمل میں نہ لائے قال اللہ تعالیٰ ان الظن لا یغنی من الحق شیئًا۔ یعنی بے شک گمان ذرہ بھی غنی نہیں کرتا حق سے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دع ما یریبک الی ما لا یریبک یعنی شک میں ڈالنے والی چیز کو چھوڑ کے شک میں نہ ڈالنے والی چیز کو اختیار کر ایسے آیات واحادیث بہت تاکید وکثرت سے واقع ہیں۔ قال غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی غنیۃ الطالبین شعر

خل الذنوب صغیرها ؏ وکبیرها فهو التقی

واصنع کماش فوق ار ؏ ض الشوک یحذر مایری

حضرت شیخ سعدی نے فرمایا۔ ہیچ کس دارو بگماں نمی خورد، جب دنیا کی بیماری زائل وعارض کی دوا طبیبوں کے اختلاف وشک کے سبب سے کوئی نہیں کھاتا تو گناہ کے عذاب کی (جو بہت بڑی دائم وقائم ہے اور روح کی بیماری ہے) دوا کو جو علمار کا شک واختلاف ہے کون کھائے گا مگر وہ شخص جس کی عقل پر شیطان نے پردہ ڈال دیا ہے علمار نے جابجا تاکید فرمائی ہے کہ خروج عن الخلاف پر عمل کرنا چاہیئے یعنی ایسا کام اختیار کرنا کہ حتی الامکان وہ کام کسی عالم کے پاس حرام ومکروہ نہ ہو وباللہ التوفیق۔

مسئلہ (۵)

اندھے مرد سے عورتوں کو قرآن سیکھنا مکروہ ہے کما فی القنیۃ ناقلا عن قاضی عبدالجبار اس لئے کہ عورتوں کا اندھے مرد سے علم سیکھنا اور جمع ہونا اس کے ساتھ

فتنہ کا مقام ہے علاوہ یہ کہ عورتوں کا اندھے مرد کو دیکھنا بھی مکروہ ہے چنانچہ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ بی بی عائشہ اور بی بی حفصہ بیٹھی ہوئی تھیں ابن ام کلثوم آئے تو حضرت نے اُن کو چھپنے کا حکم فرمایا ان دونوں نے کہا کہ یہ تو اندھا نہیں دیکھتا پس فرمایا وہ تو نہیں دیکھتا پر تم دونوں اس کو دیکھتی ہو۔

ف

اس سے ظاہر ہے کہ مرید کرنے کا بھی یہی حکم ہوگا یعنی جو عورت محرم نہ ہو اسکو دیکھنا اور پڑھانا منع ہے باپ اور شوہر کی تعلیم بس ہے قال اللہ تعالیٰ الرجال قوامون علی النساء۔ مرد عورتوں پر منتظم کئے گئے ہیں یہ عورت کو حجاب گوشہ پردہ کرنے کا حکم سورۂ نور کے نویں رکوع اور سورۂ احزاب کے چھٹے اور ساتویں اور آٹھویں رکوع میں مذکور ہے۔ عورت کو بارہ شخص کے سوائے کسی کے سامنے بے پردہ ہونا اور اپنی زینت کا ظاہر کرنا حرام ہے۔ واللہ الموفق۔

مسئلہ (۶)

قرآن کو مطلّا و مذہب کرنا جائز ہے اسواسطے کہ اسمیں قرآن کی تعظیم ہے کما فی الہدایہ۔

مسئلہ (۷)

قرآن کو استوار باندھنا اور صندوق یا جزدان میں مضبوط کرنا سلف کے نزدیک مکروہ ہے اس لئے کہ اسمیں تلاوت سے منع کرنیکی صورت پائی جاتی ہے جیساکہ مسجد کا دروازہ بند کرنا منع ہے نماز سے منع کرنے کی شبہ سے لیکن ہمارے زمانہ میں جائز ہے لوگوں کی بدنیتی کے سبب سے بلکہ نگہبانی واجب ہے کذا فی جامع الرموز فی باب مایفسد الصلوٰۃ۔

مسئلہ (۸)

کافر کسی کو قرآن پڑھائے یا کسی کو قرآن سکھائے تو اس کے مسلمان ہونیکا حکم نہیں کیا جاتا۔ کذا فی قاضی خان کذا فی کشف الوقایہ۔

مسئلہ (۹)

قرآن سے فال دیکھنا بھی مکروہ ہے۔ کذا فی جامع الرموز اور شرح النخبہ میں ملا علی قاری مکی نے قرآن سے فال لینے کو صراحۃً منع کہا ہے۔

ف

نصیب اور قسمت جو علم غیب میں ہے اس کے حال دریافت کرنے کو فال کہتے ہیں قال تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام ذلکم فسق ہ حرام ہوا تم پر مردہ اور لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر نام پکارا گیا اللہ کے غیر کا اور جو مر گیا گھٹ کر یا چوٹ سے یا گر کر یا سینگ مارنے سے اور جسکو کھایا درندہ جانور نے مگر (حلال ہے وہ جسکو) تم ذبح کر لیا اور (حرام ہی) جو ذبح ہوا کسی تھان پر اور یہ کہ قسمت معلوم کرو تیروں سے۔ بیضاوی شریف میں لکھا ہے یعنی حرام کیا گیا تم پر استقسام بالازلام اسکی حقیقت یہ ہے کہ کہ معظمہ کے کافر جب کوئی کام کا ارادہ کرتے مثلاً نکاح وسفر وغیرہ کا تو تین تیر ڈالتے ایک پر لکھا ہوتا مجھکو میرے رب نے حکم کیا، دوسرے پر لکھا ہوتا مجھکو میرے رب نے منع کیا، تیسرے پر کچھ لکھا نہ ہوتا۔ اگر حکم کا تیر نکلتا تو وہ کام کرتے اگر منع کا تیر نکلتا تو وہ کام چھوڑ دیتے اگر خالی تیر نکلتا تو مکرر ڈالتے پس معنی استقسام کہ یہ ہیں کہ طلب کریں اس چیز کو جو قسمت میں ہے اور جو قسمت میں نہیں ذلکم فسق کا اشارہ استقسام

کی طرف سے ہے اور اس کا فسق ہونا اس لئے ہے کہ وہ علم غیب میں دخل دینا ہے اور گمراہی ہے اس اعتقاد کے سبب سے کہ یہ علم غیب جاننے کا طریقہ ہے اور اللہ تعالیٰ پر افترا و بہتان ہے اگر ربی سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور شرک ہے اگر ربی سے مراد صنم ہے انتہی اس سے صاف ظاہر ہے کہ علم غیب کے دریافت کرنے کا طریقہ حرام و فسق ہے اور شرع کے دلائل اپنے موارد و شان نزول کے ساتھ نہیں رہتے بلکہ اپنی علل و معانی سے عام رہتے ہیں یعنی جس کام میں وہ علت پائی جائے اس کا وہی حکم ہوگا۔ کما تقرر فی موضعہ، شرع شریف میں علم غیب دریافت کرنے کا کوئی طریقہ نہیں اور استخارہ کی دعا سے صاف ظاہر ہے کہ اسمیں غیب دانی کا طریقہ نہیں ہے فقط اللہ تعالیٰ سے نیکی طلب کرنا ہے اور دعا کرنیوالے کی صفائی باطن کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیب پر اطلاع ہو تو وہ امر دیگر ہے دعائے استخارہ اس کے واسطے موضوع و مقرر نہیں کی گئی ہے بلکہ بغیر دعائے استخارہ کے بزرگوں کو مشاہدات و مکاشفات و خواب سے علم غیب عطا ہوتا ہے الغرض طلب علم غیب کا طریقہ حرام و فسق ہے علم غیب کسی کو حاصل نہیں ہوتا ع تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔ اور بزرگوں کی طرف ایسے طریقہ کو نسبت کرنا تہمت محض ہے کوئی معتبر کتاب میں یہ طریقہ مقرر نظر نہیں آیا پس یہ فال کا طریقہ مصحف شریف میں جاری کرنا ایسا ہے جیسا قرآن کی آیات لکھے ہوئے پیالے سے مسجد الحرام میں بیٹھ کر شراب پینا۔

اور شاہ عبدالقادر صاحب نے استدلال کیا ہے کہ جوا اور شرط وغیرہ حرام ہے اور لاٹری یعنی چٹیاں ڈالکے مالک ہونیکی صورت کو صاف حرام لکھا ہے۔ اور قرعہ سے تقسیم وغیرہ کرنے میں استقسام کی علت و معنی نہیں پائے جاتے اس لئے کہ قرعہ سے مقصود تسلی خاطر ہے اور اسمیں طلب علم غیب اور نفع و ضرر عفو و فاسد کا

نہیں ہے استقسام اور فال میں یہ علتیں پائی جاتی ہیں۔
معالم التنزیل میں ابی الدرداء سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے کاہن یعنی غیب کی خبر دینے والے سے خبر پوچھی یا استقسام کیا یا بد فال لیا یا بد فال لینا جو اس کو سفر سے روکا وہ نہیں دیکھے گا آنکھوں سے بہشت کے عالی درجے قیامت کے روز یعنی وہ شخص بہشت میں داخل نہ ہوگا عالی درجہ بہشت کی صفت واقعی ہے نہ احترازی یعنی وہ شخص بہشت کے کمتر درجوں میں بھی نہیں داخل ہوگا۔
شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح سفر السعادت میں عبادت سفر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان میں بعد تحقیقات کے نگارش فرمائی ہے کہ بالجملہ اتباع احکام نجوم در سعادت و نحوست ایام نہ عادت سلف و نہ شیمۂ اہل دین است۔

مسئلہ (۱۰)

متعدد چند شخص کا ایصال ثواب کیواسطے پکار کر قرآن پڑھنا مکروہ ہے اگر آہستہ پڑھیں تو جائز ہے اس واسطے کہ پکار کر پڑھنے سے قرآن سننے میں خلل واقع ہوتا ہے اور قرآن پڑھاجائے تو اس کا سننا فرض ہے۔ اور خزانۃ الروایات اور تاتارخانیہ میں محیط سے لکھا ہے کہ بعض مشائخ نے کہا کہ ایک جماعت کا پکار کر قرآن پڑھنا جسکو فارسی میں سیپارہ خوانی کہتے ہیں مکروہ ہے انتہی اور قنیہ میں شرح سرخی سے لکھا ہے کہ ایک قوم ملکر قرآن پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ اس صورت میں قرآن کا سننا اور اسکی تلاوت کے آداب سے خاموش رہنا متروک ہوتا ہے۔ اور فتاوی ابی الفضل کرمانی سے منقول ہے کہ اسمیں کچھ خوف نہیں اور بنایہ میں ہے کہ بعض مشائخ نے کہا ہے کہ تیس(۳۰) جزوں سے قرآن پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ اس میں غلط ہے اور مجتبیٰ میں ہے کہ عامہ علماء نے اسکو جائز رکھا ہے اسلئے

اس صورت میں ایک ساعت میں ختم ہوتا ہے انتہی۔

ف

نفع المفتی میں بنایہ کی عبارت یوں ہے۔ (لما فیہ من الغلط) یعنی سیپارہ خوانی اسواسطے مکروہ ہے کہ بعض جزوں میں قصص اور مطالب مختلط ملے ہوئے ہیں۔ مثلاً تلك الرسول۔ والمحصنٰت۔ ۲ من خلق۔ پس ایک مطلب آدھا پڑھنا اور آدھا چھوڑنا البتہ کراہت کا موجب ہے۔ جزوں کی تقسیم کا حال باب چہارم میں (جزو) کی لفظ کی تحقیق میں مشروحا مذکور ہوگا۔ انشاء اللہ اور اسپر عمل کرنیکی تحقیق چوتھے مسئلہ کے "ف" سے ظاہر ہے یہ سیپارہ خوانی سوم یعنی زیارت جسکو مرنیکے تیسرے روز قبر کے پاس سب لوگ جمع ہوکے سپارہ خوانی کرتے ہیں۔ سپارہ خوانی کا حکم تو معلوم ہوچکا۔

مسئلہ (۱۱)

ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے دوسرا شخص اس کے بازو سے پکار کر قرآن پڑھی تو اسمیں کچھ خوف نہیں اس لئے کہ آہستہ پڑھنے کی نماز کے سوائے میں قرآن پکار کر پڑھنا افضل ہے اسواسطے کہ اس کے سننے کو ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور اس میں شیطان کو دھتکارتا ہے۔ کما فی خزانۃ الروایا عن عقد اللآلی اور۔ عین العلم میں ہے اگر ریا اور دوسرے مصلی کی تشویش کا خوف ہو تو آہستہ پڑھے ورنہ پکار کر۔

ف

صحابہ نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ ہمارا پروردگار قریب ہے تو ہم اسکو آہستہ راز کہیں یا دور ہے تو ہم اسکو پکار کر کہیں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ

إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ یعنی میں اپنے بندوں سے نزدیک ہوں ان کی دعا کو مقبول کرتا ہوں۔ وقال اللہ تعالیٰ

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ یعنی تم اپنے رب کو گڑگڑاتے عاجزی و آہستگی سے پکارو وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ وقال اللہ تعالیٰ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً

وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ یعنی تو اپنے رب کو اپنے نفس میں گڑگڑاتا عاجزی اور خوف سے یاد کر سوائے

پکار کر کہنے کے۔ اور مت ہو غافلوں سے۔ وقال اللہ تعالیٰ۔ ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا۔ یہ مذکور ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندے زکریا پر جب پکارا اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارنا۔

وقال اللہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ۔ یعنی اے ایمان والو اپنی آوازوں کو مت بلند کرو نبی کی آواز پر اور اس سے پکار کر مت بات کرو جیسا آپس میں پکار کر بات کرتے ہو کہیں تمہارے کاموں کا ثواب اکارت ہو جاوے اور تم کو خبر بھی نہ ہو وہ لوگ جو رسول اللہ کے روبرو اپنی آوازوں کو دباتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو آزماتا ہے پرہیزگاری کے واسطے اور ان کے لئے ہے بخشش اور بڑا ثواب۔

وقال اللہ تعالیٰ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا یعنی اپنی نماز میں نہ بہت پکار اور نہ بہت آہستہ پڑھ

اور اختیار کر درمیان اس کے ایک راستہ وقال تعالی۔ ناقلا عن لقمان
وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ
یعنی دبا اے لڑکے اپنی آواز کو بیشک بدتر آوازوں میں گدھے کی آواز ہے
یہ حکم عام ہے گفتگو وغیرہ کے لئے۔ وقال تعالی۔ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ
فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى۔ اگر پکار کر کہے تو دعا اور ذکر میں تو پکارنے
کی کچھ حاجت نہیں اس لئے کہ اللہ تعالی جانتا ہے آہستہ کہی ہوئی بات اور
دل میں گذری ہوئی بات کو پس پکار کر رنج وتعب میں مت پڑو ان آیات
سے ظاہر ہے کہ آواز بلند کرنا مذموم ہے جس کی مذمت وقباحت کچھ پوشیدہ
نہیں اور باوجود دریافت وتفکر کے کوئی آیت آواز بلند کرنے کی مدحت
وجواز میں نظر نہیں آئی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایہا الناس
اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصما غائبا انکم تدعون
سمیعا قریبا وھو معکم قالہ حین یجہرون بالتکبیر متفق علیہ
یعنی اے لوگو آرام دو اپنی جانوں کو تم بہرے غائب کو نہیں پکارتے ہو
تم سننے والے قریب کو پکارتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہے فرمایا یہ جب
صحابہ پکار کر تکبیر کہتے تھے یہ حدیث بخاری ومسلم میں ہے۔ معالم التنزیل میں
قولہ تعالی۔ واذا سالك عبادی کے تحت میں لکھا ہے کہ حضرت
جب خیبر کی طرف متوجہ ہوئے ایک میدان پر صحابہ تکبیر پکار کر کہنے لگے
ان کو یوں فرمایا۔ اور فتاوی قاضی خان وغیرہ میں پکار کر ذکر ودعا کرنے کو
مکروہ کہا ہے صاحب رد المحتار کہتے ہیں۔ فما ظنك بالغناء یعنی جب
ذکر ودعا مکروہ ہو پھر تو راگ میں آواز بلند کرنے کو کیا گمان کرتا ہے یعنی یہ

بے شک جائز نہیں پکار کر تکبیر کہنا بدعت ہے مگر عید الضحیٰ میں۔ کذا فی رد المحتار باب العیدین۔

جلال الدین سیوطی نے نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر میں پکارنے اور نہ پکارنے کے احادیث بیان کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اخفاء افضل ہے جس وقت ریا اور نمازیوں اور سونے والوں کے رنج کا خوف ہو اور جہرا افضل ہے اگر یہ خوف نہ ہو اسواسطے کہ جہر میں عمل زیادہ ہے اور اس کا فائدہ غیروں کو بھی پہنچتا ہے اور پڑھنے والے کا دل ہشیار ہوتا ہے اور اس کی ہمت اور کان رجوع ہوتے ہیں اور نیند زائل ہوتی ہے اور خوشی حاصل ہوتی ہے انتہیٰ اور پکارنے کے جواز کے باب میں کوئی استدلال نہیں کیا بلکہ ادعوا ربکم الآیۃ سے استدلال کرنے پر جرح کیا ہے کہ یہ آیت سورۂ اعراف کی ہے اور اور سورۂ اعراف مکی ہے اور اس آیت کی ناسخ کون آیت ہے سو نہیں لکھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ دل سخت پتھر ہے۔ اس کو ذکر جہری سے پھوڑنا چاہیئے یوں نہیں بلکہ دل زمرد پارہ ہے اسکو قرآن وحدیث کے ہیرے سے آہستہ آہستہ تراشنا چاہیئے جو کام آیت قرآنیہ اور اصح احادیث سے ثابت ہو قیاسات وعقلی دلائل اس کے مقابل نہیں ہوتے مثل مشہور ہے کل صید فی بطن الفرا نقارہ خانہ میں طوطی کی آواز کدھر۔

دل میں ذکر کرنا جس کو عربی میں حدیث نفس کہتے ہیں یہی اصل اصول ہے اور زبان سے ادا کرنا جسکو عربی میں تلفظ کہتے ہیں افضل ہے۔ اور آپ ہی سننے جیسا آہستہ ادا کرنا جسکو عربی میں سر و اخفاء کہتے ہیں یہ بھی پسندیدہ ہے۔ اور غیر سنے جیسا جسکو عربی میں جہر کہتے ہیں یہ بھی بقدر ضرورت و حاجت مزور اور درست ہے بشرطیکہ اس میں کوئی قباحت اور مانع رمثل ریا اور دوسرے کو

تکلیف وتشویش نہ ہو۔ اور ضرورت سے زیادہ پکارنا منع ہے اور حد سے بڑھنا چلانا چیخنا جسکو عربی میں مصایحہ اور اصطراخ کہتے ہیں اور زفر اور صدیہ کہتے ہیں یہ مطلقاً حرام و مذموم و اسراف و بے ادبی و بیحیائی ہے اور اسپر ان انکر الاصوات لصوت الحمیر۔ خوب صادق ہے۔

اگر خدائے جہاں را سمیع میدانی ؛ مکن بلند برائے خدا تلاوت را

امام کی تکبیر کا آواز دور والے مقتدیوں کو پہنچانے کیواسطے دوسرا شخص مبلغ تکبیر پکار کر کہنا جائز ہے۔ اور حالت اضطرار و جذبہ و بیقراری امر اختیاری نہیں ہے جو اسپر کچھ حکم ہو۔

عاشقاں را ہر نفس سوزید نیست ؛ بردہ ویراں خراج وعشر نیست

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ؛ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

ف

غیث النفع میں لکھا ہے کہ تعوذ دل میں پڑھنا چاہیئے اور زبان سے آہستہ اولی ہے اس لئے کہ تعوذ والی دعا کو آہستہ پڑھنا مستحب ہے انتہی ملخصاً اور جمہور فقہا کے نزدیک تعوذ نماز میں آہستہ پڑھنا سنت ہے پس اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بلند آواز سے ترتیل قرآن یعنی قرآن کی آیت پڑھنے جیسا پڑھنا قرآن و حدیث و فقہ کے خلاف ہے۔

مسئلہ (۱۲)

قرآن سے اقتباس بے شک جائز ہے بلکہ کہا گیا ہے کہ اس کے جواز پر اجماع ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ اور تابعین اقتباس کو استعمال کیئے ہیں اور کتب فقہ میں اسکو صراحتاً جائز لکھے ہیں

ف

اقتباس کے معنی لغت میں نور حاصل کرنا ہے اور اصطلاح میں کسی بزرگ کے کلام کو اپنے کلام میں ملا لینا تا اپنا کلام منور روشن و مزین ہو حضرت مولانا روم مثنوی شریف میں اقتباس بہت استعمال کئے ہیں۔ ؎

شو قلیل النوم مما یھجعون ٭ باش با لاسحار ھم یستغفرون

حضرت سرور عالم نے فتح مکہ کے روز یہ آیت اپنے کلام میں ملا کر پڑھی قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ یہ استدلال اور نور اور رونق حاصل کرنے کا طریقہ ہے اور جو طریق کہ مسخری اور ظرافت کا ہو وہ کفر و حرام ہے مثلاً ایک شخص موسیٰ نام والا لکڑی ہاتھ میں لیکر کھڑا ہے دوسرے شخص نے اس سے پوچھا وما تلک بیمینک یا موسیٰ وہ جواب دیا ھی عصای اتوکأ علیھا اور جیسے نماز ترک کرنے کے باب میں کہتا ہے ؎

لا تقربوا الصلوٰۃ زہیم نخاطرست ٭ وزامریاد مانده کلوا واشربوا مرا

اعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

مسئلہ (۱۳)

متقدمین کے نزدیک بے وضو شخص قرآن کو چھونا جائز نہیں اور متاخرین نے اسکو جائز رکھا ہے اس لئے کہ اسمیں عموم بلوا ہے ہدایہ میں لکھا ہے کہ ایسا ہی یعنی (مثل جنب وحائض) محدث نہ چھیئے قرآن کو مگر اس کے غلاف سے مختصر وقایہ میں ہے کہ احتلام والا اور حیض والی اور نفاس والی اور بے وضو۔ قرآن نہ چھیئے مگر غلاف متجاف سے انتہی۔ خزانۃ الروایات میں خلاصہ سے یہ لکھا ہے کہ محدث قرآن کو چھونا مکروہ ہے جیسا کہ جنب قرآن کو چھونا مکروہ ہے اور ایسا ہی مکروہ ہے کتب وحدیث و تفسیر کا

چھونا امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اور مکروہ نہ ہونا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک صحیح تر ہے۔ انتہی

ف

قرآن کو چھونیکی آیت وحدیث باب اول ودوم میں مذکور ہے۔ محدث بے وضو۔ جنب اور محتلم وہ جسکو غسل کی حاجت ہوئی ہو حائض یعنی حیض والی عورت نفسا یعنی زچگی والی عورت خروج عن الخلاف کی تحقیق چوتھے مسئلہ کے فائدہ میں مذکور ہوئی۔

مسئلہ (۱۴)

جنب وحائض ونفسا کو جائز نہیں کہ قرآن کو اپنی آستین یا غلاف (یعنی قرآن سے ملے ہوئے کپڑے وغیرہ سے چھوئے یہی صحیح ہے عام عالموں کے پاس آستین سے چھونا جائز ہے عنایہ میں ہے کہ کہا صاحب تحفہ نے کہ مشائخ نے اختلاف کیا ہے غلاف میں بعضوں نے کہا ہے کہ غلاف قرآنکی جلد ہے اور بعضوں نے کہا کہ غلاف جزدان ہے یہی صحیح ہے اسواسطے کہ جلد قرآن سے ملی ہوئی ہے اور حکم میں قرآن کے تابع ہے اور آستین چھونے والی سے متصل اور اس کے حکم میں تابع ہے اور جزدان ان دونوں سے کسی کی تابع نہیں انتہی۔ سراجیہ میں ہے قرآن کو آستین سے چھونا جائز نہیں ظاہر جواب میں انتہی ہدایہ میں ہے قرآن کا غلاف وہ ہے جو قرآن سے جدا ہو اور جو قرآن سے متصل ہے مثلاً جلد وہ غلاف نہیں یہی صحیح ہے اور قرآن کو آستین سے چھونا مکروہ ہے یہی صحیح ہے اسواسطے کہ آستین چھونے والے کی تابع ہے۔ شرعی کتابوں کو آستین سے چھونے کے باب میں رخصت ہے ضرورت کے سبب سے انتہی۔

فتح القدیر میں ہے مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے اسی سبب سے فتاوی میں لکھا ہے کہ جنب و حائض کو اپنی آستین یا اپنے بدن کے اور کوئی کپڑے سے قرآن کو چھونا جائز نہیں۔ کفایہ میں ہے محیط سے بعض مشائخ نے کہا حائض کا آستین سے قرآن کو چھونا مکروہ ہے اور عامہ علما نے کہا کہ مکروہ نہیں انتہی۔ امام تمرتاشی کی جامع صغیر میں ہے اگر قرآن کو آستین سے چھوئے جائز ہے امام سے اسمیں دو روایت ہیں اور کتاب میں نہ چھونے کو صحیح اسواسطے کہا کہ آستین چھونے والے کے تابع ہے دیکھو اسی سبب سے اگر نجاست پر آستین بچھا کر سجدہ کرے تو جائز نہیں انتہی۔ بنایہ میں محیط سے ہے عامہ مشائخ کے پاس قرآن کو آستین سے چھونا مکروہ نہیں اسواسطے کہ آستین سے چھونا ہاتھ سے نہیں ہے اور حرام ہے تو ہاتھ سے چھونا حرام ہے اسواسطے کہ ہاتھ سے بلا حائل چھونے کو مس کہتے ہیں قرآن شریف میں

لا یمسه الا المطهرون وارد ہے یعنی ہاتھ سے نہیں چھوتے ہیں اس قرآن کو مگر پاک لوگ اسی سبب سے اگر کوئی اجنبی عورت کیچڑ میں گر کے پھنس جائے اور ایک اجنبی شخص اپنے بدن کے کپڑے سے اسکو چھوئے تو سسرال کی حرمت ثابت نہیں ہوتی اور ذخیرہ میں امام محمد سے مروی ہے کہ آستین سے قرآن کو چھونے میں کچھ خوف نہیں اور کہا گیا کہ امام محمد سے دو روایت میں ایک روایت میں جائز اور ایک روایت میں ناجائز۔

ف

خروج عن الخلاف کی تحقیق چوتھے مسئلہ کے فائدہ میں مذکور ہوئی۔ حرمت سسرال کی یہ صورت ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کو شہوت سے چھوئے یا عورت مرد کو شہوت سے چھوئے ایک دوسرے کے اولاد اور

ماں باپ چھونے والے پر حرام ہیں ان سے نکاح جائز نہیں جیسے اپنے
ماں باپ بیٹی سے نکاح جائز نہیں اور چھوتے وقت کپڑا حائل ہو تو حرمت
نکاح ثابت نہیں ہوتی۔

مسئلہ (۱۵)

گلے میں ڈالے ہوئے رومال سے قرآن کو چھونے کے باب میں میں نے
صراحتاً کچھ نہیں دیکھا لیکن جائز نہ ہونا سزاوار ہے فتح القدیر میں فتاوی سے ہے
جنب وحائض کو اپنی آستین یا اپنے بعض کپڑوں سے چھونا جائز نہیں اسواسطے
کہ کپڑے بمنزلہ ہاتھ کے ہیں دیکھو اگر مصلی جوتا پہن کر نجاست پر کھڑا ہو تو نماز
جائز نہیں اور نجاست پر جوتا یا موزے بچھا کر کھڑا ہوئے تو نماز جائز ہے
انتہی۔ پس گلے میں ڈالا ہوا رومال بیشک بمنزلہ کپڑوں کے ہے پس اس سے
بھی قرآن کو چھونا جائز نہیں پھر میں نے اس باب میں تصریح پایا جب کہا بعض
میرے بھائیوں نے آیا جائز ہے قرآن کو چھونا رومال سے جو اسکو پہنا ہوا
ہے اپنی گردن پر سے کہا میں نے نہیں جانتا میں اسمیں نقل جو ظاہر ہوتا ہے
یہ ہے کہ اگر رومال کا جانب حرکت سے پہننے والے کے متحرک ہوتا ہے
تو سزاوار ہے کہ اسی رومال سے چھوتا جائز نہیں اور اگر متحرک نہیں ہوتا تو جائز
ہے بسبب اعتبار کرنے فقہا کے اسکو اول میں سوائے ثانی کے اور کہا
فقہا نے جو شخص کے نماز پڑھا اور اوسکے عمامہ کے ایک جانب پر نجاست
ہے زیادہ حد جواز سے اگر اُسکو ڈالدے تو متحرک ہوتا ہے تو جائز نہیں انتہی

ف

رد المحتار میں ہے کہ مسجد میں داخل ہونے اور قرآن کو ہاتھ لگانے سے
با وجود پانی ہونے کے تیمم بے فائدہ ہے یعنی بغیر تیمم کے ہاتھ لگانا اور تیمم

کر کے ہاتھ لگانا ہر دو ناجائز اسواسطے کہ یہ تیمم عبادت فوت ہونے کے خوف کیواسطے نہیں لیکن قہستانی میں ہے کہ سجدہ تلاوت کے واسطے باوجود پانی کے تیمم جائز ہے انتہی لیکن یہ حکم مسافر کے واسطے ہے ضابطہ جو چیز کہ اسمیں طہارت شرط نہیں اس کے اداکیواسطے باوجود پانی کے تیمم جائز ہے جیسے دخول مسجد اور تلاوت قرآن اگرچہ قرآن دیکھکر پڑھے اور قرآن کو ہاتھ لگانا اور قرآن کو لکھنا اور قرآن کو سیکھنا اور زیارۃ قبور اور بیمار پرسی اور دفن میت اور اذان اور اقامت اور سلام اور جواب سلام اگر ان کاموں کے واسطے پانی نہ ہونے پر تیمم کیا ہے تو بھی اس تیمم سے نماز جائز نہیں بلکہ نماز کیواسطے تیمم کرنا چاہیے انتہی ما فی در المختار ملخصا اور رد المحتار میں ہے کہ قرآن کو ہاتھ لگانے کیواسطے باوجود پانی ہونے کے تیمم کے درست نہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں انتہی بے وضو شخص کے قرآن کو ہاتھ لگانے کا اختلاف تیرہویں مسئلہ میں مذکور ہوا۔

مسئلہ (۱۶)

بے وضو یعنی بے طہارت بچوں کو قرآن دینا مکروہ ہے اور اس کا گناہ دینے والے پر ہے اور ایسا ہی ہے بچوں کو حریر اور زیور پہنانا اور شراب پلانا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے پیخانہ اور پیشاب کو بٹھلانا وغیرہ اور جو کام کہ اس کا کرنا منع کیا ہے اور کہا گیا کہ قرآن بچوں کو دینے میں کچھ خوف نہیں اس واسطے کہ منع کرنے میں قرآن کی تلاوت سے روکتا ہے اور پاکیزگی کرنے میں ان کو حرج دیتا ہے یہی صحیح ہے۔ کما فی الہدایہ۔

مسئلہ (۱۷)

جنب کا قرآن میں نظر کرنا جائز ہے اسواسطے کہ جنابت آنکھ میں

SEMINAR
RELIGION & CULTURE

داخل نہیں ہوتی۔ کما فی جامع الرموز وغیرہ۔

ف

غسل میں آنکھ کے اندر پانی داخل کرنا ضرور نہیں اگر آنکھ بند کرکے غسل کر لیا تو جائز ہے۔

مسئلہ (۱۸)

دشمن کافر کے ملک میں مسلمان مسافر کو قرآن لیجانا جائز نہیں طحاوی نے کہا یہ حکم ابتدا اسلام میں تھا چونکہ اب قرآن بکثرت ہیں جائز ہے اول صحیح تر ہے انتہی ملخصاً۔

مسئلہ (۱۹)

قرآن کو بوسہ دینا جائز ہے اور یہ روایت کی گئی ہے اصحاب سے حضرت عثمان ہر صبح قرآن لیتے تھے اور اس کو اپنے منہ پر لگاتے تھے دینداری کا بوسہ حجر اسود اور قرآن کا بوسہ ہے حضرت عمر ہر صبح قرآن کو لیتے تھے اور اسکو بوسہ دیتے اور کہتے یہ میرے رب کا اقرار ہے اور اسکا حکمنامہ۔ انتہیٰ ملخصا۔

مسئلہ (۲۰)

قرآن پڑھنا درود پڑھنے سے افضل ہے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ چنانچہ حصن حصین میں ہے لیکن ان اوقات میں جن میں نماز مکروہ ہے جیسے صبح کی نماز کے بعد سے آفتاب طلوع ہوئے تک تسبیح دعا اور درود شریف تلاوت سے افضل ہے سلف ان اوقات میں تسبیح پڑھتے تھے نہ قرآن ایسا ہی کہا ہے بقالی نے فی کذا فی العالمگیری ناقلا عن الغرائب۔

ف

اس مسئلہ میں ضابطہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو اوراد قرآن و احادیث سے متعین زبان و مکان ثابت ہیں اس زمان مکان میں ان اوراد کا پڑھنا اس زمان و مکان میں قرآن پڑھنے سے افضل ہے مثلاً صبح میں استغفار پڑھنا بایۃ وبالاسحار وھم یستغفرون سے ثابت ہے اور صبح میں درود شریف پڑھنا حدیث سے ثابت ہے حصن حصین کی کتاب ان اوراد کو جامع ہے۔ وباللہ التوفیق۔ اور اپنی طرف سے اوراد مقرر کرنے کی قباحت چوتھے مسئلہ کے فائدہ میں مذکور ہوئی در مختار کی کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے کہ ذکر اللہ طلوع فجر سے آفتاب طلوع ہونے تک قرآن کی تلاوت سے افضل ہے اور قرآن کی تلاوت طلوع غروب کے وقت مستحب ہے۔

مسئلہ (۲۱)

طواف کعبہ میں تلاوۃ قرآن مکروہ ہے اسواسطے کہ اسکی دعائیں حدیث سے ثابت ہیں کذا فی عالمگیری۔

مسئلہ (۲۲)

قرآن کو فارسی سے لکھنا جائز نہیں مگر ایک دو آیت جائز ہے کذا فی الدر المختار فی صفۃ الصلوٰۃ۔

مسئلہ (۲۳)

نصاب الاحتساب میں ہے کہ ذکر کیا ذخیرہ میں کہ قرآن کے پڑھانے پر مزدوری کا لینا جائز نہیں اسواسطے کہ وہ نیک کاموں میں سے ہے نیک کام کی ادا کرنے پر مزدوری ثابت نہیں اور فتوی ہمارے زمانہ میں مزدوری ثابت اور جائز ہونے پر ہے اس لئے کہ اس زمانہ میں دین کے کاموں سے

ستی ہوئی ہے اور علم سکھانے والوں کو وظیفہ بیت المال سے موقوف ہو گئے ہیں اور تونگروں میں مروت نہیں ہے لیکن اصحاب کے زمانہ میں نیک کام ادا کرنے کے باب میں حرص تھی اسواسطے انہوں نے بیشک نیک کام پر مزدوری لینے کو مکروہ کہا۔

مسئلہ (۲۴)

محابس (یعنی قیدخانوں) اور قبروں کے سرہانے دنیا کی طمع کے واسطے قرآن پڑھنا مکروہ ہے کذا فی خزانۃ الروایات۔

ف

درمختار میں ہے عبادتوں پر مزدوری لینا جائز نہیں جیسے اذان حج امامت تعلیم قرآن اور فقہ اور امامت واذان کی مزدوری کے جواز پر فتوی دیا جاتا ہے اور مزدوری ٹھیرانے والا مقررہ مزدوری دینے پر مجبور کیا جاتا ہے اگر مزدوری مقرر نہیں ہے تو مزدوری مناسب دینا واجب ہوگا اور مزدوری نہ دینے کی صورت میں حبس کیا جائے گا اسی پر فتوی ہے اور ہدیہ دینے پر جبر کیا جاتا ہے ہدیہ دینا ہر بستی کے دستور پر موقوف ہے۔ ردالمحتار میں ہے جو عبادت کہ مسلمان کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے اسپر مزدوری لینا جائز نہیں اسواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پڑھو اور اس کو روزی کا ذریعہ مت ٹھیراؤ اور عمر بن ابی عاص کو فرمایا اگر تو موذن ٹھیرایا جائے تو پس اذان پر مزدوری نہ لینا اور ٹھیک یہ بات ہے کہ تعلیم قرآن کی مزدوری لینے میں اختلاف ہے اور تلاوت قرآن کی مزدوری ناجائز ہونے میں خلاف نہیں اسواسطے کہ مزدوری ٹھیراکر قرآن پڑھانے کی کچھ ضرورت نہیں

مزدوری سے قرآن پڑھانے والے کو ثواب نہیں پھر وہ میت کو ثواب پہنچا یا تو کہاں ثواب پہنچا۔ اور اس باب میں مزدوری لینے والا اور دینے والا ہر دو گنہگار رہیں۔ ہمارے زمانہ میں جو شائع ہے کہ مزدوری پر قرآن پڑھائے جاتے ہیں یہ جائز نہیں اس واسطے کہ اسمیں پڑھنے کا حکم کرنا ہے اور حکم کرنیوالے کو ثواب پہنچانا مقصود ہے پس جب نیت صحیح نہ ہونے سے پڑھنے والے کو ثواب نہیں ہوا تو مزدوری ٹھہرانے والے حکم کرنیوالے کو ثواب کہاں سے ملیگا اگر مزدوری نہ ہو کوئی کسی کے واسطے اس زمانہ میں نہیں پڑھتا بلکہ قرآن کو دنیا کا مال حاصل کرنے کا وسیلہ ٹھہرائے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ف

دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق قسمت کے ملے پر آخرت میں اس محنت کا ثواب فائدہ نہیں۔ موضح القرآن۔

اگر کوئی قرابتدار یا دوست کی قبر کے پاس قرآن یا درود واستغفار پڑھے تو نیک کام ہے اور اس کی وصیت کرنا بے فائدہ ہے اور پڑھنے والے کو کچھ صلہ اور نیک دینا بھی بے فائدہ ہے اس واسطے کہ یہ مزدوری ٹھہرانے کے حکم میں ہے اور یہ باطل ہے۔ اور ایسا کام زمانۂ خلفاء میں کسی نے نہیں کیا اور نہ کسی امام سے ایسی روایت ہے مرنے کے دن یا اس کے بعد کھانا کھلانیکی وصیت کرنا اور قرآن اور تسبیح و تہلیل پڑھنے کیواسطے کچھ مبلغ دینے کی وصیت کرنا یہ سب بدعتیں منکرات باطل ہیں اور اسپر جو مزدوری حاصل ہو وہ لینے والے کو حرام ہے اور وہ دنیا کے واسطے پڑھنے کے سبب سے گنہگار ہے اور بعض محققین نے اس مزدوری کو جائز رکھا ہے اور دلیل لایا ہے۔ بخاری کی حدیث جو سانپ کا ٹے ہوئے کی باب میں ہے

ان احسن ما اخذ تم علیہ اجرا کتاب اللہ ۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر مزدوری یعنی سب مزدوریوں سے اچھی ہے ۱۲ مشارق الانوار۔

یہ ان محشیوں کی خطا ہے اسواسطے کہ متقدمین نے جو عبادت کی مزدوری کو مطلق منع کیا ہی قرآن رقبہ یعنی منتر پڑھکر مزدوری لینے کو جائز رکھا ہے اسواسطے کہ قرآن سے منتر پڑھنا خاص عبادت نہیں بلکہ اس میں دوا کرنا ہے اب ظاہر ہوچکا بطلان اسکا جو ہمارے زمانہ میں ختم قرآن اور تہلیل کی وصیت پر لوگ جھک پڑے ہیں یعنی بہت رغبت سے ایسی وصیتیں کرتے ہیں یہ محض باطل ہے انتہیٰ ۔ ما فی رد المحتار فی باب الحظر والا باحۃ ملخصا

قال اللہ تعالیٰ ۔ مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ۔ جو چاہتا ہو آخرت کا ثواب زیادہ کرتے ہیں ہم اس کے ثواب میں اور جو چاہتا ہے دنیا کا فائدہ دیتے ہیں ہم اسکو اسمیں اور اس کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۔ اور مت لو میری آیتوں پر تھوڑی قیمت دنیا کی اور مجھ سے ڈرتے رہو۔

یہود جاہلوں سے تحفے لیکر اور رشوت لیکر توریت کی حق باتوں کو چھپاتے تھے یہ ان کو فرمایا لیکن معنی شامل ہے مزدوری لیکر پڑھنے وغیرہ کو۔ واللہ اعلم ۔ قال اللہ تعالیٰ ۔ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۔ انہوں نے بیچا اللہ کی آیات کو تھوڑی قیمت سے منافق لوگ دنیا کے کام وطمع کیواسطے قرآن کو ترک کرتے تھے ان کی شان میں یہ فرمایا۔ جب مسلمان یہود اور منافقوں جیسا کام کریں تو ان کے حکم میں داخل ہوں گے آیات واحادیث کے احکام

عام ہونے کی تحقیق باب اول میں آیہ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا کے فائدہ میں مذکور ہوئی۔ قال اللہ تعالی۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ جو کوئی چاہتا ہے دنیا کا جینا اور اسکی رونق پھیر دیویں گے ہم ان کو ان کے عمل کی بدلی اسی میں اور ان کو اسمیں کچھ کمی نہیں کی جائے گی وہی ہیں جنکو کچھ نہیں پچھلے گھر میں سوائے آگ کے اور اکارت ہوا جو انہوں نے کیا تھا اس جگہ اور خراب ہوا وہ جو کمائے تھے۔

قال اللہ تعالی۔ وَمَا اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ۔ جو نیک کام دنیا کی طمع کیواسطے کروگے اللہ تعالی کے پاس اسکا فائدہ نہ پاوگے اور جو دوگے تم پاک مال اللہ تعالی کی خوشنودی کے واسطے وہ لوگ دونا ثواب پانے والے ہیں۔

قال اللہ تعالی۔ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ نہ چاہیئے کہ کسی پر احسان کرے اس ارادہ سے کہ وہ اس کے عوض زیادہ احسان کرے۔

ف

حضرت امام شعرانی نے فرمایا آخرت کے ثواب کے واسطے کوئی کام کرے تو اس سے دنیا کا کچھ فائدہ حاصل نہ کرے اور اس باب میں بہت احتیاط کرنا چاہیئے باب دوم میں اس مطلب کے احادیث مذکور ہوئے ہیں رد المحتار کی کتاب الحج عن الغیر میں لکھا ہے کہ عبادت پر دنیا کی کچھ چیز

مزدوری جائز نہیں اسلئے کہ ادا کی ہوئی عبادت پر مزدوری ہوئی تو بیچنا ہے اور ادا کرنے کے ارادہ سے ہو تو اجارہ مزدوری سے ہے اور یہ ہر دو باطل ہے چنانچہ متون اور شروح اور فتاویٰ میں صراحۃً مذکور ہے۔

ف

اور عبادت مالی اور بدنی اور تمام قسم کے نیکیوں کا ایصال ثواب جائز ہے اور اگر کوئی شخص مرجائے اور اسپر حج فرض تھا ایک شخص اسکی طرف سے حج کیا یا کوئی اپنے ماں باپ کی طرف سے حجۃ الاسلام بغیر وصیت کے کیا یہ عوض ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر وصیت کیا ہے تو بدل ہوتا ہے اور حجۃ الاسلام اس سے ساقط ہوتا ہے انتہیٰ۔

ف

قرآن پر مزدوری لینی جائز نہیں ہونے کے احادیث باب دوم میں مذکور ہیں بعض فقہا تعلیم القرآن کی مزدوری کو جائز رکھے ہیں اس لئے کہ ضرورت سے محذورات و ممنوعات مباح و جائز ہوتے ہیں الضرورات تبیح المحذورات اور تلاوت قرآن کی کچھ ضرورت نہیں پس اسکی اباحت کی بھی حاجت نہیں۔

مسئلہ (۲۵)

قرآن کو الٹا پڑھنا مکروہ ہے یعنی اوپر اوپر کا سورہ پڑھنا جیسے سورۃ الناس کے بعد سورۃ الفلق اس کے بعد سورۂ اخلاص اور اس کے بعد سورۃ اللہب علی ہذا القیاس عبداللہ کو اسطرح پڑھنے والے کے حال سے پوچھا گیا تو کہا وہ اوندھے دل والا ہے کذا فی البنایہ۔

ف

جب قرآن کی سورتوں کو الٹے پڑھنے کا یہ حال ہے حالانکہ اسمیں معنی اور

نظم قرآن میں کچھ تفرقہ نہیں ہوتا بھلا دیکھو قرآن کے کلمات کو الٹے پڑھنے کا کیا
حکم ہوگا ان پر تو بڑی پھٹکار و لعنت ہوگی اسلئے کہ اس صورت میں معنی و نظم قرآن
مہمل کرنا بگاڑنا ہے بعض عامل سورۂ اخلاص کو الٹا پڑھتے ہیں جیسے احد
کفوا لہ یکن لم اور کہتے ہیں اسمیں تاثیرات ہیں اعوذ باللہ من شرور
انفسنا بے شک عملیات میں شیطان ایمان بگاڑنے کیلئے تاثیرات کرتا ہے
اسکو استدراج کہتے ہیں شاہ عبدالحق دہلوی شرح سفر السعادت میں ایسے عملیات
خلاف شرع کی تحقیق کر کے لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کی بی بی پر یہودی کے
منتر پڑھنے سے شفا ہوئی اور حضرت یہ سنکے بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ جنات
آدمیوں کے ایمان کے درپے ہیں آدمیوں کے بدن کو بیمار کرتے ہیں اور
جب کفریات خلاف شرع عمل پڑھایا جائے تو اپنا اثر کھینچ لیتے ہیں تا کہ
آدمیوں کا ایمان اس کے معتقد ہونے سے جاتا رہے الغرض جو عمل سرمو
شرع سے مخالف ہے وہ شیطانی ہے۔ ع اگر عاقلے یک اشارت بست
اثر کا کچھ اعتبار نہیں اللہ تعالیٰ امتحان استدراج کے واسطے کفریات میں بہت
اثر دیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ قال اللہ تعالیٰ۔ اَفَاَمِنُوْا
مَکْرَ اللّٰہِ فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ کیا نڈر
ہوئے اللہ کے داؤ سے نڈر نہیں ہوتے اللہ کے داؤ سے مگر جو خراب
ہونے والے ہیں مکر سے مراد استدراج ہے کذا فی البیضاوی و المعالم
استدراج کے معنی ڈھیل دینا ہے۔

مسئلہ (۲۶)

قرآن ختم کرنے کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ مفلحون تک پڑھنا
مستحب ہے فتاوی قاضی خان میں ہے جو شخص پہلی رکعت میں معوذتین پڑھا

ثانی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور چند آیات سورۂ بقرہ سے پڑھے تاکہ قرآن کو ختم کرنے والا اور شروع کرنیوالا بھی ہوجاوے اور بعضوں نے کہا ہے کہ قل اعوذ برب الناس دوبارہ پڑھے انتہیٰ اور خزانۃ الروایات میں ہے جو قرآن ختم کرے پہلی رکعت میں جب معوذتین سے فارغ ہوکر رکوع کرے پھر ثانی رکعت کے واسطے اُٹھ کے سورۂ فاتحہ اور چند آیات سورۂ بقرہ کے پڑھے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اچھا لوگوں کا وہ ہے جو قرآن ختم کرے اور پھر شروع کرے۔ انتہیٰ۔

ف

قرآن کو ختم کرنے کے احادیث باب دوم میں اور قرآن کے ختم کی تحقیق اس باب کے چوتھے مسئلہ میں مذکور ہوئی۔

مسئلہ (۲۷)

قرآن کے ختم کے وقت سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھنا بعض مشائخ کے نزدیک مستحب نہیں اور عراق کے مشائخ نے اسکو مستحسن جانا ہے اگر ختم فرض نماز میں ہو تو تکرار نہ کرے۔ کذا فی العالمگیری۔

ف

اگر سورۂ اخلاص وغیرہ کی تکرار حدیث سے ثابت نہیں ہے تو یہ برا طریقہ ہے چوتھے مسئلہ میں اس کی تحقیق ہوئی۔

مسئلہ (۲۸)

اگر سجدہ تلاوت کی آیت کا ہجا کیا تو سجدہ واجب نہیں اگر اسکو پڑھا تو واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ (۲۹)

اگر کافر سے سجدہ تلاوت کی آیت سننے میں آوے تو سجدہ تلاوت واجب

ہوتا ہے اسواسطے کہ سجدہ تلاوت کا سبب پڑھنے والے کے حق میں پڑھنا ہی اور سننے والے کے حق میں سننا ہے اور یہ پایا گیا اور اسی سبب سے اگر بچے اور دیوانے اور حائض اور نفسا سے آیت سجدہ سننے میں آئے تو بھی سجدہ واجب ہوتا ہے اور کہا گیا کہ بچے اور دیوانے کے پڑھنے سے واجب نہیں ہوتا۔ کذا فی تبیین الحقائق۔

مسئلہ (۳۰)

کوئی شخص سویا ہوا نیند میں سجدہ کی آیت پڑھا پھر اسکو خبر دی گئی تو سرخسی کے نزدیک اسپر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوا اور بعضوں کے قول میں واجب ہوتا ہے۔ حموی نے کہا واجب ہونا صحیح ہے اسواسطے کہ عبادات میں احتیاط کرنا چاہیے اور عالمگیری میں ہے کہ سجدے کا واجب ہونا اصح ہے

مسئلہ (۳۱)

سوئے ہوئے شخص نے نیند میں سجدے کی آیت پڑھی اور جاگتے ہوئے لوگوں نے سنی تو ان پر سجدہ واجب ہے یہی صحیح۔ کذا فی المضمرات

مسئلہ (۳۲)

سواری پر سجدے کی آیت کوئی پڑھے تو سر کے اشارہ سے سجدہ ادا نہیں ہوتا یعنی سر جھکانے سے ادا نہیں ہوتا اسواسطے کہ سجدہ واجب ہے پس قیاساً بغیر عذر کے اشارہ سے جائز نہیں ہوگا لیکن یہ سجدے کا جائز ہونا علما کے نزدیک مستحسن ہے اسواسطے کہ تلاوت ہمیشہ عمل میں آنے کا کام ہے اور بمنزلہ نفل کے ہے پس سواری سے اترنے کو شرط ٹھیرانے میں حرج و تکلیف ہوتی ہے اگر زمین پر آیت سجدہ تلاوت کرے اس کا سجدہ

سواری پر سوار ہو کے اشارہ سے ادا کرے تو جائز نہیں اسواسطے کہ جو کمال کے طور پر واجب ہو وہ نقصان کے طور پر ادا نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۳۳)

سواری پر سجدے کی ایک آیت کئی بار پڑھا اس پر ایک سجدہ واجب ہے اور جو شخص اس کے ساتھ چلتا ہے اس پر ہر بار کے پڑھنے میں سجدہ واجب ہے کذا فی فتاوی قاضی خاں۔

ف

یہ اس سبب سے کہ سواری ایک مجلس کے حکم میں ہے اسی سبب نفل نماز سواری پر جائز ہے۔

مسئلہ (۳۴)

حائض عورت اگر سجدے کی آیت پڑھے اس پر سجدہ واجب نہیں اسواسطے کہ اس کو فرض معاف ہے پس واجب بطریق اولی معاف ہوگا کذا فی المنافع۔

مسئلہ (۳۵)

اگر طوطے سے سجدہ کی آیت سنا جائے تو سجدہ واجب نہیں وہو المختار کذا فی عالمگیری۔

مسئلہ (۳۶)

سجدۂ تلاوت میں یہ پڑھنا چاہیئے سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا اور صحیح تر یہ ہے جو نماز کے سجدے میں کہتے ہیں سجدہ تلاوت میں بھی وہی کہے۔ کذا فی الکفایہ عن المبسوط۔

ف

اس مسئلہ کی تحقیق باب دوم میں احادیث سے معلوم ہوگی۔

مسئلہ (۳۷)

ایک مجلس میں اگر قرآن ختم کیا تو اس پر چودہ سجدے واجب ہو گئی

مسئلہ (۳۸)

کھڑے ہو کر سجدہ تلاوت کرنا افضل ہے بی بی عائشہؓ سے ایسی ہی روایت ہے۔ کذا فی تبیین الحقائق۔

ف

اس مسئلہ کی تحقیق باب اول کی چودھویں آیت کے فائدے میں مذکور ہے۔

مسئلہ (۳۹)

سجدے کی تلاوت کی آیت فارسی زبان میں پڑھا تو امام اعظمؒ کے نزدیک معنی سمجھو یا نہ سمجھو سجدہ واجب ہوتا ہے اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اگر پڑھنے والا قرآن پڑھتا ہو سمجھتا ہے تو واجب ہوتا ہے اگر نہیں تو نہیں اور صحیح مذہب یہی ہے سب اماموں کے نزدیک واجب ہوتا ہے۔ کذا فی العالمگیری۔

مسئلہ (۴۰)

سجدۂ تلاوت کی ابتدا اور انتہا میں تکبیر کہنا چاہیئے یہی مختار ہے۔ کذا فی جامع المضمرات۔

اور حسن نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے کہ ابتدا میں تکبیر کہے انتہا میں نہیں اور کہا گیا ابتدا میں سب کے نزدیک تکبیر کہنا چاہیئے اور امام ابویوسف کے نزدیک نہیں۔ کذا قال البرجندی۔

ف

کھڑے ہو کر سجدہ کرنا مستحب ہے اس کی تحقیق باب اول میں (۱۴۱) آیت میں مذکور ہے اور سجدہ کے بعد کھڑے ہونے میں اختلاف ہے۔ کذا فی رد المحتار۔

مسئلہ (۱۴۱)

آفتاب طلوع وغروب ہوتے وقت اور مکروہ وقتوں میں آیت سجدہ پڑھی جائے تو امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایسے وقت سجدہ کرنا جائز ہے۔ کذا فی مطالب المومنین عن عیون المسائل اور امام ابو یوسف سے یہی مروی ہے کہ اوقات مکروہہ میں سجدہ ادا نہ کرے۔ اسی پر فتوی ہے۔ قاضی خاں نے کہا ظاہر یہی ہے کہ جائز نہیں۔

مسئلہ (۱۴۲)

سجدۂ تلاوت کی تاخیر نماز میں مکروہ ہے اور خارج نماز مکروہ نہیں اور طحاوی نے کہا مطلقا مکروہ ہے یہی صحیح تر ہے ظاہر یہ ہے کہ نماز کے خارج مکروہ تنزیہی ہے۔ کذا فی بحر الرائق۔

ف

سجدۂ تلاوت جو نماز سے خارج ہو امام محمدؒ کے نزدیک اسکو جب کا جب ادا کرنا واجب نہیں بلکہ تمام عمر میں ادا کر لیا تو بس ہے دیر ی سے گناہ نہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک جب کا جب ادا کرنا واجب ہے اور امام اعظمؒ سے یہ دونوں روایتیں آئی ہیں لیکن دیر کرنا مکروہ تنزیہی ہے اسواسطے کہ بھول جانے کا خوف ہے اور جو سجدہ نماز میں ہو اس کو جب کا جب ادا کرنا واجب ہے اسواسطے کہ وہ نماز کا جزو ہو گیا ہے اس کو دیر کرنے سے

گنہگار ہوتا ہے اور ادا کرے اس کو جب تک نماز میں ہے یا بعد سلام کے۔ کذا فی رد المحتار۔ اور جبکو سجدہ تلاوت کرنے میں کوئی عذر ہو اس کو یہ کہنا مستحب ہے سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر کذا فی رد المحتار

نماز میں سجدہ تلاوت کے ادا کرنے میں دیر ہو تو سجدۂ سہو لازم ہو گا کذا فی باب سجود السہو من رد المحتار۔

مسئلہ (۴۳)

اگر سجدہ کی آیت رکوع یا سجدے میں پڑھا تو سجدہ واجب نہیں ہوتا کذا فی فتاوی عالمگیری کہا رضی اللہ عنہ ز میرے نزدیک یہ بات ہے کہ سجدہ واجب ہوتا ہے لیکن اسی رکوع یا سجدے میں وہ سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتا ہے کذا فی الظہیریہ انتہی۔ کہتا ہوں میں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت نماز کے رکوع سے ادا ہو جائے گا اور نماز کا سجدہ نیت پر موقوف نہیں ہے اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔

مسئلہ (۴۴)

اگر کسی شخص پر چند سجدے تلاوت واجب ہیں اسکو فلاں فلاں سورت کا سجدہ کرتا ہوں کرکے نیت کرنا ضرور نہیں۔ کذا فی رد المحتار۔

ف

سجدۂ تلاوت میں ترتیب واجب نہیں جیسا نماز میں صاحب ترتیب پر قضائے فوائت کی ترتیب واجب ہے

مسئلہ (۴۵)

سجدۂ تلاوت جو نماز سے خارج ہے اگر سجدے کے عوض رکوع کرے تو

بھی ادا ہوتا ہے۔ کذا فی درالمختار۔

مسئلہ (۴۶)

اگر سجدہ کی آیت پڑھا اور سجدے کا حرف نہیں پڑھا تو سجدہ واجب نہیں ایسا ہی اگر سجدے کا حرف پڑھا اور اکثر آیت نہیں پڑھا تو سجدہ واجب نہیں خزانۃ الروایات میں غیاثیہ سے نقل کیا ہے کہ اس صورت میں معتبر یہ ہے کہ آدھی آیت سے زیادہ سجدے کے حرف کیساتھ پڑھا تو سجدہ واجب ہوتا ہے کہ اکثر آیت سجدہ کے آگے ہو یا بعد انتہی۔

مسئلہ (۴۷)

تلاوت کرنیوالے کی مجلس مختلف ہو اور سننے والے کی مجلس مختلف نہ ہو تو سننے والے پر دوبارہ سجدہ واجب نہیں اسی پر فتوی ہے کذافی السراجیہ مجلس مختلف نہیں ہوتی اگر ایک لقمہ کھایا ایک گھونٹ پانی پیا یا اٹھ کھڑا ہوا یا ایک دو قدم چلا یا جو سوار تھا وہ اتر ایا جو اترا تھا وہ سوار ہوا یا مکان یا مسجد کے جانب سے دوسری جانب میں گیا تو مجلس مختلف نہیں ہوتی۔ اگر مکان بڑا ہے بادشاہ کے مکان کے جیسا تو مجلس مختلف ہوتی ہے سجدے کی جو جگہ کہ مقتدی اس میں کھڑے ہوتے ہیں نماز صحیح ہے وہ ایک مکان کے حکم میں ہے کشتی چلنے سے سوار کی مجلس مختلف نہیں ہوتی جانور کے چلنے سے سوار کی مجلس مختلف ہوتی ہے اگر جھاڑ کی ایک ڈالی پر سجدے کی آیت پڑھکر دوسری ڈالی پر اسی آیت کو پڑھا تو تکرار سجدہ واجب ہے یہی صحیح ہے۔

ف

بتیسویں مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جانور کے چلنے سے سوار کی مجلس مختلف نہیں ہوتی اور اس مسئلہ میں اس کا خلاف پایا جاتا ہے اور ایسا ہی

آئندہ گھوڑے اور گدھے کے چکی کے مسئلہ میں اگر جو شخص حوض میں تیرتا ہوا سجدہ کی آیت مکرر پڑھا امام محمدؒ نے کہا کہ اگر حوض مسجد کے برابر ہے تو دوبارہ سجدہ واجب نہیں اور صحیح یہ ہے کہ سجدہ دوبارہ واجب ہے۔ کذا فی فتاوی قاضی خاں۔

اگر سجدے کی آیت پڑھکر تسبیح اور تہلیل پڑھا پھر وہی آیت پڑھا تو سجدہ مکرر واجب نہیں۔ اگر چلتا ہوا سجدہ کی آیت کو تکرار کیا ہر مرتبہ کے پڑھنے سے ایک ایک سجدہ واجب ہوگا اگر گھوڑے یا گدھے کی چکی کے اطراف سجدہ کی آیت تکرار کیا تو ہر مرتبہ میں سجدہ واجب ہوگا۔ یہی صحیح ہے۔ کذا فی عالمگیری اگر زیادہ کام کیا جیسے کھایا پیا یا لیٹا یا بیچا یا خرید کیا ایسی صورت میں مجلس مختلف ہوتی ہے اور تکرار آیت سے تکرار سجدہ واجب ہوتی ہے۔ کذا فی عالمگیری۔ اور یہی حکم نکاح کرنے یا دو کلموں سے زیادہ بات کرنے اور بچہ کو دودھ پلانے کا ہے کوئی نماز کی رکعتوں میں سے ہر رکعت میں سجدہ کی آیت مکرر پڑھے تو امام محمدؒ کے نزدیک تکرار سجدہ واجب ہے اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک تکرار سجدہ واجب نہیں کذا فی فتح القدیر۔ اگر بیٹھا ہوا شخص لیٹ گیا تو مجلس مختلف نہیں ہوتی کذا فی بحرالرائق۔ کھڑے ہونے سے مجلس جدا نہیں ہوتی کذا فی الہدایہ یہاں نفع المفتی والمسائل کے مسائل تمام ہوئے یہ مسائل ذیل درمختار اور ردالمحتار کا ترجمہ ہیں۔

مسئلہ (۴۸)

قرآن شریف میں جملہ پندرہ سجدے ہیں حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک سورۂ حج کا دوسرا سجدہ ثابت واجب نہیں حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک سورۂ صٓ کا سجدہ عزائم سجود سے نہیں یعنی ضروری نہیں مستحب ہے اور حضرت

امام مالک کے نزدیک سورۂ النجم اور سورۂ انشقاق اور سورۂ علق کے سجدے ثابت نہیں اور حضرت امام احمد کے نزدیک پندرہ سجدے ہیں۔ کذا فی ردالمختار و معالم التنزیل۔

مسئلہ (۴۹)

تمام قرآن میں پندرہ جگہ سجدہ ضرور ہے کذا فی موضح القرآن و معالم التنزیل

مسئلہ (۵۰)

حضرت امام اعظم کے نزدیک سجدۂ تلاوت واجب ہے اور حضرت امام شافعی کے نزدیک سنت کذا فی موضح القرآن۔

ف

ہر سورت میں سجدہ واجب ہونے اور نہ ہونے کے احادیث باب دوم میں ہر سورت کے فضائل کے ساتھ مذکور ہوئے ہیں۔

مسئلہ (۵۱)

سورۃ النمل میں محل سجدہ کسائی کی قرأت پر (الا) کی تخفیف سے (وما یعلنون) کے بعد ہے اس واسطے کہ اصل یوں ہے۔ (الا یا قوم اسجدوا) یعنی اے قوم سجدہ کرلیں طلب سجدے کی آیت (وما تعلنون) پر تمام ہوئی پس اس آیت کے تمام ہوئے بعد سجدہ کرنا چاہیئے۔ برخلاف عام قرأت کے سجدے کا مضمون عظیم پر تمام ہوتا ہے عام قرأت کے اعتبار کرتے (الا) کی تشدید سے (رب العرش العظیم) کے نزدیک سے اور بھی اولی ہے۔ اور سورۂ ص میں زیلعی کے نزدیک (وانا) کے نزدیک سے اور (وحسن مآب) کے نزدیک سجدہ کرنا اولی ہے۔ اور سورت حم السجدہ میں امام شافعی کے نزدیک (ان کنتم ایاہ تعبدون)

کے نزدیک ہے اور (وھم لا یسامون) کے نزدیک سجدہ کرنا اولیٰ ہے
اسواسطے کہ اگر سجدہ محل اول میں واجب ہوا ہے تو محل ثانی میں ادا کرنے
سے ادا ہو جائے گا اگر محل ثانی میں سجدہ واجب ہے تو محل اول میں ادا
کرنے سے ادا نہ ہوگا جیسا کہ وقت آنے کے پہلے نماز پڑھیں تو نماز نہیں ہوتی
آیت سجدہ پڑھنے کے ساتھ سجدۂ تلاوت واجب نہیں یعنی سجدہ کی آیت پڑھی
بعد دیر سے سجدہ کرے تو مضائقہ نہیں -

ف

سجدہ میں دیر ہونیکی تحقیق ۱۲ مسئلہ میں مذکور ہے -

مسئلہ (۵۳)

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے تین سبب ہیں پڑھنا یا سننا یا مقتدی
ہونا کذا فی در المختار - پس بہرہ پڑھا تو اس پر سجدہ واجب ہے اگرچہ نہ سنے
اگر بہرے کے سامنے اور کوئی پڑھے تو بہرہ پر سجدہ واجب نہیں اور مقتدی امام
کے پڑھنے کو نہیں سنا اور نزدیک نہ ہو تو بھی اسپر سجدہ واجب ہے -

مسئلہ (۵۴)

اگر آیت سجدہ کو رکوع یا سجدہ یا تشہد میں پڑھا یا مقتدی پڑھا تو سجدہ
واجب نہیں اسواسطے کہ اس مقام میں پڑھنا منع ہے کذا فی رد المحتار -

ف

یہ صورت داخل نماز میں ہے اور خارج نماز کا حکم (۴۲) مسئلہ میں مذکور ہے

مسئلہ (۵۵)

اگر مقتدی پڑھا تو نماز میں داخل ہے سو اسپر سجدہ واجب نہیں نہ نماز میں
نہ نماز کے بعد اور جو شخص خارج نماز میں ہے اس پر واجب ہے -

مسئلہ (۵۵)

سجدۂ تلاوت کے شروط نماز کے شروط کے موافق ہیں جیسے طہارت ستر عورت وغیرہ سوائے تکبیر تحریمہ کے یعنی سجدۂ تلاوت میں تکبیر تحریمہ فرض نہیں اور تعین کرنا نیت کا بھی فرض نہیں مثلاً فلاں آیت کا سجدہ کرتا ہوں لیکن سجدۂ تلاوت کی نیت فرض ہے اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھنے کیساتھ ہی سجدہ کیا تو سجدۂ تلاوت کی نیت بھی فرض نہیں۔

مسئلہ (۵۶)

جس پر نماز کا ادا کرنا اور قضا پڑھنا فرض ہے اس شخص پر سجدہ تلاوت کا ادا اور قضا واجب ہے پس جنب اور نشہ والا اور سویا ہوا قضا کرنا چاہیئے اور کافر اور حائض اور بچہ اور نفساء پر واجب نہیں۔

مسئلہ (۵۷)

اگر کوئی شخص کافر اور بچہ اور جنب اور حائض اور نفساء اور سونے والے سے سجدہ کی آیت سنے تو سننے والے پر سجدہ واجب ہے اور بالکل دیوانہ شخص سے سننے میں آئے تو سننے والے پر واجب نہیں۔

مسئلہ (۵۸)

نماز میں واجب ہوا سو سجدہ کو نماز ہی میں ادا کرنا واجب ہے اسواسطے کہ وہ نماز کا جزو ہوا ہے اگر نماز میں ادا نہیں کیا خارج میں ادا نہیں ہوتا بلکہ ترک کرنے کے سبب گنہگار رہوتا ہے اسکو توبہ کرنا لازم ہے اگر وہ نماز جس میں سجدہ ترک کیا تھا۔ فاسد ہوئی تو وہ سجدہ خارج نماز میں ادا ہوگا اسواسطے کہ وہ خارج نماز کے حکم میں ہوا اور صلوتیہ نرہا۔

مسئلہ (۶۱)

سجدۂ تلاوت سجدہ کرنے سے ادا ہوتا ہے اور رکوع کرنے سے بھی ادا ہوجاتا ہے

بشرطیکہ یہ سجدہ اور رکوع خاص سجدۂ تلاوت کے واسطے ہو نماز کے سجدے اور رکوع سے ادا نہیں ہوتا۔

مسئلہ (۶۲)

سجدۂ تلاوت ادا ہوئے بعد کھڑے ہو کر دو تین آیت پڑھکر رکوع کرنا مستحب ہے اگر سجدہ سورہ کے اخیر میں ہو تو دوسرے سورہ سے پڑھنا چاہیئے

مسئلہ (۶۳)

سجدۂ تلاوت نماز کے خارج بھی رکوع کرنے سے ادا ہوتا ہے۔

مسئلہ (۶۴)

سجدہ تلاوت نماز کے رکوع وسجود سے بھی ادا ہوتا ہے بشرطیکہ فوراً نماز کا رکوع وسجود ادا کرے یعنی سجدے کی آیت پڑھتے ہی اگر دو تین آیت کے بعد نماز کا رکوع یا سجود کرے اور فوراً رکوع وسجود نہیں کیا تو تلاوت کے واسطے خاص سجدہ ضرور ہے۔ درالمختار۔ ردالمختار۔

مسئلہ (۶۵)

اگر امام نماز جہریہ میں سجدۂ تلاوت کی نیت رکوع میں کر لیا اور مقتدی نیت نہیں کیا تو مقتدی کا سجدۂ تلاوت ادا نہیں ہوا پس مقتدی سلام کے بعد سجدۂ تلاوت ادا کرے اور پھر قعدہ کا ارادہ کرے اگر قعدہ کا اعادہ نہیں کیا تو نماز فاسد ہوگی اس واسطے کہ سجدۂ تلاوت قعدہ اخیرہ کو زائل کر دیتا ہے جیسا کہ سجدۂ صلوٰۃ زائل کرتا ہے اور سجدۂ سہو زائل نہیں کرتا یعنی سجدۂ سہو کے بعد قعدہ فرض نہیں۔

مسئلہ (۶۶)

سریہ نماز میں امام کی نیت رکوع کے باب میں جو ہے وہ نیت مقتدی کو بھی کافی ہے۔

مسئلہ (۶۷)

جو سجدۂ تلاوت نماز میں واجب ہوا سکو نماز ہی میں ادا کرنا چاہیئے اسواسطے کہ وہ نماز کا جزو ہوگیا اگر نماز میں ادا نہیں کیا تو مصلی گنہگار ہوگا اور اس کو توبہ کرنا لازم ہے اور نماز میں سجدۂ تلاوت کو ترک کیا اور نماز کا فساد ظاہر ہوا تو اس سجدۂ تلاوت کو خارج نماز ادا کرنا چاہیئے۔

مسئلہ (۶۸)

اگر نماز میں سجدۂ تلاوت کو بھول گیا اور اگر سلام کے بعد بھی یاد آئے تو نماز کے مخالف و منافی کام کرنیکے آگے سجدۂ تلاوت ادا کرے اور سجدۂ سہو دیوے۔

مسئلہ (۶۹)

اگر نماز میں داخل ہے سو شخص اپنے غیر سے سجدہ کی آیت سنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے بلکہ بعد نماز کے سجدہ کرے اگر نماز میں سجدہ کیا تو جائز نہیں بعد نماز کے اس سجدہ کا اعادہ کرے اور نماز کا اعادہ کرنیکی حاجت نہیں اگر تلاوت کرنے والے کی متابعت کیواسطے سجدہ کیا تو نماز فاسد ہوگی۔

مسئلہ (۷۰)

اگر خارج نماز ایک آیت سجدہ کی پڑھی پھر نماز میں وہی آیت پڑھی تو اور ایک سجدہ کرنا چاہیئے اگر خارج نماز سجدہ نہیں کیا ہے تو نماز میں سجدہ کرنے سے وہ سجدہ بھی ادا ہو جاتا ہے اسواسطے کہ نماز میں کا سجدہ تلاوت قوی ہے بعضوں کے نزدیک ادا نہیں ہوتا اور اگر نماز میں ایک آیت سجدہ کی پڑھکر پھر بعد نماز وہی آیت پڑھی تو اس میں بھی اختلاف ہے یہ اختلاف مجلس کے مختلف ہونے اور نہ ہونے پر واقع ہے۔

مسئلہ (۱)

تکرار سجدۂ تلاوت تین چیز کے جدا ہونے سے لازم ہوتی ہے۔ پہلی سجدے کی آیت پڑھنے کا جدا ہونا۔ دوسری سجدے کی آیت سننے کا جدا ہونا۔ تیسری سجدہ کی آیت پڑھنے اور سننے کی مجلس کا جدا ہونا۔ یعنی ایک آیت پڑھی یا سنی اور سجدہ کیا پھر دوسری اور ایک آیت پڑھے یا سنے تو پھر دوسرا سجدہ کرنا چاہیئے اور ایک مجلس میں ایک آیت پڑھے یا سنے پھر وہی آیت دوسری مجلس میں پڑھے یا سنے تو دوسرا سجدہ کرنا۔ اور درود شریف واجب ہونے کا بھی حکم یہی ہے یعنی اسم مبارک ہر بار ذکر کرنے یا سننے یا مجلس کے جدا ہونے سے درود واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ (۲)

اگر ایک آیت ایک مجلس میں کئی مرتبہ پڑھے یا سنے تو بعض کہتے ہیں اول مرتبہ میں سجدہ کرنا اولی ہے اسواسطے کہ یہ سبب ہے اور بعض کہتے ہیں آخر مرتبہ میں سجدہ احتیاط ہے اسواسطے کہ اس میں اگلے سجدے داخل ہوجاتے ہیں۔

مسئلہ (۳)

قرآن کی تلاوت میں سجدہ کی آیت کو ترک کرکے تلاوت کرنا مکروہ ہے اسواسطے کہ اس میں نظم قرآن کو توڑنا ہے اور تالیف قرآن کو بدلنا ہے۔ یعنی قرآن کی آیت کی ترتیب کو بگاڑنا ہے اور قرآن کی آیات کی ترتیب کے موافق پڑھنے کا حکم ہے اور یہ کراہۃ تحریمی ہے امام محمد نے کہا اس ترک کرنے میں بعض آیت قرآن کو ترک کرنا لازم آتا ہے یہ مسلمانوں کا کام نہیں اور سجدہ سے بھاگنا ہے اور یہ مومن کے اخلاق سے بعید

ہے قال اللہ تعالیٰ فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ۔ یعنی قرآن کو اسکی ترتیب کے موافق پڑھو۔

ف

اس سے معلوم ہوا قرآن کے آیات کی ترتیب کے خلاف پڑھنا مکروہ ہے اور سورتوں کی ترتیب کا خلاف احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت سرور عالم جمعہ کے صبح کی نماز میں الم السجدۃ اور سورہ دھر پڑھتے تھے اور منتہی الادب فی لسان العرب میں لکھا ہے و اختصر السجدۃ خواند سورہ را کہ دراں سجدہ بود و گزاشت آیت سجدہ را تا سجدہ کردہ نشود یا آیت سجدہ جدا کردہ خواند تا سجدہ نماید وقد نہی عنہما انتہی بعبارتہ آیت سجدہ پڑھنا اور باقی ترک کرنیکی کراہۃ اس سبب سے ہے کہ فقہا نے تعیین قراۃ کو منع کیا ہے اور اس کے دلائل کو لکھا ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

مسئلہ (۷۴)

سجدہ کی ایک ہی آیت پڑھنا مکروہ نہیں لیکن آگے کی آیت یا بعد کی آیت سے ملا کر پڑھنا اچھا ہے تا کہ تفضیل کا وہم نہ ہو۔

مسئلہ (۷۵)

سجدہ کی آیت آہستہ پڑھنا چاہیئے اسواسطے کہ اگر سننے والے سستی سے سجدہ نہ کریں تو گناہ میں گرفتار ہو جائیں گے۔

مسئلہ (۷۶)

اگر ہر شخص سجدہ کی آیت کا ایک ایک کلمہ پڑھے تو سجدہ واجب نہیں اسواسطے کہ اکثر آیت سجدے کے لفظ کے ساتھ پڑھنے سے سجدہ واجب ہوتا ہے

مسئلہ (۷۷)

سجدہ کی ہرایک آیت پڑھ کے سجدہ کرنا حاجت برآنے کے واسطے کافی ہے اور ہر آیت کے درمیان سجدہ کرنے سے نظم قرآن میں خلل واقع نہیں ہوتا پس یہ عمل مکروہ نہیں۔

مسئلہ (۷۸)

نعمت حاصل ہو یا بلا دفع ہو تو سجدۂ شکر مستحب ہے۔

مسئلہ (۷۹)

سجدۂ شکر کا طریقہ سجدۂ تلاوت کے مانند ہے۔

مسئلہ (۸۰)

نماز کے بعد سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے اس واسطے کہ یہ دین میں نئی بات نکالنا ہے۔

سجدۂ فاطمی کی حدیث موضوع باطل بے اصل ہے۔

صاحب ردالمحتار نے لکھا ہے کہ ایک شخص نماز کے بعد سجدہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اسکی اصل وسند ہے میں نے اس سے یہ تحقیق بیان کیا تو اس عمل سے باز آیا۔

مسئلہ (۸۱)

امام کو مکروہ ہے کہ سجدہ کی آیت آہستہ پڑھے اور ایسا ہی عید اور جمعہ اور ظہر میں اسواسطے کہ لوگ سجدہ ترک کریں گے یا شبہ میں واقع ہوں گے۔ اگر امام سجدۂ تلاوت آہستہ پڑھکر نماز کے رکوع میں جلد ملالیوے تو مکروہ نہیں یہ بحث اوپر مذکور ہوئی ہے۔

مسئلہ (۸۲)

اگر منبر پر سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھے تو سجدہ کرے اور سننے والے بھی سجدہ کریں چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر سجدہ کی آیت پڑھی نیچے اتر کر سجدہ کیا۔ اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔

مسئلہ (۸۳)

رد المحتار میں ہے کہ قرآن کو ہاتھ لگانے کیواسطے باوجود قدرت وضو کے تیمم جائز نہیں۔

مسئلہ (۸۴)

رد المحتار نیت کے باب میں لکھا ہے کہ سجدۂ تلاوت کیواسطے نیت واجب ہے اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور جلد سجدہ کرے تو نیت واجب نہیں اگر چند سجدے واجب ہوں ہر سجدہ کی نیت واجب نہیں۔

مسئلہ (۸۵)

اور جمعہ کے باب میں لکھا ہے کہ قرآن کا سننا فرض کفایہ ہے۔

مسئلہ (۸۶)

باب ادراک الفریضہ میں لکھا ہے کہ سجدۂ تلاوت خارج صلوٰۃ جب کا جب واجب نہیں بلکہ نماز میں جب کا جب واجب ہے۔

مسئلہ (۸۷)

اور باب السجود الظہیریہ میں لکھا ہے نماز میں سجدۂ تلاوت کو دیر ہو تو سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔

مسئلہ (۸۸)

فصل القرأۃ میں لکھا ہے سورۂ فاتحہ اور کوئی ایک سورہ کا حفظ فرض عین ہے،

مسئلہ (۸۹)

اور فصل القرأۃ میں لکھا ہے تلاوت قرآن میں مد کو ترک کرنا حرام ہے۔

مسئلہ (۹۰)

قرآن کی ایک آیت جس سے نماز جائز ہو ہر شخص پر اسکا حفظ کرنا فرض عین ہے افضل ہے نفل نماز سے اور مسائل فقہ کا سیکھنا ان دونوں سے افضل ہے در مختار۔ فصل قرأۃ۔

مسئلہ (۹۱)

قرآن پکار کر پڑھنا ایسے لوگوں کے پاس جو کسی شغل میں ہوں اور اس کو سنتے نہ ہوں مکروہ ہے کیونکہ اس میں قرآن کی سبکی ہے۔ نصاب الاحتساب باب ۹۔

مسئلہ (۹۲)

ہمارے مشائخ نے اس فقیر کو صدقہ دینا مکروہ جانا ہے کہ بازاروں میں قرآن پڑھتا ہے تا اسکو سرزنش ہو۔ نصاب الاحتساب باب ۴۶۔

ف

قال اللہ تعالیٰ تبارک تعالیٰ وَ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ یعنی نیک کام پر مدد کرو اور برے کام پر مدد مت کرو اور ایت (وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ) سے سائل کو جھڑکنا منع ثابت ہوتا ہے اسکو دینا ثابت اور واجب معلوم نہیں ہوتا۔ اسواسطے (لَا تَنْهَرْ) کے معنی (مت جھڑکو) ہے اس سے سائل کو دینا ثابت نہیں ہے لیکن فسق و فجور کو اپنے سوال کا وسیلہ ٹھیرانے والے اور بھیک مانگنے والے اسی حکم سے مستثنیٰ اور خارج ہیں یعنی ایسے سائلوں کو دینا منع ہے اس لیئے کہ ناچنا گاتا اور جھوٹے قصے۔ اور جھوٹے مرثیہ پڑھنا

اور بھیک مانگنا اور مسخراپن سے لوگوں کو ہنسانا وغیرہ حرام ہے۔ ایسے
سائلوں کو دینا ان بُرے کاموں پر مدد کرنا ہے اور ایسی مدد آیت و حدیث
سے منع ہے۔ کما لایخفی۔ اور حضرت مصلح الدین شیخ سعدی ہادی کا
قول ؎ بد و نیک را بذل کن سیم و زر ٭ کہ این کسب خیر ست وان دفع شر
عین مصلحت ہے۔ کافروں کو دینا جائز ہے اسواسطے کہ اس نے کفر کو بھیک
مانگنے کا ذریعہ وسیلہ سبب نہیں ٹھیرایا ہے۔ اور کافر کو دینا لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدٰھُمْ
وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اور حدیث تصدقوا علی الادیان کلھا
سے ثابت ہے مگر واجب صدقات کافر کو دینا جائز نہیں مثلاً زکوٰۃ وغیرہ۔
جمعہ کے روز جو فقرا مسجد کے اندر سوال کرتے ہیں ان کو دینا درست
نہیں اور جو باوجود قوت و توانائی کے مانگتے ہیں ان کو بھی دینا درست
نہیں۔ اس مسئلہ کی تحقیق صاحب ردالمحتار نے باب الجمعہ میں خوب بہ تفصیل
تمام لکھی ہے من شاء الاطلاع علیہ فلیراجع الیہ اور حدیث
میں جو وارد ہے کہ جو شخص گھوڑے پر سوار ہو اور مانگے تو بھی اسکو دینا
چاہیئے۔ یہ حدیث فقہ کے مسائل کے خلاف نہیں اس لئے کہ اس حدیث
کے یہ معنی ہیں جو شخص تونگر ہے ضرورت کے سبب اتفاقاً مانگے اسکو دینا چاہیئے
مثلاً ایک شخص تونگر رات کو بستی میں آئے اور ضرورت کے سبب کھانا وغیرہ مانگے
ایسے شخص کو باوجود تونگری مانگنا جائز ہے اور دوسروں پر اس کو دینا واجب
و لازم ہے حدیث کے یہ معنی نہیں ہے کہ جو شخص تونگر فاسق فاجر بھیک
مانگے جو کہ شرعاً و عقلاً کل دینوں میں حرام و معیوب ہے۔ اسکو اپنی روزی کا
وسیلہ اور ذریعہ ٹھیرائے ویسے شخص کو دینا اس حدیث سے ہرگز ثابت
نہیں کہ یہ معنی قرآن اور دوسرا احادیث اور عقل و نقل کے مخالف ہیں۔

فقہ کے معتبر کتابوں میں جو مسئلہ صراحتہً مذکور ہو اس کے خلاف اعتقاد رکھنا اور ایسے واہی استدلالات کرنا گمراہی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ہاں مصلحت دنیوی کے واسطے شیخ مصلح الدین کے قول پر عمل کرنا اور بات ہے لیکن ایسے دینے سے ثواب کی امید نہ رکھے بلکہ تو یہ کرے خدا تعالیٰ سے بخشش اور معافی چاہے۔

مسئلہ (۹۳)

ولو قرأ القرآن فمر علی اسم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقراءۃ القرآن علی تالیفہ ونظمہ افضل من الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ذالک الوقت فان فرغ ففعل فہو افضل والا فلا شیٔ علیہ۔ کذا فی الملتقط۔ رد المحتار صفحہ ۵۶۱ قرآن شریف پڑھتے وقت حضرت کا اسم شریف پڑھنے میں آئے تو قرآن شریف پڑھنے میں مشغول رہنا افضل ہے۔ درود شریف پڑھنے سے اور بعد فراغت کے درود پڑھے تو یہ افضل ہے اگر نہ پڑھے تو بھی مضائقہ نہیں ایسا ہی لکھا ہے ملتقط میں اس لئے کہ قرآن شریف پڑھنے کی حالت میں اسپر درود شریف واجب نہیں ہوا تھا۔ یہاں یہ بات جاننا چاہیئے کہ عین تلاوت قرآن میں ادعیہ کا پڑھنا ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ سکتہ کرکے دعائیں پڑھکر پھر تلاوت شروع کرتے تھے حالانکہ دعاؤں کا پڑھنا واجب نہیں اور حضرت سرور عالم کا اسم شریف سننے یا کہنے کی حالت میں درود شریف واجب ہے اگرچہ تلاوت کیوقت واجب نہ ہوا پایں نام مبارک سنکر درود شریف پڑھنا دعاؤں کے پڑھنے سے افضل ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

ترجمہ کبیری شرح منیۃ المصلی

نماز میں قاری سے زلت (لغزش) ہوجاتی ہے اسکے احکام کا بیان یہ فصل نہایت ضروری امور میں سے ہے اس کی بنا ان قاعدوں پر ہے جو اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں نہ جیسے بعضوں کا وہم ہے کہ اس باب میں کوئی قاعدہ ہی نہیں جس پر احکام کی بنا ہو سکے بلکہ بات یہ ہے کہ جب اس فصل کے قاعدے معلوم ہوجائیں گے تو معلوم ہوجائیگا کہ جو جو فرعین کتابوں میں مذکور ہیں کس قاعدے پر مبنی اور کس قاعدے سے پیدا کی ہوئی ہیں۔ اور جو احکام مذکور نہیں ان کو اُن قاعدوں سے معلوم کرنا سہل ہوجائیگا۔ پس اب ہم اللہ سے مدد مانگتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن میں خطا یا تو اعراب میں یعنی حرکات وسکون میں ہوگی۔ اس میں شدکی خطا بھی ہے تشدید والے حرف کو بے تشدید پڑھنا یا مد والے کو بلا مد پڑھنا اور بے تشدید کو تشدید سے اور بے مد کو مد سے پڑھنا یا خطا حروف میں ہوگی۔ یعنی اسطور سے کہ حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھے یا کوئی حرف بڑھا دے یا کسی حرف کو گھٹا دے یا آگے پیچھے کردے یا خطا کلموں اور جملوں میں ہوگی اسطور پر کہ ایک کلمہ کی جگہ دوسرا کلمہ اور ایک جملہ کی جگہ دوسرا جملہ یا خطا وقف اور وصل میں ہوگی رُکنے کی جگہ نہ رُکیں اور نہ رُکنے کی جگہ رُکیں متقدمین کے نزدیک قاعدہ ہے کہ اگر قاری اسطور پر بدل دے جسکا اعتقاد کفر ہوتا ہو تو اوپر کی سب قسم کی خطاؤں کی صورت میں فساد لازم آئیگا خواہ وہ خطا قرآن کا کلمہ یا جملہ قرآن میں آیا ہو یا نہ آیا ہو مگر یہ کہ جملوں کی تبدیل میں پورے وقف کیساتھ فصل کیا ہو تو فساد لازم نہیں آتا۔

ف

کلمہ کی خطا کی مثال فاما من اعطی وصدق بالحسنی فسنیسرہ کو

لِلْعُسْرٰى وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ

لِلْيُسْرٰى جملے کی خطا کی مثال فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ

هَاوِيَةٌ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ الرَّاضِيَةٍ

(اس قسم کی خطا ہونیکی آیات اس کتاب کے باب پنجم میں مذکور ہیں۔) اور اگر ایسی تبدیل قاری سے نہ ہو جسکے اعتقاد سے کفر لازم نہ آئے پس اگر اس کی زبان سے نکلے ہوئے لفظ کا سا لفظ قرآن میں نہ ہو اور اس خطائی لفظ کا معنی اصل لفظ کے معنی سے بعید ہو اور اس لفظ کے معنی سے اصل لفظ کا معنی بالکل بدل جاتا ہو اس طور پر کہ ان دونوں لفظوں کے معنی میں کوئی سی مناسبت مطلقاً نہ ہو تو اس صورت میں بھی نماز فاسد ہو جائیگی (مثلاً) هٰذَا الْغُرَابُ کی جگہ هٰذَا الْغُبَارُ پڑھنا یہی حکم ہے فساد کا جبکہ غلط لفظ کا سا لفظ قرآن میں نہ ہو اور اسکے معنی بھی نہ ہو تا اس معنی پر قرآنی معنی بعید ہونے یا نہ ہونے کا حکم لگایا جائے (مثلاً) تَبْلَى السَّرَائِرُ کی جگہ تَبْلَى السَّرَائِلُ یہ لفظ مہمل ہی پڑھے یعنی را کی جگہ لام پڑھے اگر غلط لفظ کا سا لفظ قرآن میں ہو اور اس لفظ کا معنی قرآن کے اصل لفظ کے مقصودی معنی سے دور تر ہو تاہم اس غلط لفظ کے معنی کی وجہ سے اصل لفظ کے معنی تغیر فاحش کے طور پر بدل جاتے نہ ہوں تو بھی امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائیگی یہی بڑی احتیاط والی بات ہے ہاں بعض علماء نے کہا ہے کہ عموم بلویٰ کی وجہ سے یعنی ایسی غلطیاں ہر قسم کے لوگوں سے بکثرت ہونے کی وجہ سے نماز فاسد نہ ہوگی یہی ابو یوسف کا قول ہے اگر غلط لفظ کا سا لفظ قرآن میں نہ ہو مگر اس غلط لفظ سے معنی بدل جاتے نہ ہوں۔ جیسے قَوَّامِيْنَ کی جگہ قَيَّامِيْنَ تو اس مسئلہ میں اگلے مسئلہ کے برعکس اختلاف ہوا ہے یعنی امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تو نماز فاسد ہو جائیگی اور امام اعظم اور امام محمدؒ کے نز فاسد نہ ہوگی غرض کہ غلط لفظ کی

وجہ سے جب معنی بہت ہی بدل جاتے ہیں۔ تو اس غلط لفظ کا سا لفظ قرآن میں اور کسی جگہ پر پائے جانے کا لحاظ کیا گیا ہے اور امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے پاس غلط لفظ اور اصل لفظ کے معنی باہم موافق ہونے کا لحاظ کیا گیا ہے۔ الحاصل اس فصل میں ائمہ متقدمین کے یہی قاعدے ہیں جو مذکور ہوئے۔ رہے متاخرین سو جیسے محمد بن مقاتل اور محمد بن سلام اور اسماعیل زاہدی اور ابو بکر بن سعید بلخی اور ہندوانی اور ابن الفضل وغیرہ ان سب کا اتفاق اس امر پر ہے کہ اعراب میں خطا ہو تو نماز مطلقاً فاسد نہیں ہوتی گو اس غلطی کی وجہ سے ایسی بات پیدا ہو جائے جس کا اعتقاد کفر ہو کیونکہ اکثر لوگوں کو اعراب کی آئین کی تمیز نہیں ہے۔ چنانچہ قاضی خان نے یہی کہا ہے غرضکہ متاخرین کے قول میں آسانی اور متقدمین کے قول میں احتیاط ہے کیونکہ اگر غلط لفظ قصداً پڑھے یا غلط لفظ کے معنی کا قصد کرے تو کفر ہوگا اور جو کفر ہو سو قرآن میں منسوب نہیں ہو سکتا تو اس صورت میں ابن الہمام کے قول سے وہ کافروں کا کلمہ کفر کہنے والا ٹھیریگا اور اس سے نماز فاسد ہی ہوگی جیسے اس صورت میں کہ سہو سے لوگوں کی معمولی بات نماز میں کہدے گو وہ کفر نہ ہو تو پھر جب کفر کا کلمہ ہو جائے تو نماز کسطرح فاسد نہ ہوگی انتہی۔ اگر خطا ایسی ہو کہ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پیدا ہو جائے پس اگر ان دونوں حرفوں میں بغیر کسی مشکل کے فرق و امتیاز ممکن ہو جیسے (صاد اور طا) مثلاً الصالحات کی جگہ الطالحات پڑھے تو اس سے بالاتفاق نماز فاسد ہوگی اگر ان دونوں حرفوں میں فرق و امتیاز مشقت کے ساتھ ہوتا ہو جیسے (ض اور ظ اور ص اور س اور ط اور ت) تو اسمیں اختلاف ہے بہتوں کے نزدیک رد و بدل سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ بلوئی یعنی مذکور حروف کا باہمی فرق و امتیاز سے عاری ہونا عام ہو گیا ہے ابو منصور عراقی کہتے ہیں کہ اصل حرف اور غلط حرف کے فرق و امتیاز کا دشوار ہونا یا دشوار نہ ہونا

دیکھا جائیگا اور انہیں کا قول ہے کہ جس کلمہ میں ع یا ح یا ق یا ط یا ت یا س یا ص۔ ہو اور ان حروف میں سے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف منہ سے نکالے مثلاً ع کی جگہ ء و بالعکس یا ط کی جگہ ت و بالعکس یا س کی جگہ ص و بالعکس تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی ابن مقاتل کا قول ہے اصل حرف اور غلط حرف کے مخرجوں کے باہم قریب ہونے یا قریب نہونے کا لحاظ کیا جائے گا۔ غرضکہ متاخرین سے بر کے نظر کرتے فروع یعنی غلط خوانی کے جزئیات کسی خاص قاعدے کے ضبط میں نہیں اسکے بہتر یہ ہے کہ متقدمین ہی کے قول کو لیا جائے کیونکہ ان کے قاعدوں کا ضبط ہو سکتا ہے اوران کے قول میں بڑی احتیاط ہے اور یہی سبب ہے کہ غلط خوانی کے حکم کے بہت سی جزئیات (خاص خاص مسئلے) فتاوی کی کتابوں میں انہیں قواعد متقدمین پر ڈھالے گئے ہیں۔

زلت القاری کے مسائل جو ائمہ متقدمین و متاخرین سے مذکور نہیں ہیں یا ان کو ان ائمہ سے نقل کئے ہوئے مسائل پر قیاس نہیں کر سکتے مگر اسی صورت میں کہ قیاس کرنے والے کو عربی لغت وادب و معانی وغیرہ کا جسکی ضرورت علم تفسیر میں ہوا کرتی ہے۔ خوب علم ہو جب ہی اس کو معلوم ہوگا۔ کہ فلاں امر کا اعتقاد کفر ہے اور فلاں امر ایسا نہیں ہے اور فلاں غلط لفظ کے معنی اصل لفظ کے معنی سے بالکل بعید ہیں اور فلاں لفظ کے معنی قریب ہیں یا فلاں غلط لفظ اور اصل لفظ کے ایک ہی معنی ہیں پس اس کے بعد وہ متقدمین کے قول پر قیاس کر سکتا ہے اور نیز اسکو حرفوں کے مخرجوں کا علم بھی ہونا چاہیئے تا قریب المخرج حروف اور بعید المخرج حرفوں میں اور نیز ان حروف میں جن میں سے ایک کی عوض دوسرا حرف کہا جا سکتا ہے اور ان حروف میں جو اس قسم کے نہیں ہیں امتیاز کر سکے

اور بعد اس امتیاز کے پیش شدہ مسائل زلۃ القاری کو متاخرین کے اقوال پر قیاس کر سکے۔

اب ہم اللہ سے مدد مانگتے ہوئے ان جزئی مسائل کو جنکو علماء نے متاخرین کے کسی قاعدے کی طرف منسوب نہ کر کے ذکر کیا ہے ائمہ متقدمین کے قاعدے پر جما دیتے ہیں مگر مصنف قدوری نے (اپنے متن میں) بعض مسائل کو اختلاف کیساتھ بیان کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے۔

اگر پڑھنے والے نے ایک حرف کو بدلکر اسکی جگہ دوسرا حرف پڑھ لیا تو اس تبدیل کے باب میں ضابطہ یہ ہے کہ اگر اس اصل حرف اور اس کے بدل کے مخرج قریب ہوں جیسے ق۔ اور ک یا ان دونوں کا مخرج ایک ہو۔ جیسے س۔ ص اسکی نماز فاسد نہیں ہوتی مگر محیط میں اس مسئلے میں ایک یہ ضرور قید بڑھادی ہے کہ وہ حرف ایسے ہونے چاہیئے کہ ان میں سے ایک کو دوسرے سے بدل لینا جائز ہو ورنہ یہ قاعدہ بہت سے مسائل میں ٹوٹ جائیگا چنانچہ یہ بیان انشاء اللہ ابھی آتا ہے مثلاً جب یوں پڑھے۔ فاما الیتیم فلا تکھر یعنی تقھر کی جگہ جسمیں قاف ہی تکھر کاف سے پڑھے تو یہ قاعدۂ مذکورہ کے موافق ہے یعنی نماز فاسد نہ ہوگی اور بموجب مذہب امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے بھی یہی حکم ہے کیونکہ کہر لغت میں قہر کے معنی میں ہے گو قرآن میں نہیں آیا ہے اسیطرح اگر سورۂ لایلاف میں قریش کی جگہ کریش کاف سے پڑھے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن جب ذال معجمہ کی جگہ ظائے معجمہ یا ضاد معجمہ کی جگہ ظائے معجمہ پڑھے یا اس کے برعکس واقع ہو۔ جیسے تلذ الاعین کی جگہ تلظ الاعین اور ھما ذرء کی جگہ ھما ظرء اور المغضوب کی جگہ المغظوب اور ضعف الحیوۃ کی جگہ ظعف الحیوۃ پڑھے تو نماز فاسد ہوگی یہی اکثر اماموں کا مذہب ہے

کیونکہ ایسی غلطی سے اصل معنی بالکل بدل گئے اور بہت دور ہو گئے اس لئے تلمظ کے معنی بالکل چمٹ جانا ہے اور یہ لذت کے معنی سے دور ہے۔ اور ظرء کے معنی ٹھنڈ سے خشک ہوجانا ہیں اور یہ بھی ذرء کے معنی سے بالکل دور ہے (ذرء کے معنی پیدا کرنا) ظعف (ظا سے) بمعنی لفظ ہے اور ضعف معنی دار ہے اسیطرح غظب (ظا سے) بمعنی مہمل لفظ ہے اور غضب معنی دار ہے اور نیز اس لئے بھی نماز فاسد ہوگی کہ ان حروف میں سے ایک کو دوسرے سے بدلنا جائز نہیں گو ظ اور ذ کا مخرج ایک ہے محمد بن سلمہ سے مروی ہے کہ اس تبدیل سے نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ عجمی لوگ ان حروف میں تلفظ کا امتیاز نہیں کرتے ہیں اور امام شہید قاضی محسن فرماتے تھے کہ اس مسئلہ میں مفتی کو یہ کہنا بہتر ہے کہ اگر پڑھنے والے کی زبان پر لفظ اسطرح بگڑا ہوا ہے آجائے اور اسکو ان حروف کا باہمی حقیقی امتیاز آتا نہو۔ اور اس کے خیال میں یہ بات ہو کہ اس نے اس لفظ کو اس کے ضروری مناسبت پر ادا کردیا ہے تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی ایسی ہی روایت محمد بن مقاتل نے امام شیخ اسمٰعیل زاہد سے ذکر کیا ہے یہی مضمون اس بات کا ہے جو فتاوی حجہ میں مذکور ہے کہ مذکورہ تغیر و تبدیل فقہا سے ہو تو نماز کے دھرانے۵ کا اور عوام سے ہو تو انکی نماز جائز ہونیکا فتوی دیا جائیگا غرض کہ احتیاط کی بات اس کے مناسب مقام میں ہوگی اور رخصت یعنی سہل حکم یعنی اس تغیر و تبدیل سے نماز کا جائز ہوجانا اس کے مناسب مقام میں اس کے مانند ہے

غلطی مفسد نماز

غلطی عامی سے ہو تو جائز
اعادہ نماز ضروری ۵

---

۵ ایک اعرابی جلد جلد نماز پڑھاتی کہ قومہ جلسہ ترک کیا تو اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اٹھو پھر نماز پڑھو جب قرآن میں غلطی فاحش کیا جائے تو نماز کا اعادہ بہت ضرور ہے اور قرآن جلد پڑھنے سے حروف مدات ترک ہوکر معنی غلط ہو تو کتنی قباحت اور اعادہ کی ضرورت ہوگی سو سمجھ لو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

جو ذخیرہ میں مذکور ہے کہ دو حرفوں کا مخرج نہ ایک ہو نہ قریب قریب مگر ان
حروف کے تغیر و تبدیل میں عام بلویٰ ہو گیا یعنی یہ نامناسب تبدیل بہت سارے
قرآن خوانوں سے ہوتی ہے جیسے ضاد معجمہ کی جگہ ذال معجمہ پڑھنا مثلاً فی
تضلیل کی جگہ فی تذلیل پڑھ لینا یا ذال معجمہ خالص زا پڑھنا یا ضاد معجمہ کی جگہ ظا تو
معجمہ زبان سے نکلنا تو اس سے بعض علماء کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی اور یہ
متاخرین کا ایک قاعدہ ہے جسمیں انہوں نے بلوی عام کا لحاظ کیا ہے یعنی اس
نامناسب امر کا لحاظ کیا ہے جو عام طور پر سب میں پھیلا ہوا ہے اور یہ خود اس
بحث کی ایک خاص فصل ہے۔ یعنی ضاد۔ ظا۔ ذال کی تبدیل کی بحث میں
ہمکو چاہیئے کہ اس قسم کے متعلق جو کچھ قاضی خان نے ذکر کیا ہے جس کو مصنف
نے بیان نہیں کیا ہے اور نیز ذال کو زا سے بدلنے کا مسئلہ جو میں نے کسی
کتاب میں نہیں دیکھا ہے یہاں ہم بیان کردیں۔ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا
میں ض کی جگہ ظ سے ظبحًا پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ ظبحًا کے کوئی معنی
نہیں ہیں۔ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ۔ میں ظا کی جگہ ض یا ذ معجمہ پڑھے
تو نماز نہ ہوگی کیونکہ یغیض ضاد معجمہ کے ساتھ قرآن میں آیا ہے اس کے معنی
یہ ہوں گے کہ کافر سکڑ جائیں فرورفتہ ہوجائیں اور یغیذ ذال معجمہ کے ساتھ
اور لیغیظا ظائے معجمہ کے ساتھ ہم معنی ہیں۔ قاموس میں ہے معتاذ کے
معنی معتاظ ہیں اگر حَضَرَ دال مہملہ کیساتھ پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ اس
مبدل لفظ کے معنی اصل لفظ حضر کے معنی سے بالکل بعید ہیں کیونکہ حدا کے
معنی یا تو تاریک رات ہیں یا وہ پھرکی کا کھلونا ہے جسکو لڑکے گھماتے ہیں تو اس سے
بھنبھناہٹ سنی جاتی ہے غرض کہ یہ دونو معنی اصل لفظ حضر کے معنی سے دور تر
ہیں اور ایسے لفظ قرآن میں نہیں ہیں غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ کر ض کو ظ معجمہ یا

ف قاعدہ فواضع

ذال معجمہ پڑھنے سے نماز فاسد ہوگی کیونکہ ان لفظوں کے کوئی معنی نہیں ہیں ۔
وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔ کا ض اگر ظ معجمہ یا د مہملہ کے طور پر پڑھا جائے تو نماز
فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہ دونوں لفظ قرآن میں وارد ہیں اور معنی بھی ان کے باہم قریب
ہیں کیونکہ ظا سے ظالین ہمیشہ سایہ میں رہنے والوں کے معنی میں ہے اور دال
دالین مقولہ هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ الخ کے قائلین مراد ہو سکتے ہیں
اور (یہ مقولہ کافروں کا تھا) اگر ذال معجمہ سے ذالین پڑھے تو نماز فاسد ہو جائیگی
کیونکہ اس لفظ کے معنی اصل لفظ کے معنی سے دور ہیں اس لئے کہ ذالین اسم
فاعل ہے اسکا فعل ذل النخلة یعنی خرما کے درخت کا خوشہ اسکی شاخ پر رکھدیا
گیا اور یہ ذالین ذلت سے ہو سکتا نہیں کیونکہ ذلت سے صفت کا صیغہ فاعل
کے وزن پر ذال نہیں آیا ہے بلکہ فعیل کے وزن پر ذلیل آیا ہے آیت نَخْلٍ
طَلْعُهَا هَضِيْمٌ کے ض کو ظ معجمہ یا ذ معجمہ پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ
ہظیم تو بے معنی ہے اور ہذیم کے معنی اصل لفظ کے مقصودی معنی سے دور تر
ہیں کیونکہ ہضیم کے معنی نرم و پختہ ہیں اور ہذیم کے معنی کٹا ہوا ۔ بظلام کی ظ معجمہ
کی جگہ ذ معجمہ پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ اس کا کوئی معنی نہیں ہے ۔ مُوْتُوْا
بِغَيْظِكُمْ کے ظ معجمہ کے عوض ض معجمہ پڑھے نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس کا
مضمون قرآن میں موجود ہے اور نیز اس لفظ کے معنی اصل لفظ کے معنی سے
قریب ہے کیونکہ غیض کے معنی نقص ہیں تو یہ مضمون ہوا کہ تم اپنی کھٹائوں
میں مر ہی جاؤ ۔ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ میں دونوں جگہ ض معجمہ کے ساتھ
پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ فضا ۔ ض معجمہ کے ساتھ مصدر ہے
جسکے معنی تفریق ہیں اور یہ اصل لفظ کے مقصودی معنی سے بعید ہے
کیونکہ آیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر تم بے مروت سخت دل ہوتے تو

والالین سے نماز فاسد نہیں

لوگ رہ ہر ادھر چلے جاتے تو فضا ض معجمہ سے ہو تو یہ معنی ہوں گے کہ اگر تم تفریق یا تفرقہ انداز ہوتے تو لوگ متفرق ہو جاتے اور یہ بالکل رکیک ہے یعنی نہایت سست اور ہلکا مضمون ہے یا غلیظ ض معجمہ سے سو اس کے تو معنی ہی نہیں ہیں۔ وَجَآءَکُمُ النَّذِیْرُ میں ذال کی جگہ ض معجمہ پڑھا جائے تو نماز فاسد ہو گی کیونکہ ض سے نضیر قرآن میں آیا ہے اور اس کے معنی بھی یہاں صحیح ہیں خوش رو شخص۔ وَهُوَ مَكْظُوْمٌ کے ظ معجمہ کے عوض ذال معجمہ یا ض معجمہ پڑھے تو نماز فاسد ہو گی کیونکہ یہ لفظ ذال اور ضاد کیساتھ بے معنی ہے۔ نَاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ میں پہلے لفظ کے ض کے عوض ظ معجمہ اور دوسرے لفظ کے ظ معجمہ کے عوض ض معجمہ پڑھے تو نماز فاسد نہ ہو گی کیونکہ ان تبدیل شدہ لفظوں کے معنی صحیح ہیں۔ فَتَرْضٰی کے ض معجمہ کے عوض ظ معجمہ کے ساتھ پڑھے تو نماز فاسد ہو گی کیونکہ اس کے معنی نہیں ہیں۔

ف

اگر فترضیٰ کے ضاد معجمہ کی جگہ دال مہملہ پڑھا تو نماز فاسد ہو گی اس لئے کہ فَتَرْضٰی ضاد سے پس خوشنود ہو گا تو فَتَرْدیٰ پس ہلاک ہو گا تو یہ معنی غلط فاحش بلکہ کفر ہے لیکن امام ابو یوسفؒ کے قاعدے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فاسد نہ ہو کیونکہ فتردیٰ دال سے قرآن میں آیا ہے وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدٰی یہ مقام تامل و تفہم کا ہے کہ معنی ایسے غلط فاحش ہو اور نماز فاسد نہ ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا میں ذ معجمہ کے عوض ض معجمہ پڑھے تو نماز فاسد ہو گی کیونکہ اصل معنی سے دور ہو جاتے ہیں اور اگر ظ معجمہ پڑھے تو نماز فاسد نہ ہو گی کیونکہ اس کے معنی قریب ہیں۔

فظلت اعناقھم ظا معجمہ کی جگہ میں ضاد معجمہ سے پڑھے تو نماز فاسد ہوگی
کیونکہ ضلت اور ذلت قرآن میں ہے علاوہ ازیں معنی اس کے صحیح ہوتے ہیں
ذَلَّلْنٰهَا کی ذ معجمہ کے عوض ض معجمہ پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ اسکے
معنی دور ہیں اگر ظا معجمہ سے پڑھے تو فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس کے معنی صحیح
ہیں یعنی یہ کہ ہم نے اسکو سایہ میں رکھا فِیْ تَضْلِیْلٍ کی ض معجمہ کی جگہ ذ معجمہ پڑھی
تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ مضمون صحیح ہے اور اگر ظ معجمہ سے پڑھے تو فاسد
ہوگی کیونکہ معنی دور ہوجاتے ہیں لَاَذَقْنٰكَ کی ذ معجمہ کی جگہ ض معجمہ پڑھی
تو معنی سے دوری ہوجاتی ہے اس لئے نماز فاسد ہوگی ضِعْفَ الْحَیٰوۃِ
کے ضاد کی جگہ ظا معجمہ پڑھے تو چونکہ اس کے معنی نہیں ہیں نماز فاسد ہوگی
اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ - کی ظا معجمہ کی جگہ ض معجمہ پڑھے
تو چونکہ اصل معنی سے دوری ہوگی نماز فاسد ہوگی اَذَاعُوْا بِهٖ کی ذ معجمہ کی جگہ
ض معجمہ سے پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس کے بھی معنی صحیح ہیں۔
مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ کی ض معجمہ کو عوض ظ معجمہ سے پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی
کیونکہ اس کے معنی صحیح ہیں یعنی یہ کہ اسکو کفر اور گمراہی میں باقی رکھے۔
فرض علیک القرآن کے ض معجمہ کی جگہ ظا معجمہ پڑھے تو نماز فاسد ہوگی
کیونکہ بے معنی ہوجاتا ہے۔ وانا لجمیع حاذرون کی ذ معجمہ کی جگہ
ض معجمہ سے پڑھا جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ معنی یہاں قریب قریب ہیں
یعنی یہ کہ ہم دل سے حاضر ہیں اَئِذَا ضَلَلْنَا کی ض معجمہ کی جگہ ظ معجمہ پڑھے
تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ کیونکہ یہاں معنی صحیح ہوجاتے ہیں یعنی یہ کہ ہم ہمیشہ رہیں
اور نیز یہ ایک قرأت ہے جسکو کشاف میں حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے ذکر کیا ہے فرض فیھن الحج کے ض معجمہ کی جگہ ظ معجمہ یا ذ معجمہ پڑھے تو

نماز فاسد ہوگی کیونکہ ان لفظوں کے معنی نہیں ہیں وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ
کی ذ معجمہ کی جگہ ظ معجمہ یا ض معجمہ پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ معنی دور ہوجاتے ہیں
اس لئے کہ وَظَہَرُوا کے معنی یہ ہیں کہ موٹا ہوا اور وَضَرُوا کے معنی یہ ہیں کہ میلا ہو اور
یہ دونوں باتیں اصل لفظ وَذَرُوا کے معنی سے (جو چھوڑنا ہے) نہایت دور
ہیں (وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ کی ذ معجمہ کی جگہ ض معجمہ یا ظ معجمہ پڑھے تو
نماز فاسد ہوگی کیونکہ اس کے معنی اصل معنی سے دور ہیں کیونکہ ضَرَأَ کے معنی
یہ ہیں کہ پوشیدہ ہوگیا اور ظَرَءَ کے معنی یہ ہیں کہ جم گیا اور ٹھنڈک کے مارے خشک ہوگیا
اور یہ دونوں باتیں ذَرَءَ کے معنی سے بہت دور ہیں کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں
کہ پھیلایا اور نیز ظَرَءَ اور ضَرَءَ قرآن میں نہیں ہیں تَلَذُّ الْاَعْیُنُ کی ذ معجمہ
کی جگہ ض معجمہ یا ظ معجمہ پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ پہلے غلط لفظ کے تو معنی
ہی نہیں ہیں اور دوسرے غلط لفظ کے معنی بعید ہیں چنانچہ پیشتر اس کا بیان ہوچکا
الغرض یہ وہ ہے جو قاضی خاں نے ان تینوں حرفوں میں سے ایک حرف کی
جگہ دوسرا حرف پڑھے جانے کے باب میں ذکر کیا ہے اور اللہ ہی رہنما ہے
رہا ذ معجمہ کی تبدیل خالص زے سے اسکی کوئی مثال قاضی خاں نے ذکر نہیں
کی ہے اور مناسب یہ ہے کہ اسمیں وہ تفصیل کی جائے جو تتلاتے شخص
کے احکام میں کی گئی ہے چنانچہ یہ بیان بھی آگے آتا ہے۔ اب رہا ایک
کلمے کو دوسرے کلمے سے جدا کرکے پڑھنا اس لئے کہ دم ٹوٹ گیا یا بعد کا لفظ
یاد سے جاتا رہا مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا چاہا۔ اور صرف اَل کہدیا پھر اگر اسکا دم
ٹوٹ گیا یا وہ مابعد کا لفظ بھول گیا پھر جو یاد آیا تو یوں کہا۔ حَمْدُ لِلّٰهِ یا اسکو یاد ہی
نہ آیا اس لئے مابعد کو اس نے چھوڑ دیا اور دوسرا لفظ شروع کردیا تو امام
شمس الائمہ حلوانی ایسی صورت میں نماز کے فاسد ہونے کا فتوی دیتے تھے

اور یہ بھی بعض عالموں کا بھی قول ہے لیکن اکثر علما نے کہا ہے کہ اس سے
نماز فاسد نہیں ہوتی۔

ف

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس نے قرآن کا ایک حرف بھی
پڑھا تو اس کو دس نیکیاں ہیں۔ (الٓمٓ) ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک
حرف اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہیں قاری کلمہ کے بعض حرف پڑھا
تو اسکے لئے ثواب ثابت ہوا جس کام سے ثواب حاصل ہوا اس کام سے نماز
ٹوٹ جانیکی کوئی وجہ اور سبب نہیں یہی مسئلہ کی تقریر حضرت ابو یوسف ؒ
کے قاعدے سے بھی مستنبط ہے وہ قاعدہ یہ ہے جو غلطی کرے کلمہ کی کہ وہ کلمہ قرآن میں آیا ہے
اس سے نماز نہیں ٹوٹتی کیونکہ دم ٹوٹنے اور بھول جانے کا بلوی عام ہے
یعنی ایسا اتفاق بکثرت ہوا کرتا ہے پس جب بات یوں ہے تو اگر قصداً ایسا کرے
تو نماز فاسد ہو جانا چاہیئے ہاں بعضوں نے تفصیل کی ہے اور کہا کہ اس کلمہ کو
جس میں غلطی ہوئی ہے دیکھنا چاہیئے اگر اس پورے غلط
کلمے سے نماز کا فاسد ہونا لازم آتا ہو اور پڑھنے والے کی زبان سے
وہ لفظ تھوڑا سا نکلا تو ضرور نماز فاسد ہوگی۔ ورنہ نہیں قاضی خان کہتے ہیں
کہ یہی صحیح بات ہے قاضی خان کہتے ہیں کہ اگر قاری نے یہ آیت پڑھنی
شروع کی حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ اور جب الفج کہا تو دم ٹوٹ گیا اور جھٹ
سے اس نے رکوع کیا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی۔ شیخ نجم الدین نے کتاب الفصائل
میں اسم اور فعل کے درمیان فرق کیا ہے کہتے ہیں کہ اسم کا اسطرح توڑنے
سے نماز فاسد نہ ہوگی یعنی اگر ذوالجلال کے لام کو پڑھکر ٹھہر جائے اسلیئے کہ دم
ٹوٹ گیا اور پھر اس اسم کو بے لام کے پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی رہا فعل

اسکی مثال یہ ہے کہ اس نے لیشکر ون پڑھنا چاہتا تھا اور لیش کہکر رہ گیا اور ما بعد کے حروف چھوڑ دیئے تو نماز فاسد ہوگئی کیونکہ ذوالّلام اسم میں لام معرفہ زائد ہوتا ہے برخلاف فعل کے لیکن یہ فرق تو ایسی ہی صورت میں ٹھیک ہوسکتا ہے کہ مثلاً الحمد میں ال کہکر رہجائے اور ما بعد کا لفظ نہ کہے لیکن جب اس نے مثلاً الح کہا اور باقی حروف چھوڑ دیئے جیسے ابھی قاضی خاں کے حوالہ سے پیشتر اس شخص کا حکم مذکور ہوا جس نے الفجر میں الفج کہا اور دم ٹوٹ گیا تو ایسی صورت میں شمس الائمہ کا قول ٹھیک نہیں ہوسکتا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ لفظ کا تھوڑا سا حصہ جسکو پڑھکر قاری رہگیا ہے لغت پر نظر کرتے کسی وجہ سے صحیح ہو اور اس سے قرآن کا مضمون بدل نہ جاتا ہو اور وہ لغو لفظ نہو تو نماز فاسد نہ ہوگی ورنہ فاسد ہوگی چنانچہ تاتار خانیہ میں محیط کے حوالے سے ایسا ہی ذکر کیا ہے غرض بہتر یہ ہے کہ دم ٹوٹنے اور بھولنے کے باب میں اکثر علماء کے قول اور قاضی خاں کے صحیح ٹھیرائے ہوئے فتوے کو لیں اور قصداً لفظ کو توڑ کر پڑھنے کے باب میں اس پچھلی تفصیل کو اختیار کریں تا عموم بلوے کے بموجب اسکے مناسب مقام میں اور احتیاط کے بموجب اس کے مناسب مقام میں عمل ہو۔

وقف نہ کرنے کی جگہ میں وقف کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ اس میں بھی بلوی عام ہے یعنی دم کا ٹوٹنا اور بھولنا اور عجمیوں کے اور اکثر عوام کے حق میں مضامین کا نہ پہچاننا بیشتر پایا جاتا ہے اسلئے سہل حکم ہی مناسب ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی) یہی مذہب ہمارے اکثر علما کا ہے اور بعض علما کے نزدیک ایسے وقف سے نماز فاسد ہوجاتی ہے بشرطیکہ معنی بالکل بدل جاوے مثلاً لَآ اِلٰهَ پڑھکر ٹھیر جائے

اور پھر اِلّا ھُوَ سے شروع کرے یا وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ اُوْتُوا الْكِتَابَ
مِنْ قَبْلِكُمْ پڑھکر ٹھیر جائے اور پھر وَ اِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ سے
شروع کرے یا یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ پھر ٹھیر جائے وَ اِیَّاکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا
بِاللّٰہِ رَبِّکُمْ سے شروع کرے یا یہ کہ ایسے مضمون والے لفظ پر
کہ فلاں کافر نے کہا ٹھیر جائے اور پھر اُن کے مقولے سے شروع کرے
مثلاً وَ قَالَتِ الْیَھُوْدُ پر ٹھیر جاکر عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰہِ سے یا یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ
سے شروع کرے یا لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا پر وقف کرکے
اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ سے یا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ
سے شروع کرے یا ایسی ہی اور کوئی غلطی کرے تو صحیح فتویٰ یہ ہے
کہ ان سب صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی اسکی وجہ آگے مذکور ہو چکی
اور اس میں شک نہیں کہ گو قاری توڑ کر پڑھے مگر دراصل وہ قرآن ہی کی
عبارت ہے گویا اوپر کا لفظ وقف کیا گویا مقدر ہے جسکو نظم قرانی کہتے
ہیں لیکن اگر اس وقف اور توڑ میں عربی زبان کے مقتضا کی نظر کرتے کوئی
خرابی ہو مثلاً شرط پر ٹھیر جائے اور جزا سے شروع کرے مثلاً فَمَنْ یَّعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ پڑھکر ٹھیر جائے پھر یَّرَہٗ سے شروع کرے یا موصوف
پر ٹھیر کر صفت سے شروع کرے مثلاً اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا پڑھکر ٹھیر جائے
پھر شکورا سے شروع کرے یا مبتدا پر وقف کرکے خبر سے شروع
کرے مثلاً اَلْحَمْدُ پر وقف کرکے لِلّٰہِ سے شروع کرے یا ایسی ہی
کوئی اور غلطی ہو جائے تو اس سے بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی۔

اگر ایک لفظ کے اخیر کو دوسرے لفظ سے اس طرح ملائے کہ اس لفظ کا
اخیر اور یہ لفظ ملکر ایک خاص جداگانہ لفظ معلوم ہونے لگے مثلاً اِیَّاکَ

کاف کو نَعۡبُدُ کی نون سے اور نَسۡتَعِیۡنُ کے نون کے ساتھ ملائے یا
اَعۡطَیۡنٰكَ کے کاف کو کوثر کے لام کے ساتھ ملائے کہ کالکوثر کیطرح
معلوم دے یا اِذَا جَآءَ کے ہمزہ کو نَصۡرُ اللّٰهِ کے نون سے ملائے یا ایسی ہی
اور کوئی غلطی کرے تو اکثر علما کے قول سے نماز فاسد نہ ہوگی قاضی خاں کہتے
ہیں ایسی غلطی کو عمداً کرے تو بھی یہی حکم ہے شرح تہذیب میں ہے کہ یہی
صحیح بات ہے کیونکہ ایک کلمے سے دوسرے کلمے کو ملاؤ تو ضرور ہے کہ پہلے کلمے کا
اخیر حصہ دوسرے کلمے کے پہلے حصہ کے ساتھ مل جائے۔ قاضی خاں کہتے ہیں
فتاوی الحجہ میں ہے کہ مصلی سورہ فاتحہ میں جب اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ
پر پہنچے تو چاہیئے کہ اِیَّاكَ پڑھ کر ٹھیر جائے پھر نَعۡبُدُ سے شروع کرے پس نماز اتم
اور صحیح تر یہی ہے کہ اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ملا کر پڑھے انتہی
پس ایسے مقام پر خفیف سکتہ جو جاہل فقیہ بعلم کرتے ہیں ان کا کچھ اعتبار نہیں مگر
بعض بعض علما کے قول پر مذکور طور پر ایک لفظ کے اخیر کو دوسرے لفظ کیساتھ
ملا دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ اسطرح پڑھنے والے نے قرآن
کی عبارت کو معنی داری کے پہلو سے خارج کر دیا کیونکہ اس نے ایا کو
الگ اور کنعبد کو الگ پڑھا۔ اور اس کے کوئی معنی ہی نہیں ہیں انتہی
یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ ایا اور اس کے مانند پر سکتہ کرے
ورنہ کسی عقلمند کو نہ چاہیئے کہ نماز کے فاسد ہونیکا وہم کرے چہ جائیکہ عالم
بعض علما نے اس مقام میں تفصیل کی ہے وہ کہتے ہیں اگر پڑھنے والے
نے معلوم کر لیا ہو کہ قرآن کس طور پر ہے مثلاً ایاك نعبد کے باب میں
اسکو معلوم ہو کہ کاف پہلے ہی کلمے کا حرف ہے نہ دوسرے کلمے کا لیکن
اسکی زبان سے کاف نعبد کی نون سے ملا ہوا نکل گیا تو اسکی نماز فاسد

نہ ہوگی کیونکہ یہ وصل صرف عبارت میں ہوا اس سے معنی نہیں بگڑ جاتے
اور اگر اس کے اعتقاد میں ہو کہ قرآن ہی اسی طور پر ہے مثلاً ایاک کا کاف
نعبد کے نون سے ملا ہوا ہے تو نماز فاسد ہوگی اس لئے کہ اس نے جو
پڑھا یعنی لفظ کنعبد سوا اسکے ذہنی خیال کے نظر کرتے قرآن نہیں ہے
پس اس کے بموجب سزاوار یہ ہے کہ جب پڑھنے والے کی نیت میں
کچھ نہ ہوا ور معنی کی طرف اس نے نظر نہ کی ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی اسکی
بنا بھی اس سکتہ پر ہے جس کا ذکر پیشتر ہوا یعنی یہ اس صورت میں ہے
کہ ایاک پر ٹھیر کر اور دم لیکے پھر کاف کو نعبد سے ایکدم ملا کر پڑھنے لگے
ورنہ جب قرآن کے الفاظ یکے بعد دیگرے پڑھائی میں چڑھے ہوئے
ہوں تو کسی کے اس خیال سے کہ اس کا فلاں لفظ اس کے پیشتر کے لفظ کے
جزو سے مل کر بنا ہوا ہے معنی بدل نہیں جاتے مگر یہ سب بے اثر تکلفات
ہیں جنکی طرف توجہ ہرگز نہ چاہیئے اور صحیح بات وہی ہے جو اکثر علما کا قول
ہے تلفظ میں مذکور ہے کہ اگر پڑھنے والے الحمد للہ بجای حای حطی کے
ہائے ہوز سے پڑھے یا قل ھو اللہ بجائے قاف کے کاف سے پڑھے
اور اسکو ایسے تلفظ کے سوا اور تلفظ کا حوصلہ نہ ہو جیسے ترکوں اور ان کے
مانند اور لوگوں کا حال ہے تو ایسے شخص کی نماز صحیح ہو جائیگی فاسد نہ ہوگی
یہی حکم ہے الحمد للہ خائے تخذ کے ساتھ کہے تو محمد بن فضل نے اپنی
کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ترکوں کی لغت میں حائے حطی نہیں ہے صرف خای تخذ
ہے پس اگر کوئی ترکی حائے حطی کی جگہ خائے تخذ پڑھے تو اسکی نماز فاسد
نہ ہوگی کیونکہ ترکی بغیر بڑی مشقت کے حائے حطی کو ٹھیک طور پر بول
نہیں سکتا پس حائے حطی کو خائے تخذ کہدیتا ہی اس کا لغت ہوگا یہی حکم ہے

اس پر ایک عجمی کا جس کسی حرف کو بغیر بڑی مشقت و محنت کے ٹھیک طور پر نہ کہہ سکتا ہو
انتہیٰ - یہاں جو کہنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ ایسی غلطی کا حکم ایسا ہی ہے جیسے تلا فی ولے
کا حکم ہے کہ وہ اپنے لفظ کو ٹھیک کرنیکی محنت میں مصروف رہنے اور جب تک
وہ یوں مصروف رہیگا اسکی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن دوسرے کو اسکا مقتدی ہونا
جائز نہیں کیونکہ فقہانے ہر اُس شخص کے باب میں جسکو کسی حرف کا بولنا ممکن نہ ہو
اس حکم کو عام کردیا ہے چنانچہ اُس کا بیان قریب آتا ہے قاضی خاں کے
فتوی میں ہے کہ اگر وانحر کو حائے حطی کی جگہ ہائے ہوز پڑھے تو معنی مقصو
سے دور ہو جانیکی وجہ سے نماز فاسد ہوگی جیسے متقدمین کی رائے ہے
اور اسی فتاوی میں ہے کہ اگر اِنَّهُ كَانَ بِيْ حَفِيًّا کے حائے حطی کی جگہ
خائے شخذ سے خفیا پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ یہ حکم
متقدمین کے قول سے نکال لیا جائے کیونکہ معنی تو صحیح ہیں اس لئے کہ
خفیا کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ اسکی چھپی ہوئی مہربانی اور احسان سے میری
دعا قبول ہو جانے والی ہے اور اگر پڑھنے والے نے قُلْ اَعُوْذُ کی ذ
معجمہ کی جگہ دمہلہ پڑھ لیا یا اَلْمُنْذَرِيْنَ کی ذال معجمہ کو کسرے پڑھا تو نماز
فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ دونوں صورتوں میں معنی صحیح ہیں کیونکہ اعود کے
معنی یہ ہیں کہ میں رجوع کرتا ہوں اور برب کا با بمعنی الی کے ہے یعنی طرف کے
معنی میں ہے جیسے قرآن کے جملہ قد احسن بی میں با الی کے معنی میں ہے
یعنی اس نے میری طرف میرے ساتھ بھلائی کی پس اعود برب الفلق
کے یہ معنی ہوں گے کہ میں صبح کے مالک کی طرف رجوع کرتا ہوں اسکی بنائی
ہوئی چیزوں کی اذیت سے لاچار و پناہ گیر ہو کر - اور صباح المنذرین میں
صباح تقبیح کے معنی میں ہو سکتا ہے تو یہ مطلب ہوگا کہ خدا کا خوف دلانے والونکا

یعنی انبیاء کا اپنی جھٹلانے والی قوم پر صبحدم چھاپہ مارنا انکی قوم کے حق میں بہت برا ہوئے اور پہلی صورت یعنی اعوذ کو اعوذ پڑھنے کے حکم کے موافق ہے جو قاضی خان نے ذکر کیا ہے کہ اگر یَعُوْذُوْنَ کی ذال معجمہ کی جگہ دال مہملہ یعودون پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور دوسری صورت یعنی مُنْذَرِیْنَ بفتح ذال کو منذرین بکسر ذال پڑھنے کے حکم کے موافق ہے جو قاضی خان نے ذکر کیا ہے کہ اگر کیف کان عاقبۃ المنذَرین کی فتح دار ذال کسرہ سے پڑھی جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں بھی معنی صحیح ہو سکتے ہیں اسطرح کہ دیکھو خدا کا خوف دلانے والوں یعنی انبیاء کا کیسا انجام ہوا کہ انہوں نے اپنی منکر قوم کے مقابلے میں خدا کی مدد پائی اگر تتلانے والے نے رب کی جگہ لب لام کیساتھ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی یہاں جس عربی لفظ کا ترجمہ (تتلانے والا) کیا گیا ہے وہ لفظ الثغ ہے لثغ سے بنا ہے جس کے ثائے مثلثہ کو سکون حرکت ہے اسکے معنی لثغہ ہیں بضم لام و سکون ثا اور اس کے معنی زبان سین سے ثا کی طرف یا زی سے غین کی طرف یا لام کی طرف یا یا کی طرف یا کسی ایک حرف سے دوسرے کسی حرف کی طرف منحرف ہونا ہے چنانچہ قاموس میں اسیطرح مذکور ہے فقہا نے الثغ یعنی تتلانے والے کے باب میں اختلاف کیا ہے واقعات الناطفی میں ابو شجاع کی روایت سے مذکور ہے کہ انہوں نے الثغ کے باب میں کہا ہے کہ رب کی جگہ لب یا اسکا سا اور کوئی لفظ پڑھ لے تو اسکی نماز جائز ہوگی۔ اور صاحب محیط نے کہا ہے کہ پسندیدہ بات یہ ہے کہ اس قسم کے مسائل میں فتویٰ یوں ہونا چاہیئے کہ اگر اس نے حروف کو صحیح طور پر پڑھنے کی محنت میں اپنے کو مصروف رکھا ہو (اور اس اثنا میں جو نماز پڑھتا ہو اُن میں صحیح طور پر الفاظ کو ادا نہ کر سکے) تو نماز اسکی جائز ہوگی اور اگر اس محنت کو

اس نے چھوڑ دیا نماز فاسد ہوگی اگر اس نے کچھ دن اس امر میں محنت چھوڑ دی پھر رہی سہی عمر میں اس لعر کا چھوڑ دینا اسکو روا نہیں ہوگا بلکہ اگر یہ محنت چھوڑ دیگا تو اُسکی نماز فاسد ہو جائیگی انتہی۔ صاحب ذخیرہ کہتے ہیں کہ یہ فتویٰ میرے نزدیک مشکل ہے یعنی اس فتوے پر میرا اعتراض ہے کیونکہ جو بات ساخت میں ہو سو بندے کو اسکے بدل دینے کی قدرت نہیں انتہی اور فتاوی حجہ میں صاحب محیط کے موافق مذکور ہے چنانچہ اس میں کہا ہے کہ وہ جو عورتوں اور غلاموں اور لونڈیوں کی زبانوں سے بہت ساری غلطیاں ہو جاتی ہیں جیسے شیطان کو شیتان اور عالمین کو آلمین اور نعبد نا پد اور نستعین کو نستائین اور انعمت کو انامت کہدینا تو اس باب میں فتاوی سامیہ کے جواب کے بموجب کہا جاتا ہے کہ جب تک وہ الفاظ کی صحت اور ان کے سیکھنے میں رات دن مصروف رہیں اور باوجود اس کے ان کی زبان یاری نہ دے تو انکی نماز جائز ہو جائیگی جیسے اور باقی شرطیں مثلاً وضوا ور کپڑوں کی پاکی اور قیام اور قرأت اور رکوع اور سجدہ اور تعود اور روبقبلہ ہونا جب نمازی ان باتوں سے عاجز ہو (اور جہانتک ہو سکتا ہو کسی طور پر ان امور کی پابندی کے قصد سے کچھ نہ کچھ بجا لاتا ہو) تو نماز جائز ہو جاوے گی پس یہی حکم قرآنی الفاظ کا بھی ہے پس اگر الفاظ کو صحیح طور پر زبان سے نکالنے کے باب میں محنت چھوڑ دے تو نماز فاسد ہو جاوے گی جیسے اور شروط کے چھوڑنے سے فاسد ہوتی ہے اور ایسوں کی نماز محض اس وجہ سے کہ صحیح طور پر بجالانے سے عاجز ہیں جائز ٹھیرا دی گئی ہے پس گویا یہی نادرست الفاظ ان کا لغت ٹھیرے ہیں تو گویا انہوں نے قرآن کو اپنی لغت و زبان میں پڑھا انتہی اور یہی مضمون قاضی خاں میں بھی موجود ہے چنانچہ انہوں نے کہا ہے اور اگر آدمی ایسا ہو کہ بعض حروف کو بالفعل اچھی طرح ادا نہ کر سکتا ہو تو اسکو

محنت کرنی ضرور ہے اور وہ معذور نہیں رکھا جائے گا اور اس اثنا میں اگر اس کو کوئی ایسی آیت نہ ملے جس میں وہ حروف نہوں جن کو وہ اچھی طور پر ادا نہ کرسکتا ہو تو بالفعل اس کی نماز تو جائز ہو جائیگی۔ مگر وہ دوسرے کی امامت نہیں کرسکتا انتہی

غرض حاصل یہ ہے کہ جنکی زبان سے بعض حروف مناسب طور پر نکل نہیں سکتے ان کو ہمیشہ تلفظ کی صحت میں محنت کرنی واجب ہے اور جبتک وہ محنت میں مصروف رہیں ان کی نماز جائز ہوگی لیکن وہ صحیح تلفظ نہ کرسکنے والے لوگ اس شخص کے حق میں جو ان حروف کو صحیح طور پر ادا کرتا ہے امیوں کے درجے میں ہیں ان صحیح تلفظ کرسکنے والوں کو ان غیر صحیح تلفظ کرنیوالوں کا مقتدی ہونا جائز نہ ہوگا اور یہ لوگ اگر شخص مذکور کے مقتدی نہوں یا آنا انکو اس کے مقتدی ہونے کا موقع تھا تو ان کی نماز جائز نہ ہوگی ہاں ایسوں کی نماز باوجود ان حرفوں کا صحیح تلفظ نہ کرنے کے جن کا تلفظ وہ لوگ نہیں کرسکتے اس صورت میں جائز ہوگی جبکہ وہ دوسری ایسی آیتیں پڑھ نہ سکتے ہوں جن میں وہ حروف نہوں اور نماز جواز کے لیے کافی ہوں مگر جب ایسی دوسری آیتیں وہ پڑھ سکتے ہوں اور پھر بھی انہوں نے انہیں حروف والی آیتیں پڑھیں جن کے صحیح تلفظ سے وہ عاجز تھے تو ان کی نماز فاسد ہوگی کیونکہ ان حروف والی آیتوں کے پڑھنے کی صورت میں انکی نماز جائز ہو جانا ضرورت کیوجہ سے تھا جیسے اوپر مذکور ہوا پس جب ضرورت جاتی رہی تو نماز کے جائز ہو جانے کا حکم بھی جاتا رہے گا اور یہی معتبر فتوی ہے اس لئے میں نے اس شخص کو جس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ اس نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی اور اس نے سورہ والضحی میں فحدث کے ثا کی جگہ سین پڑھ دیا یہ جواب دیا ہے کہ اسکی نماز فاسد ہے۔ نوازل میں ہے کہ وہ ہندی جو الفاظ کو اچھی طور سے ادا نہیں کرسکتا اس کا نماز میں خاموش

علامہ ابو القاسم الصفار نے فرمایا ہے

رہنا قرآن پڑھنے سے میرے پاس کئی درجہ بہتر ہے۔

ف

بلالؓ کی اذان پسندیدہ ہونا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عجمیوں کی غلط پڑھنے کو پسند فرمانا ہندی لوگ پڑھنے کے ثواب اور جواز پر دلیل ہے۔ ؎

گر تو قرآن بدیں نمط خوانی ۔ ببری رونق مسلمانی

قدرت والوں کے واسطے ہے کسی نے پوچھا بھلا ایسا شخص اگر خارج نماز قرآن پڑھے تو کیا اس کو ثواب ملیگا فرمایا اگر اسکی قرآن خوانی میں حروف بدل جاکر اور لوگوں کے کلام کی سی عبارت بن جاتی ہے تو چاہیئے کہ خارج نماز بھی قرآن نہ پڑھے اور اگر ایسا شخص نماز میں بھی قرآن پڑھے گا تو نماز فاسد ہوجائے گی اور خارج نماز قرآن پڑھے گا تو اسکو ثواب نہیں ملے گا یہی مضمون ولوالجیہ میں بھی ہے

ف

یہ مسئلہ حدیث قرأت عجمیوں کے خلاف ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو سب کا سب غلط پڑھے اس فتوی کی بنا متقدمین کے پسندیدہ مذہب پر ہے اور یہی پسندیدہ فتوی ہے پس اس صورت میں دیکھنا چاہیئے کہ غلط طور پر واکئے ہوئے حرف کی وجہ سے معنی میں کیا تغیر ہوا اگر فاحش تغیر ہوا ہو جسکی تفصیل آگے گذری تو نماز فاسد ہوجائیگی اور اگر باوجود اس غلط ادا کے معنی صحیح ہوجائیں اور اصل معنی سے بہت دور نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی قاضی خاں نے صاف بیان کیا ہے اگر لا تاخذہ سنۃ ولا نوم کی سین کی جگہ ثا پڑھے تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی اس مسئلہ کی بنا بھی اس بات پر ہے جسکو ہم نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ امام ابو حنیفہؒ سے آیا ہے کہ جس نے اِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِیمَ رَبُّهٗ۔ میں میم کے فتح کے عوض ضمہ اور با کے ضمہ کی جگہ فتح پڑھا

یا الخالق الباری المصور واو کے کسرہ کی جگہ فتح پڑھا یا آیت
وھو یطعم ولا یطعم میں پہلے لفظ کی عین کو فتح سے اور دوسرے
کی عین کو کسرہ سے پڑھا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی پہلی آیت کے باب میں
امام اعظمؒ سے صریح روایت آئی ہے نصاب میں کہا ہے کہ اس شخص کے
باب میں جس نے وَاذِ ابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّهٗ کے با کو نصب سے
پڑھا امام اعظمؒ اور امام محمدؒ سے یہ روایت آئی ہے کہ اسکی نماز فاسد نہیں
ہوتی اور ملتقط میں ہے کہ اگر الخالق الباری المصور کے واو کو
فتح سے پڑھا جائے تو ابوالفضل کرمانی نے نماز کے فاسد ہونیکا فتوی دیا ہے
الحاصل متاخرین کا مذہب جیسے پیشتر تبلا دیا گیا ہے کہ اعراب کی غلطی سے
نماز فاسد نہیں ہوتی یہی مذہب نہایت کشادہ سہل ہے اور متقدمین کا یہ مذہب
ہے کہ اگر بالکل بیجا غلطی ہو جس کا اعتقاد کفر ہو جاتا ہے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے
اور یہی احتیاط کی بات ہے مگر اس مسئلہ کی بعض صورتوں میں متقدمین سے
اختلاف بھی آیا ہے اور اس اختلاف کی بعض روایتوں میں نماز فاسد ہو جانیکی
اور بعض میں فاسد نہونے کی تصریح ہے ان سب سے تحقیق یہی ہے کہ غلطی
کی صورت میں کسی احتمالی وجہ سے معنی کے صحیح ہونے یا صحیح نہ ہونے کا لحاظ
کیا جائے گا جیسے ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ یہی ان کا ایسا قاعدہ ہے جو ٹوٹتا
نہیں اب ہم کہتے ہیں کہ کشاف میں کہا ہے کہ ابوحنیفہؒ نے جیسے ابن عباس
کی قرأت ہے واذ ابتلی ابراھیم ربه میں میم کو پیش اور بے کو زبر
پڑھا ہے اس کا مضمون یہ ہوگا کہ ابراہیم نے دعائی الفاظ سے خدا کو آزمانے
والے کی طرح پکارا آیا خدا انکی سنتا ہے یا نہیں انتہی۔ پس اس روایت سے
نماز کے فاسد نہ ہونے کو قوت ہوتی ہے رہا آیت اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ

میں واؤ اور رے کو زبر کے ساتھ پڑھنا سو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں مصور البارئ کا مفعول یہ ہوگا اور مضمون یہ ہوگا کہ خدا وہ ہے جس نے صورت دار چیز کو پیدا کیا اور یہ صحیح مضمون ہے ہاں اگر المصور کے واؤ کو زبر سے پڑھکر رے کو پیش یا زبر سے پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ خدا کسی کی صورت سازی کی وجہ سے صورت دار ہونا لازم آتا ہے اس بات کا اعتقاد کفر ہے اور اگر اس رے کو ساکن کر دی تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں اس رے کو زبر ہونے کا بھی احتمال ہے (گو وہ زبر ظاہر نہیں کیا گیا) پس زیر یا پیش کے شک سے جو رے کو ساکن پڑھنے کی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے نماز فاسد نہ ہوگی اور هُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ میں پہلے لفظ کی عین کو زبر اور دوسری عین کو زیر پڑھنا یعقوب کی قرأت ہے جیسے کشاف میں مذکور ہے اور اسکی توجیہ کی ہے کہ مذکور فعلوں میں ضمیر غیر اللہ کی طرف ہے نہ اللہ کی طرف۔ فتاوی غیاثیہ میں ہے کہ سمرقند کے اکثر یا کل اماموں نے مذکور صورت میں نماز کے فاسد ہونے کا فتوی دیدیا تھا یہ خبر سیرا[illegible] کو پہنچی تو انہوں نے تبلایا کہ اعمش کی قرأت ایسی ہی ہے اور اُسکی توجیہہ بھی کی جسکو سنکر سمرقند کے مفتیوں نے اپنے فتوی سے رجوع کیا غرضکہ یہی متقدمین کا مقرر قاعدہ ہے اور وہ جو پہلے اور دوسرے مسئلہ میں اور ایسے ہی کسی اور مسئلے میں نماز کے فاسد ہونیکا حکم ذکر کیا جاتا ہے باآنکہ ان مسائل میں غلط طور پر پڑھے ہوئے کلمات کو صحیح مضمون پر لانا ہو سکتا ہے تو وہاں یہی سمجھا جائے گا کہ ان کلمات کے ظاہر معنی کے نظر کرتے جس کا اعتقاد کفر ٹھیر جاتا ہے نماز کے فاسد ہونیکا فتوی دیا گیا تھا اور پھر مفتیوں نے

غور کے بعد اس فتوی سے رجوع کیا اس سے کل مختلف روایتوں میں مطابقت وموافقت ہو جاتی ہے اگر پڑھنے والے نے نماز کے درمیان قرآن میں کوئی حرف بڑھا دیا تو دیکھو اگر اس سے معنی نہ بدل گئے ہوں مثلاً وَاِنَّهٗ عَنِ الْمُنْكَرِ میں ہا کے بعد الف بڑھا دیا یا یدخلہ نارا میں ہا کے بعد جمع کی میم بڑھا کر یدخلھم پڑھا تو اسکی نماز بالاتفاق فاسد نہ ہوگی اور اگر کسی حرف کے بڑھ جانے سے معنی بدل جائیں مثلاً (ابتدای سورۂ یا سین میں) وانك لمن المرسلين پڑھے یعنی انک کے پیشتر واو بڑھا دے بدستور سورۂ واللیل میں وَاِنَّ سَعْيَكُمْ پڑھے یعنی واو بڑھا دے یا ایسی ہی کوئی اور غلطی کرے تو علما نے کہا ہے کہ نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ اس غلط خوانی کی وجہ سے جواب قسم خود قسم بنگیا جیسے قاضی خاں اور صاحب خلاصہ نے ذکر کیا ہے اور محیط میں ہے کہ بعض علما نے کہا ہے کہ مذکورہ صورتوں میں مجھکو نماز کے فاسد ہو جانے کا خوف ہے انتہی اس قول میں اگرچہ نماز کے فاسد ہو جانے کا قطعی حکم نہیں ہے تو بھی یہ سمجھا جاتا ہے کہ بعض لوگ نماز کے فاسد نہ ہونے کے قائل ہیں اسواسطے مصنف نے کہا ہے کہ مناسب یہ ہے کہ مذکور غلطیوں سے نماز فاسد نہ ہو اسوجہ سے کہ ان غلطیوں کی وجہ سے معنی جو بدل گئے ہیں اس معنی کا اعتقاد کفر نہیں ہے اور نیز باوجود غلطی کے وہ عبارت قرآن کا جزء ٹھیرنے سے خارج نہیں ہوگی اور مذکورہ غلطیوں میں قسم یا جواب قسم کا خود قسم ٹھیرنا جو لازم آتا تھا سو اُسکا خود قسم ٹھیرنا بھی صحیح ہے جس کا جواب محذوف ہے اس لئے جواب قسم کا حذف بھی قرآن میں موجود ہے جیسے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا الی آخرہ کیونکہ یہاں قسم کا جواب عبارت میں موجود نہیں ہے اگر کوئی حرف کم کر دے

پس اگر وہ کلمے کے اصل حرفوں میں سے ہو اور معنی بھی بدل جائے تو ابو حنیفہ اور محمد رضی اللہ عنہما کے قول سے نماز فاسد ہو جائیگی مثلاً رزقناھم بغیر را کے پڑھے یا درست بغیر دال کے یا خلقنا بغیر خا کے یا جعلنا بغیر جیم کے پڑھے (تو نماز فاسد ہوگی) بدستور اس صورت میں کہ وہ حرف جو پڑھا نہ گیا اصل حرفوں سے نہ ہو مگر اس کے نہ ہونے سے وہ بات جسکا اعتقاد کفر ہو لازم آتی ہو مثلاً وما خلق الذکر والانثیٰ میں سے واؤ نہ پڑھے تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی ہاں یہ بھی کہتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ کے قول سے نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ وہ لفظ جو پڑھنے والے کی زبان سے نکلا یعنی اس کے پڑھے ہوئے حروف قرآن میں موجود ہیں ہاں اگر کسی حرف کا نہ پڑھنا اس ترخیم کے طور پر ہو جو عربیت میں یعنی عرب کے محاورے اور صرف و نحو کی نظر کرتے جائز ہو مثلاً یا مالک میں یا مال پڑھے تو بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی حکم ہے اس صورتمیں کہ نہ پڑھا ہوا حرف لفظ کے اصلی حروف سے نہ ہو مثلاً الواقعۃ بغیر ۃ کے پڑھے بدستور اس صورت میں بھی نہ پڑھا ہوا حرف اصلی حروف میں سے ہو مگر معنی بدل نہ جائے مثلا تعالیٰ جد ربنا میں حرف لام زبر کے ساتھ پڑھے تو بھی بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی (تعالیٰ بفتح لام اسم فعل است بمعنی بیار) پس اس تغیر معنی سے نماز فاسد ہوگی اسیطرح ثنا میں تعالیٰ جدک کے الف کو نہ پڑھیں لام کو فتح بغیر الف پڑھیں تو بھی فساد کا حکم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

شیخ امام حسام الدین ابو سعید بن سعد النسفی کی کتاب زلۃ القاری میں مذکور ہے کہ اگر اس نے اللّٰہ الصمد سین کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی یہی امام نجم الدین ابو حفص عمر نسفی کا پسندیدہ فتوی ہے اس مسئلے کی بنا متاخرین کے پسندیدہ مذہب پر ہے جو پیشتر مذکور ہوئی ہے۔ بعض متاخرین کے پسندیدہ مذہب کے

نظر کرتے تتلانے والے کی قرأت کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی یہی حکم ہے
ان عجمی لوگوں کا جو تتلانے والے کے درجہ میں ہیں جیسے اہل ہند اور ترک
اسکی تحقیق پیشتر مذکور ہو چکی اور متقدمین کی نظر کرتے بھی یہی فتوی ہوگا کیونکہ
مضمون تو صحیح ہے اس لئے کہ اسمد سمد سے مشتق ہے جس کے معنی
یہ ہیں کہ بلند اور شاندار ہوا اور یہ معلوم رہے کہ صاد اور سین اور زے کا ایک ہی
مخرج ہے اور اکثر یہ حروف ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں پس مناسب
ہے کہ ہم اس باب میں جو کچھ قاضی خاں نے متقدمین کے قاعدے کے بموجب
اپنے فتاوی میں ذکر کیا ہے بیان کردیں اگر نصر اللہ سین سے اور نسرا صاد سے
پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ نسر کے معنی لشکر کا ایک حصہ ہے اس صورت میں
مضمون صحیح ہو جائے گا کیونکہ اللہ کے لشکر یعنی ملائکہ کے ساتھ مدد وابستہ ہے
رہا نسراً کو صاد سے پڑھنا (سو یہ تو بت کا نام ہے) اور بت کی نام کو بدل دینے
میں کوئی قباحت نہیں اور نہ کفار کے اصل مقصود سے کسی قسم کی دوری پیدا ہوتی
ہے کیونکہ کفار بتوں سے مدد طلبی کیا کرتے ہیں اور کسی بت کا نام نصر صاد کی
تشدید سے بھی ہے اسی بت کیساتھ بخت نصر (مشہور قاہر بادشاہ) نامزد ہوا
تھا۔ اگر اسمد سین سے پڑھے تو شمس الائمہ سرخسی اور عبدالواحد کہتے ہیں کہ نماز
فاسد نہ ہوگی اس کا بیان ابھی گذرا۔ اگر اَسَاطِیْر صاد سے پڑھے تو نماز فاسد
نہ ہوگی کیونکہ صطر بھی سطر ہی کے معنی میں ہے وَهُوَ حَسِير صاد سے
پڑھے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ مضمون صحیح ہے اس لحاظ سے کہ حصیر محصور کے
معنی میں ہے حصر سے بنا ہوا ہے جو حبس اور رکاوٹ کے معنی میں ہے یعنی وہ
نگاہ کے دیکھنے سے روکی ہوئی ہے اگر لَا انْفِصَامَ لَهَا صاد کی جگہ
سین پڑھے تو چونکہ اس کے معنی نہیں ہیں اس لئے نماز فاسد ہوگی ۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ صاد سے پڑھے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ لفظ بھی قرآن میں موجود ہے اور اس کے معنی اصل لفظ کے معنی سے بہت دور نہیں ہے بدستور فَإِنْ عَصَوْكَ سین سے پڑھے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس کے معنی بھی اصل لفظ کے معنی سے دور تر نہیں ہے اگر لِلْخَائِنِيْنَ خَصِيْمًا سین سے پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں بھی مضمون صحیح ہے یعنی یہ معنی ہوں گے کہ ہم نے تمہاری عقلوں کو ہدایت کی سمجھ سے روک دیا تَصْطَلُوْنَ سین سے پڑھے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ سلی اور صلی کے معنی قریب قریب ہیں اس لئے کہ دونوں باتیں آگ سے حاصل ہوتی ہیں بِثَمَنٍ بَخْسٍ صاد سے پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ بخص کے معنی آنکھ اکھیڑنا ہیں پس یہ بخس کے مناسب ہے جس کے معنی گھٹانا اور کم کرنا ہیں۔ سَرَابًا صاد سے پڑھے تو نماز فاسد ہو جائیگی کیونکہ صرب صاد سے ترش دودھ کے معنی میں ہے اور یہ معنی اصل لفظ سراب کے مقصودی معنی سے دور تر ہے اور نیز صرب صاد سے قرآن میں موجود بھی نہیں ہے۔ نَسَبًا صاد سے پڑھے تو بھی نماز فاسد ہوگی کیونکہ نصب کے معنی نسب کے معنی سے بالکل دور ہے مگر مناسب یہ ہے کہ امام ابو یوسف کے قول کے نظر کرتے نماز فاسد نہ ہو کیونکہ نصب صاد سے قرآن میں موجود ہے اور اس کے معنی کا اعتقاد کفر بھی نہیں ہے الصَّخْرَةُ سین سے پڑھے تو چونکہ معنی سے بالکل دوری ہو جاتی ہے نماز فاسد ہو جائیگی يَخْصِفَانِ صاد سے پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ اصل معنی سے بالکل دوری ہو جاتی ہے سُوْرَةٌ اَنْزَلْنَاهَا صاد سے پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ مضمون صحیح ہے اس لئے کہ صورت کے معنی نادر اور خوشنمائی مرتب کلام ہے سوط عذاب صاد سے پڑھے تو چونکہ اصل معنی بالکل دور ہو جاتی نہیں

نماز فاسد ہوگی اس لئے کہ صوط ایک قسم کا پانی ہے تو مضمون یہ ہوگا کہ عذاب
کے پانی کی ایک قسم ہے مِنْ قَسْوَرَۃ کو صاد سے پڑھے تو نماز فاسد ہوگی
اس لئے کہ معنی بہت دور ہو جاتے ہیں اس لئے کہ قصورہ منقش پردوں
سے گھرا ہوا مکان ہے جس میں رہتے ہیں اور قسورہ سین سے شیر درندہ ہے
یا تیرانداز اور ان دونوں معنوں میں حد درجہ کی دوری ہے اَفْصَحُ مِنِّیْ سین سے
پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ مضمون صحیح ہے اور اصل معنی سے قریب بھی ہے
لِیَسْأَلَ الصَّادِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ سین سے اصل پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی
مگر اسمیں تامل ہے اس لئے کہ سدق سین سے بے معنی ہے پس چاہیے
تھا کہ نماز فاسد ہوتی اور ظاہر یہ ہے کہ یہاں فتوی متاخرین کے قول پر ہے کانوا
یصرون علی الحنث سین سے پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ مضمون
صحیح ہے اور نیز یسرون سین سے قرآن میں موجود ہے قولا سدیدا۔
صاد سے پڑھے تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ اصل معنی بہت دور ہو جاتے ہیں
مَصْفًا سین سے پڑھے تو نماز فاسد ہوگی اس لئے کہ اصل معنی سے بہت دوری
ہو جاتی ہے اور نیز یہ لفظ قرآن میں بھی نہیں وَالصَّیْفِ سین سے پڑھے
تو بھی نماز فاسد ہوگی اس لئے کہ اصل لفظ کے معنی سے اس غلط لفظ کے
معنی بالکل دور ہے حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ صاد سے پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی
اس لئے کہ معنی صحیح ہو جاتے ہیں اس نظر سے کہ سبب پر مسبب برتا جاتا ہے
کیونکہ حسد سین سے نیکیوں کا حصاد کرتا ہے یعنی نیکیوں کا ٹکڑا پھینکدیتا ہے صموا
سین سے پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ اصل لفظ کے معنی سے غلط لفظ کے معنی
بالکل دور ہیں اور ایک لفظ کے معنی دوسرے لفظ کے معنی سے دور تر ہونا بعد
فاحش کہلاتا ہے لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَةِ سین سے پڑھے تو نماز فاسد

نہ ہوگی اس لئے کہ مضمون صحیح ہے یعنی وہ تالو جو اللہ کو بھولی ہوئی ہے بدستور لَنَسْفَعاً صاد سے پڑھے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی اسلئے کہ وہ خبیث تالو دھول دھپے کے لائق ہی ہے ثَمَانِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا صاد سے پڑھے تو ابو عصمہ سعد بن معاذ مروزی نے کہا ہے کہ نماز فاسد ہوگی اور یہی حکم جھٹ سے ذہن میں آتا ہے اس لئے کہ یہاں بعد فاحش ہے کیونکہ حصم کے معنی گوز ہیں لَبَنًا خَالِصًا سین سے پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی بدستور جب سَائِغًا صاد سے پڑھے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتوی متاخرین کے قول پر دیا گیا ہے ورنہ یہاں غلط لفظ کے معنی اصل لفظ کے معنی سے بالکل دور ہے قُلْ كُلٌّ مُتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا سین سے پڑھے تو بعد فاحش کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ ربس کے معنی ہاتھ سے مارنے کے ہیں صُحُفًا سین سے پڑھے تو بعد فاحش کیوجہ سے نماز فاسد ہو جائیگی کیونکہ سحف کے معنی کھال سے بال نکالنا ہے واللہ اعلم حَتّٰى کی حا کی جگہ عین سے عتی پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ حتی کو عتی بھی کہنا ایک لغت ہے اگر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے یعنی مَن کے نون کی جگہ لام زبان سے نکلے تو امید ہے کہ نماز فاسد نہ ہو اس لئے کہ نون اور لام کے مخرج قریب ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ اس مسئلے کا جواب بتلانے والے کے مسئلہ پر قایم کیا گیا ہے جسکی پیشتر تحقیق ہو چکی محیط میں ہے کہ اگر ذ معجمہ کی جگہ د مہملہ یا د مہملہ کی جگہ ذ معجمہ پڑھے یا قاف کی جگہ غین یا نون کی جگہ لام پڑھے یا اس کا عکس ہو جائے تو نماز بالاتفاق فاسد ہو جائیگی انتہی اس فتوی کی بنا ان لوگوں کے قول پر ہے جنھوں نے ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بدلنا صحیح ہونے یا صحیح نہ ہونے کا لحاظ کیا ہے ورنہ پیشتر مذکور ہو چکا ہے کہ اگر اعوذ کی ذال معجمہ کی جگہ د مہملہ کے ساتھ اعود پڑھے تو چونکہ معنی صحیح ہیں متقدمین کے قول سے نماز فاسد نہ ہوگی اگر يَدُعُّ الْيَتِيْمَ دال کے سکون سے یا دال کے

سے بغیر تشدید عین کے پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہ آفت عام ہوگئی ہے مگر قاضی خاں نے پہلے اس صورت میں نماز کے فاسد ہونے کا فتوی دیا ہے اسلئے کہ اس غلطی سے معنی مقصود کا عکس پیدا ہوتا ہے کیونکہ بلانا ڈھکیلنے کے بالکل برخلاف ہے ہاں عین کی تشدید ہی چھوڑ دی ہے تو معنی نہیں بدل جاتا اس لئے نماز فاسد نہ ہوگی اگر اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پر پورا وقف کرکے یہ پڑھے اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ یا اُولٰٓئِكَ شَرُّ الْبَرِیَّةِ یا اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا پر وقف کرکے اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ یا ایسی ہی اور کوئی آیت پڑھے جسکی وجہ سے خدا کا حکم جو کسی فریق پر لگایا گیا ہے اس کے برخلاف حکم سے بدل جاتا ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ دراصل دوسری عبارت جو اس نے اگلی عبارت پر پورا وقف کرنے کے بعد پڑھے،

ایک خاص طور پر شروع کی ہوئی عبارت ہے جو اگلی عبارت کے ساتھ لگی ہوئی نہیں ہے پس کسی فریق پر اس کے مناسب حکم کے برخلاف حکم ہی لگایا جانا ثابت نہیں ہو سکتا ہاں اگر اس نے پہلی عبارت پر جس میں کسی فریق کا ذکر ہے وقف نہ کرکے دوسری عبارت کو جسمیں اس فریق کے مناسب حکم کے برخلاف حکم ہے ملا دیا تو اکثر بزرگوں کا قول ہے کہ نماز فاسد ہوجائیگی کیونکہ اسکی پڑھائی سے خدا کی خبر کے برخلاف خبر ملتی ہے اگر وہ اس کا اعتقاد رکھے تو کافر ہوجائے گا مگر عبداللہ بن مبارک اور احمد ابو حفص کبیر اور محمد بن مقاتل اور مرو کے علما کی ایک جماعت سے یہ روایت آئی ہے کہ مذکورہ صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ ایسی صورت ایک عام بلا ہے اور زبان کی سبقت کی ضرورت ہے یعنی زبان سے بیخودانہ پڑھائی میں ایسا جوڑ توڑ ہوجایا کرتا ہے یہی فتوی ابو نصر ماتریدی نے بھی دیا ہے قاضی خاں کہتے ہیں کہ پہلا فتوی صحیح ہے اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ کی لام کو

زیر سے پڑھے تو متاخرین کے پاس نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ بیشتر مذکور ہو چکا ہے
کہ متاخرین اعراب کی غلطی کی وجہ سے نماز کو فاسد نہیں ٹھیراتے مگر متقدمین کے
نزدیک صورت مذکورہ جیسے قاضی خان نے ذکر کیا ہے اولی امور میں سے ہے
جسکی وجہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور ان چیزوں میں سے ہے جسکا اعتقاد
کفر ہے اسکی بنا، اس بات پر ہے کہ رسولہ کے لام کو زیر پڑھنے سے المشرکین
پر عطف ہو جاتا ہے اور یہی امر جھٹ سے ذہن میں آتا ہے چنانچہ روایتوں میں
آیا ہے کہ ایک اعرابی نے ایک شخص سے آیت مذکورہ کو یوں ہی پڑھتے ہوئے
سنا یعنی رسولہ کے لام کے زیر سے تو کہنے لگا اگر اللہ اپنے رسول سے بیزار ہے
تو میں بھی اُن سے بیزار ہوں اسپر لوگ اُس کو حضرت عمر کے پاس لیگئے اُس نے
اس شخص کی قرأت کی کیفیت بیان کی پس اُسوقت حضرت عمر نے عربیت کی
تعلیم کا حکم کیا لیکن کشاف میں نقل کیا ہے کہ لام کا زیر بھی ایک قرأت ہے
اس وجہ سے کہ رسولہ کے لام کو جو پیش کے ساتھ اس بنا پر کہ وہ المشرکین
کے لفظ کی جوار میں ہے یعنی اس سے قریب ہے گو در حقیقت مرفوع ہے پیش
کے ساتھ یا یہ کہ ورسولہ پر قسم کا واو ہے پس اس بات پر نظر کرتے بموجب قول
متقدمین کے چاہیئے کہ نماز فاسد ہو اگر اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ذال معجمہ کو زیر سے
پڑھے تو متقدمین کے قول کے بموجب نماز یقیناً فاسد ہوگی اور یہی حکم ہے اگر
وَاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ زا کے زیر کے ساتھ پڑھے بدستور جیسے نَحْنُ خَلَقْنَا
قاف کے زیر کے ساتھ اور قَدَّرْنَا را کے زبر کے ساتھ اور جَعَلْنَا اور اَنْزَلْنَا
لام کے فتح کے ساتھ پڑھے یا وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ اور
وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ کے زبر کے ساتھ یا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ
الْغَرُوْرُ را کے زیر کے ساتھ پڑھے جس کی وجہ سے وہ معنی پیدا ہوتے ہیں

جن کا اعتقاد کفر ہے متقدمین کے پاس نماز فاسد ہو جائیگی نہ متاخرین کے پاس فتاوی قاضی خاں میں مذکور ہے کہ اگر یَدْخُلُوْنَ کے دال کی جگہ تا پڑھے تو نماز فاسد ہو گی کیونکہ یہ بے معنی لفظ ہے اگر اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا میں جعلنا کی جگہ نحن خلقنا پڑھے یا اِیَّاكَ نَعْبُدُ بغیر یا کی تشدید کے پڑھے تو متاخرین کے پاس نماز فاسد نہ ہو گی یہاں دو جدا جدا باتیں ہیں پہلی یہ کہ ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ پڑھا یعنی انا کی جگہ نحن اور جعلنا کی جگہ خلقنا یہاں ضابطہ یہ ہے کہ اگر اصل کلمہ اور غلط کلمہ دونوں کے معنی قریب ہوں اور غلط لفظ کا سا لفظ قرآن میں ہو تو بالاتفاق نماز فاسد نہ ہو گی اور اگر دونوں کے معنی قریب ہوں مگر بدلا ہوا لفظ یعنی غلط لفظ قرآن میں نہ ہو تو امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کے پاس نماز فاسد نہ ہو گی اور امام ابو یوسفؒ سے یہاں دو روایتیں آئی ہیں اور اگر دونوں لفظ قریب نہ ہوں اور بدلا ہوا لفظ قرآن میں ہے فاسد ہو گی نماز دونوں کی قول میں اور فاسد نہ ہو گی امام ابو یوسفؒ کے پاس اور اگر اس لفظ کا سا لفظ قرآن میں نہ ہو مگر جہاں غلطی ہوئی ہے وہاں اس لفظ سے کوئی ایسے معنی پیدا ہوتے ہوں جس کا اعتقاد کفر ہے تو بالاتفاق نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر قرآن میں ہے لیکن اس چیز میں ہے جسکا اعتقاد کفر ہے تو فاسد ہو گی اتفاقاً ہاں بعضوں نے امام ابو یوسفؒ کے قول کے قیاس پر کہا ہے کہ نماز فاسد نہ ہو گی۔ چنانچہ محمد بن مقاتل ایسا ہی فتوی دیتے تھے مگر امام ابو یوسفؒ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ نماز فاسد ہو جائیگی پہلی صورت کی مثال اَلْحَکِیْمُ کی جگہ اَلْعَلِیْمُ البصیر کی جگہ اَلْخَبِیْرُ۔ اَلْعَلِیْمُ کی جگہ اَلسَّمِیْعُ دوسری صورت کی مثال اَوَّاهٌ کی جگہ اَیَّاهٌ تَوَّابِیْنَ کی جگہ تَبَّابِیْنَ اور ایسے ہی اور الفاظ تیسری صورت کی مثال نُصِبَتْ کی جگہ سُطِحَتْ یا اس کا عکس رُفِعَتْ کی جگہ خُلِقَتْ یا اس کا عکس چوتھی صورت کی مثال اَلْغُرَابُ کی جگہ اَلْغُبَارُ اور ایسے ہی اور لفظ پانچویں صورت

لفظ بمعنی بنفسہ

کی مثال فَاعِلِیْنَ کی جگہ غَافِلِیْنَ پس اس ضابطہ کے بموجب اِنَّا جَعَلْنَا کی جگہ
نَحْنُ خَلَقْنَا پڑھنا پہلی قسم میں داخل ہے جس سے بالاتفاق نماز فاسد نہیں ہوتی
تو خاص کرنا متاخرین کا نام یہاں لینے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ متاخرین کو متقدمین سے صرف
پانچویں قسم میں خلاف ہے جیسے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
کے ساتھ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ پڑھنے کے بیان میں مذکور ہوا دوسری بات
یہ ہے کہ تشدید دار لفظ کو بے تشدید اور بے تشدید لفظ کو تشدید کے ساتھ پڑھنا
پس یہاں یہ ضابطہ ہے کہ اگر اس غلطی سے معنی بدل نہ جاوے مثلاً وَقُتِّلُوْا
تَقْتِیْلًا بلا تشدید کے پڑھے یا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ یا اَرَادُوْا فَوَّهُ بلا تشدید پڑھے
تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی بدل جائے مثلاً رَبِّ الْفَلَقِ میں با کی تشدید چھوڑ دی
یا ظَلَّلْنَا عَلَیْهِمُ الْغَمَامَ یا اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ میں "ا" دوسیم کو
بلا تشدید پڑھے اکثر بزرگان دین کا پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ نماز فاسد ہو جاوے گی
چنانچہ خلاصہ میں ایسا ہی ہے۔ قاضی خاں کہتے ہیں کہ قاضی امام ابو علی نسفی
کہتے تھے کہ مذکورہ صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی ہاں جب رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
میں با کی تشدید اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ میں یا کی تشدید چھوڑ دی تو فاسد ہوگی اکثر
بزرگان دین کا یہی مذہب ہے کہ تشدید اور مد کا چھوڑ دینا اعراب کی غلطی کی سی بات ہے
جسکی وجہ سے متاخرین کے قول میں نماز فاسد نہیں ہوتی انتہی پس معلوم ہوا کہ
وہ تفصیل جو پیشتر مذکور ہوئی متقدمین کے قول کے بموجب تھی اور پیشتر بیان
ہو چکا ہے کہ انہیں کے قول پر عمل کرنے میں بڑی احتیاط ہے اور مصنف کا یہاں
متاخرین کو خاص کرنا اس کے ٹھیک موقع پر ہے۔ پھر بھی یہ معلوم رہے کہ مخفف
بے تشدید لفظ کو تشدید کے ساتھ پڑھنے کا حکم اس کے عکس ہے یعنی تشدید والے کو بلا تشدید
پڑھنے کے حکم کا سا ہے یعنی اس میں بھی ویسا ہی خلاف اور تفصیلیں ہیں

جیسے اس میں ہیں اور اسیطرح ادغام والے حرفوں کو ظاہر کرکے پڑھنے
یا بے ادغام حرفوں کو ادغام کے ساتھ پڑھنے کے باب میں بھی ترک تشدید
کی سی تفصیلیں اور اختلافات ہیں غرضکہ ان سب امور کی ایک ہی فصل
ہے پس مناسب ہے کہ قاضی خاں سے ان دونوں فصلوں میں سے کسی ایک
فصل پر بناکر کے جو کچھ ذکر کیا ہے اور اسکو متقدمین کی مذکور تفصیلات سے
طور پر بیان کیا ہے وہ یہاں نقل کردیجاتی اور اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے افعیینا
تشدید سے پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ معنی بدل نہیں سکے گے۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ میں صراط پر جو لام آیا ہے ظاہر کرکے پڑھے تو نماز فاسد
نہ ہوگی اس لئے کہ معنی بدل نہیں سکتے یہی حکم ہے الصراط کے سے لفظوں کا
تحبون العاجلۃ میں تحبون کی جگہ تکذبون پڑھے تو بموجب صاحبینؒ
کے قول کے نماز فاسد نہ ہوگی اور مناسب یہ ہے کہ بموجب امام ابوحنیفہؒ کے
قول کے بھی نماز فاسد نہ ہو کیونکہ یہ غلطی تیسری قسم میں داخل ہے یَلۡبِنۡهُمۡ
کی جگہ یبینھم پڑھے جو بیان سے ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی مگر مناسب
یہ ہے چونکہ اس میں امام ابوحنیفہؒ کا فتویٰ اس کے برخلاف ہے اختلافی حکم ہوگیا اسلئے
یہ غلطی دوسری قسم میں داخل ہے مَا اٰتَيۡنٰهُمۡ مِنۡ كِتَابٍ میں
اٰتینا کی جگہ اھلکنا پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ یہ غلطی چوتھی قسم میں داخل
ہے اِنَّ هٰۤؤُلَاۤءِ مُتَبَّرٌ میں متبر کی جگہ مُدَبَّر پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی اسلئے
کہ یہ قسم اول میں داخل ہے قَسۡوَرَةٍ کی جگہ قوسرۃ یا قوصرۃ پڑھے
تو نماز فاسد ہوگی اسلئے کہ یہ چوتھی قسم میں داخل ہے مَا يَأۡتِيهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ
میں رسول کی جگہ رزق پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہ قسم اول میں داخل
ہے چنانچہ لفظ رزق کا قرآن میں ہونا تو ظاہر ہے رہا رزق اور رسول کے

معنی قریب ہونا سو یہ سبب پر مسبب کا اطلاق ہونے کی قسم سے ہے
کیونکہ رسول رزق کی آمد کا سبب ہے اُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ میں شیئ کی جگہ
نفس پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہ پہلی قسم میں داخل ہے تَکُوْنَ مِنَ الْهَالِکِیْنَ
میں هالکین کی جگہ جاهلین پڑھے تو نماز فاسد ہوگی مگر چاہیئے کہ ابو یوسفؒ کے
پاس فاسد نہ ہو اس لئے کہ یہ غلطی تیسری قسم میں داخل ہے مَا وَدَّعَكَ کی دال
کی تشدید چھوڑ دی تو معنی نہ بدلنے کی وجہ سے نماز فاسد نہ ہوگی اَلَمْ یَجِدْكَ کی
جیم کی جگہ را پڑھے تو چونکہ یوں بھی معنی صحیح رہتے ہیں نماز فاسد نہ ہوگی کعصف
کے صاد کی جگہ سین پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ یہ غلطی چوتھی قسم میں داخل ہے
من الغافلین کے لام کی جگہ را پڑھے تو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک نماز فاسد
ہوگی اس لئے کہ یہ تیسری قسم میں داخل ہے الخاسرین کی جگہ الشاکرین
پڑھے تو نماز فاسد ہوگی اس لئے کہ یہ پانچویں قسم میں داخل ہے حَتّٰی اِذَا
فُتِحَ کے زا اور عین کی جگہ راسے مہملہ اور غین معجمہ پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی
اس لئے کہ یہ تیسری قسم میں داخل ہے اور یوں بھی ایک قرأت آئی ہے
یَصُدُّ کے صاد اور دال کی جگہ سین اور طا پڑھے تو چونکہ معنوں میں بعد فاحش
ہے نماز فاسد ہوگی اگر سین اور تا پڑھے تو فاسد نہ ہوگی کیونکہ یوں بھی معنی صحیح
ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ اپنے کفر کو لکھتے نہیں یحلق کی جگہ یرد پڑھے تو نماز
فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ پہلی قسم میں داخل ہے کیونکہ یرد کا قرآن میں ہونا تو
ظاہر ہے اور نیز یرد اور یحلق کے معنی قریب ہیں کیونکہ اس کا مضمون یہ ہوگا
کہ کافروں کو کون پسند کرے گا کہ انہیں عذاب سے دور رکھے یا ایسا ہی مناسب
مضمون ہوگا ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ میں لک لوا لک پڑھے تو نماز فاسد
نہ ہوگی کیونکہ یہ پہلی قسم میں داخل ہے فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا

بِهِ الْمَاءَ فَاَنْزَلْنَا کی جگہ فاجینہ پڑھے تو اسمیں علما کا اختلاف ہے بعض نے
کہا کہ نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہ پہلی قسم میں داخل ہے کیونکہ پانی ستھری زمین کو زندہ
سرسبز کر دیتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا کی جگہ نو تہا پڑھے تو نماز فاسد
نہ ہوگی مگر چاہیے کہ یہ فتوی بموجب مذہب ابو یوسفؒ کے ہو اور امام اعظمؒ و امام محمدؒ
کے پاس نماز فاسد ہو جائیگی اس لئے کہ نو تہا اور ننسہا کے معنی قریب قریب
نہیں ہیں فَسَتُرْضِعُ کی جگہ فَسَتَعْرِضُ پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ معنی قریب
قریب ہیں کیونکہ اعرض کا صلہ لام کے ساتھ ہو تو توجہ کے معنی پیدا ہوتے ہیں تو مضمون
یہ ہوگا کہ دودھ دینے پر دوسری عورت متوجہ ہوگی لَمِنَ السّٰحِرِیْنَ کے حا کی
اور را کی جگہ جیم اور دال پڑھے تو نماز فاسد ہوگی اسلئے کہ یہ تیسری قسم میں ہے
فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا میں نوتیہ کی جگہ نصلیہ پڑھے تو نماز فاسد
نہ ہوگی اس لئے کہ یہ پہلی قسم میں داخل ہے کیونکہ اصلا میں دینے کے معنی
ہیں اَلشَّیْطَان کی جگہ اَلرَّحْمٰن یا الرحمن کی جگہ الشیطان یا ادریس کی جگہ
ابلیس یا ابلیس کی جگہ ادریس پڑھے یا ایسا ہی پھر بدل کرے تو چونکہ یہ تیسری
قسم میں داخل ہے نماز فاسد ہوگی۔

تنبیہ نسبتوں کا بدلنا اسی قسم میں یعنی ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ لکھ دینے میں
داخل ہے اگر عیسی بن مریم کی جگہ عیسی بن لقمان پڑھا تو یہ پانچویں قسم میں داخل ہے
کیونکہ اس میں عیسیٰ کی نسبت باپ کی طرف ہے اور اس بات کا اعتقاد
کفر ہے اگر موسیٰ بن مریم پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ لفظ موسیٰ اور مریم
دونوں قرآن میں ہیں اور کوئی قطعی دلیل نہیں ہے کہ موسیٰ کی ماں کا نام مریم
نہیں ہے اگر موسیٰ بن عیسیٰ پڑھے تو ابو یوسفؒ کے قول سے نماز فاسد
نہ ہوگی کیونکہ یہ دوسری قسم میں داخل ہے یہی مذہب اکثر مشائخ کا ہے

اور یہی حکم ہے اگر موسیٰ بن لقمان پڑھے تو اور اگر موسیٰ بن سارہ پڑھے تو نماز فاسد ہو جائیگی کیونکہ یہ چوتھی قسم میں داخل ہے یہی حکم ہے اگر مریم بنت غیلان پڑھے واللہ اعلم۔

ما اضطر رتم بجائے ضاد معجمہ کے زائے معجمہ یا ظائے معجمہ یا ذال معجمہ سے پڑھے تو نماز فاسد ہو جائیگی اس لئے کہ ان سب صورتوں میں بعد فاحش ہو جاتا ہے اگر ما اضطر رتم میں طوی کی جگہ تائے قرشت پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ ایسی جگہوں میں طوی تا سے بدل دیجاتی ہے اور معنی نہیں بدلتی ہے جیسے صرف میں تبلایا گیا ہے خَطِفَ الْخَطْفَةَ دونوں جگہ طوی نہ پڑھکر تائے قرشت پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ لفظ بے معنی ہو جاتا ہے یہاں یہ معلوم رہے کہ یہ ایک جداگانہ فصل ہے یعنی تے دال طوی میں سے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنے کا بیان اور تمکو معلوم ہے کہ متقدمین مخرج کے ایک ہونے یا قریب ہونے کا لحاظ نہیں کرتے ہیں بخلاف متاخرین کے اس لئے مناسب ہے کہ اس قسم کے مسائل جو قاضی خاں نے ذکر کئے ہیں ہم یہاں بیان کر دیں اَلتَّحِیَّاتُ کے تا کی جگہ طوی یا دال پڑھے تو قاضی امام ابو علی نسفی نے فرمایا ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ طول اور دوام خدا کے کام میں اور جس جس چیز کا طول اور دوام ہوا ہے خدا ہی کی ہے کیونکہ وہ اسی کے ملک میں ہے ہے قنوط کے مشتق کو جسمیں طوی ہے قنوت کے مشتق جس میں تائے فوقانی ہے بدل دے یا اس کا عکس کرے تو نماز فاسد ہو جائیگی کیونکہ اس میں بعد فاحش ہے عنت کی تائے فوقانی کی جگہ دال مہملہ پڑھے تو بعد فاحش کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائیگی رَھْبَۃً طوی سے پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ رھبہ میں تائے تانیث ہے جس کے بدل دیئے جانے سے معنی میں خلل نہیں پیدا

ہوتا کیونکہ اس قسم کا تبدل اور حذف کا نشا نہ ہوا ہی کرتا ہے نبطش البطشۃ میں دونوں جگہ طوی کے عوض تائے فوقانی پڑھے تو بے معنی ہونے کی وجہ سے نماز فاسد ہوجائیگی اَظْلَمَ و اَطْغیٰ میں طوی کی جگہ تائے فوقانی پڑھے تو چونکہ یوں بھی معنی صحیح ہیں نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ تغی بلند آواز سے ہنسنے کے معنی میں ہے اور یہ کافروں کی صفات میں سے ہے چنانچہ قرآن میں ہے کہ کافر ایمانداروں پر ہنستے تھے اور ہنسی درحقیقت خوشی اور اترانے کا لازمہ ہے الصّٰہا طٰ کے طوی کے عوض تائے فوقانی پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ اس کے کچھ معنی نہیں بَطَرًا تائے فوقانی کے ساتھ پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی اسلئے کہ معنی صحیح ہیں یعنی وہ بھلائی سے کٹ جانے کے لئے نکلے تھے طَلْعُہَا کے طوے کے عوض تائے فوقانی پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ طلع و تلع کے اشتقاق کا ماخذ ایک ہے کیونکہ تلع النھارُ کے معنی طلع النھار ہی ہیں اَمْطَرْنَا عَلَیْھِمْ مَطَرًا میں دونوں جگہ تائے فوقانی پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ بُعد فاحش ہوجاتا ہے اس لئے کہ بتر جو تائے فوقانی کے ساتھ ہی اسکے معنی کاٹنا ہیں فِطْرَۃَ اللہِ تا کے ساتھ پڑھے تو چونکہ یہ بے معنی لفظ ہے اسلئے نماز فاسد ہوگی یہی حکم ہے ہر ایسے لفظ کا جو اشتقاق میں اس کے مانند ہو وَالطُّوْرِ تائے فوقانی کے ساتھ پڑھے تو یہ بے معنی لفظ ہونے کی وجہ سے نماز فاسد ہوگی مَسْطُوْرٍ تا کے ساتھ پڑھے تو چونکہ یوں بھی معنی صحیح ہیں نماز فاسد نہ ہوگی رَبْطْنَا تائے فوقانی کے ساتھ پڑھے تو بُعد فاحش ہوجاتا ہے اس لئے نماز فاسد ہوگی اس لئے کہ ربت کے معنی تربیت کے ہیں لُوْطٍ تائے فوقانی کے ساتھ پڑھے تو یہ مشکل بات ہے اس لئے کہ بُعد فاحش ہوجاتا ہے کیونکہ لات کے یہ معنی ہیں کہ جو چیز پوچھی گئی تھی اس کے ماسوا کا حال بیان کیا ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ

لات فعل ہے اور لوط علم ہے اور اشتقاق میں علم اور فعل کے درمیان معنی کا بُعد نہیں ہوتا کیونکہ علم جس امر کے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے ساتھ علم کی مناسبت ہونی ضرور نہیں مَا يَنطِقُ تائے فوقانی کے ساتھ پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ نطق کو تا سے کہنا بھی ایک لغت ہے کَصَاحِبِ الْحُوْتِ طوی سے پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی اسلئے کہ حوط حوطہ کی جمع ہو سکتی ہے جس کے معنی بیدار مغزی اختیار کرنے کے ہیں اَلَمْ يَجْعَلْ تائے فوقانی کے ساتھ پڑھے تو چونکہ یہ بے معنی لفظ ہے نماز فاسد ہوگی لَا يَسْتَنُّوْنَ کے تا کی جگہ طوی پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ زائد تا اکثر کرکے طوے سے بدل دی گئی ہے اور اس سے معنی نہیں بدل جاتے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کے طوی کی جگہ تائے فوقانی پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ یہ بے معنی لفظ ہے رِحْلَةَ الشِّتَآءِ کے تا کی جگہ طوی پڑھے تو چونکہ بُعد فاحش ہو جاتا ہے نماز فاسد ہوگی کیونکہ شطاء شطی المیت کا مصدر ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ میت کے ہاتھ اور پیر اوپچے کئے گئے ۲ مِنۡتُ طَائِفَةٌ میں تائے فوقانی کی جگہ طوے پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ ساکن تا کو طوے میں ادغام کرتے ہیں تو طوے سے پہلے بھی طوی ہونا لازم آتا ہے اگر طائفۃ طوے سے نہ پڑھکر تائے فوقانی سے پڑھے تو بُعد فاحش کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائیگی کیونکہ تائفۃ تاف بصرہ بیتوت سے ہے جس کے یہ معنی ہیں خیرہ وحیران وششدر ہوا خاطِئَةٌ طوے سے نہ پڑھکر تائے فوقانی سے پڑھے تو چونکہ یوں بھی معنی صحیح ہے نماز فاسد نہ ہوگی اسلئے کہ خائنہ ختا بختا سے ہے یعنی ڈر یا گھبراہٹ یا مرض کی وجہ سے شکستہ ہوگیا هَلْ تَرٰى کے تائے فوقانی کی جگہ طوے پڑھے اور مِنْ فُطُوْرٍ کے طوے کی جگہ تائے فوقانی پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ معنی صحیح ہے

کیونکہ طری طریان سے ہے جس کے معنی نو پیدا ہونا ہے یعنی آیا کوئی سستی پیدا ہوئی اور فتور کے معنی نظر کی سستی ہیں اور استفہام تقریری ہے یعنی آیا تو نگاہ کو الٹاتے ہوئے جو اس میں کوئی سستی پاتا ہے یعنی بیشک نظر میں سستی پاتا ہے وَالتِّیْنِ طوے کے ساتھ پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ بُعد فاحش ہوجاتا ہے لَعَلِّیْ اَطَّلِعُ میں طوے کی جگہ تائے فوقانی پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ طلع کو تا سے تلع کہنا بھی ایک لغت ہے فَطَافَ عَلَیْھَا طَآئِفٌ میں دونوں جگہ تا پڑھے تو بُعد فاحش کی وجہ سے نماز فاسد ہوجائیگی جیسے پیشتر بیان ہوا یَدْخُلُوْنَ میں دال کو تائے فوقانی کے ساتھ پڑھے تو لفظ بے معنی ہونیکی وجہ سے نماز فاسد ہوگی اور یہ بھی متقدمین کے قول کے بموجب ہے کیونکہ بعض متاخرین کے قول کے نظر کرتے یہ مناسب ہے کہ ان صورتوں میں سے کسی صورت میں نماز فاسد نہ ہو پس اس تفصیل کی بھی گنجائش نہ رہے گی واللہ اعلم۔

اگر فَھَلْ عَسَیْتُمْ کی سین کی جگہ صاد سے فَھَلْ عَصَیْتُمْ پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس کا بیان پیشتر ہوچکا ہے اگر الشیطان کے طوے کی جگہ تا پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس کا بھی بیان پیشتر ہوا اگر قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ میں لفظ احد کو دال کو تا کر ساتھ پڑھے تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ یہ بے معنی لفظ ہے لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ میں دونوں جگہ تائے فوقانی پڑھے تو بُعد فاحش کی وجہ سے نماز فاسد ہوگی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سین سے کہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ معنی صحیح ہے کیونکہ یہ سلوان سے ہے اور علی با کے معنی میں ہے جیسے آیت حَقِیْقٌ عَلٰٓی اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ میں علی معنی میں باکے ہے یہ معنی ہوں گے کہ محمد صلعم کے ذریعہ سے ہمارے دل سے دنیا کے تعلقات بھلا دئے

مَاوَدَّعَكَ کی دال بلا تشدید پڑھے تو چونکہ معنی نہیں بدل جاتے ہیں نماز فاسد نہ ہوگی
رَبِّ کی تشدید چھوڑ دے تو چونکہ بے معنی ہو جاتا ہے نماز فاسد ہو جاوے گی اس کا
بیان پیشتر بھی ہو چکا ہے فی تضلیل کے ضاد کے عوض ظوے پڑھے تو نماز
فاسد ہو جاوے گی اگر وہاں ذال معجمہ پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ پہلی صورت میں
بُعد فاحش ہو جاتا ہے اور دوسری صورت معنی صحیح ہیں حَمَّالَةَ الْحَطَبِ تائ
فوقانی سے پڑھے تو نماز فاسد ہوگی یہ پیشتر بھی مذکور ہوا ہے مِنَ الْجِنَّةِ
وَالنَّاسِ کے جیم کو زبر سے پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ اعراب بدل جانے
سے کوئی ایسی بات جس کا اعتقاد کفر ہو پیدا نہ ہو تو بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی
علاوہ یہ کہ یہاں اصل لفظ جِنَّة (بکسر جیم) اور غلط لفظ جَنَّة (بفتح جیم) کا ماخذ اشتقاق
ایک ہی ہے (کیونکہ دونوں جُنّ سے بنے ہیں)

فائدہ

لفظ کے حروف میں سے کسی حرف کو کسی حرف کے پیشتر کر دے جیسے عصف
کی جگہ عفص یا خسر کی جگہ سرخ پڑھے تو اگر معنی بدل جاتے ہیں تو نماز فاسد
ہوگی اس قسم کی کچھ باتیں ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ سے بدلنے کے بیان میں مذکور
ہو چکی ہیں اگر کسی آیت میں سے کوئی لفظ چھوڑ دے تو اگر معنی بدل جاتا نہ ہو مثلاً
وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا میں ذا چھوڑ دے یا لَئِنِ اتَّبَعْتَ
اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ میں مِن چھوڑ دے۔ یا
جَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا میں دوسرا لفظ سیئۃ چھوڑ دے تو نماز
فاسد نہ ہوگی اور اگر کسی لفظ کے چھوڑنے سے معنی بدل جاتا ہو مثلاً فَمَا لَهُمْ
لَا يُؤْمِنُوْنَ میں لا چھوڑ دے یا وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمْ لَا يَسْجُدُوْنَ
میں لا چھوڑ دے تو اکثروں کے پاس نماز فاسد ہو جائیگی کیونکہ اس نے اللہ کی

خبر کے برخلاف خبر دی جس کا اعتقاد کفر ہے ہاں بعض نے کہا ہے کہ فاسد
نہیں ہوتی کیونکہ یہ ایک بلائے عام ہے اور ضرورت بھی ہے یعنی اکثر و بیشتر
لوگوں سے ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں مگر پہلا فتوی ہی صحیح ہے اگر کسی آیت میں
کوئی لفظ بڑھا دے پس اگر زائد لفظ قرآن کا ہو اور معنی بدل نہ جائے۔ مثلاً
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا پر وَبِذِي الْقُرْبَىٰ بڑھا دے تو بالاتفاق
فاسد ہو جائیگی یا إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا پر عَلِيمًا بڑھا دے یا فَإِنَّكَ
أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ پر العلیم بڑھا دے تو بالاتفاق فاسد ہو جائے گی
اور اگر معنی بدل جائے اور زائد لفظ قرآن میں ہوں مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَعَمِلَ صَالِحًا کے بعد وَكَفَرَ بڑھا دے پھر فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ
پڑھے یا وَأَمَّا مَن بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ کے بعد وَامَنَ بڑھا کر وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ
پڑھے یا ایسی ہی کوئی اور زیادتی ہو جائے جس کا اعتقاد رکھنے والا کافر ٹھیرتا ہو تو
ایسی غلطی سے نماز فاسد ہو جائیگی یہی حکم ہے اوس صورت میں کہ زائد لفظ قرآن
نہ ہوں اور معنی بدل جائے ہاں اگر زائد لفظ قرآن میں نہ ہو اور معنی بھی بدل نہ جاتا
ہو مثلاً مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ کے بعد واستحصد بڑھ جائے یا فِيهَا
فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ کے بعد وتفاح بڑھا کر ورمان پڑھے تو نماز فاسد نہ ہوگی
کیونکہ اس میں معنی بدل نہیں جاتے بلکہ یہ زائد لفظ قرآن کے شبیہ ہیں اور جو قرآن
کے شبیہ ہو اوس سے نماز فاسد نہیں ہوتی چنانچہ امام ابو حنیفہ رح سے اس بات کی
روایت آچکی ہے قاضی خان نے ایسا ہی ذکر کیا ہے جب تم ان سب باتوں
میں جو ہم نے اس فصل میں ابتداء سے اخیر تک ذکر کی ہیں غور کرو تو معلوم ہو جائیگا
کہ اگر ایسی غلطی ہو جائے جس سے اصل مضامین میں تغیر تبدل ہو کر اس کے
اعتقاد سے کفر لازم آتا ہو تو نماز مطلقاً فاسد ہو جائے گی اور اگر اس طرح معنی

بدل نہ جائے بلکہ حرف کی صرف ہیئت مثلاً اعراب یا تشدید یا تخفیف اور مد یا قصر بدل جاتا ہو تو نماز فاسد نہ ہو گی مگر یہ کہ معنی میں تغیر فاحش ہو جائے اگر خود حروف میں تبدیل ہو جائے تو اگر اس وجہ سے لفظ بے معنی ہو جاتا ہے یا اس کے کوئی معنی ہو جو اصل معنی مقصود سے بالکل دور ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں خواہ یہ تبدیل ایک حرف میں ہو یا اس سے زیادہ میں اور تبدیل شدہ لفظ خواہ قرآن میں ہو یا نہ ہو یہی مذہب امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کا ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر تبدیل شدہ لفظ قرآن میں کہیں اور موجود ہو تو نماز فاسد نہ ہو گی یہی حکم ہے۔ اگر غلطی سے ایک آیت کی جگہ دوسری آیت اور ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ پڑھے مگر یہ کہ اجنبی آیت کے پیشتر اور پیچھے پورا وقف کیا ہو یا وہ عوضی لفظ قرآن میں کہیں اور موجود ہو تو نماز ہو گی گو اس سے کوئی ایسی بات لازم آتی ہو کہ اگر اس اجنبی لفظ و آیت کو ماقبل سے ملائے تو اس بات کا معتقد کافر ہو جائے کیونکہ یہ بات فصل کی وجہ سے یعنی اس وجہ سے کہ اجنبی لفظ وقف کے بعد پڑھے ہیں دفع ہو جاتی ہے غرض کہ یہ متقدمین کے قاعدے کا خلاصہ ہے جس کو محققین اہل فتاوی نے جیسے قاضی خاں وغیرہ صحیح ٹھیرایا ہے اور اس پر بہت سی فرعین نکالے ہیں رہا متاخرین کا مذہب سو ہم نے ہر ایک مذہب کو اس کے محل پر بیان کر دیا ہے پس تم کو جو پسند ہو عمل کرو مگر احتیاط سزاوار تر ہے خصوصاً نماز کے باب میں جو اُن چیزوں میں سے ہے جس کا حساب سب سے پہلے بندے سے لیا جاویگا اللہ سبحانہٗ ہی توفیق بخش و راہ نما ہے۔

تتمات

اوس قرأت کے باب میں جو نماز میں مکروہ ہے یا مکروہ نہیں ہے اور اوس قرأت کے باب میں جو خارج نماز ہو اور سجدۂ تلاوت کے بیان میں اور نماز میں قرآن کے

سورتیں اُن کی ترتیب کے موافق یکساں پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم کے
فعل سے معلوم ہوئی ہے اور اس میں بیچ کی بعض سورتوں کے چھوڑنے سے احتراز
بھی ہوتا ہے اور مستحب یہ ہے کہ مفصل سورتیں پڑھا کرے اس میں امام پر
سہولت اور مقتدیوں کو بار کم ہوتا ہے افضل یہ ہے کہ ہر رکعت میں پوری
پوری سورت پڑھا کرے اگر کسی رکعت میں کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھکر باقی دوسری
رکعت میں پڑھے تو بعضوں نے کہا ہے کہ مکروہ ہوگا صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں
ہوتی کیونکہ نسائی نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم
نے مغرب کی نماز میں سورہ اعراف پڑھی جسکو دو رکعتوں میں تقسیم کر دیا تھا قاضی خان
نے کہا ہے کہ جب یہ چاہے کہ دو رکعتوں میں کسی سورے کی اخیر آیتیں پڑھے
یا پوری سورت پڑھے تو جس میں آیتیں زیادہ ہوں اوسی کا پڑھنا افضل ہوگا اگر
چاہے کہ ایک لمبی آیت پڑھے یا تین آیتیں تو اسمیں اختلاف ہے صحیح یہ ہے
کہ تین آیتوں کا پڑھنا بشرطیکہ بہت چھوٹے سورے کی مقدار ہوں سزاوار تر ہے
اگر کسی رکعت میں کسی سورے کی اخیر آیتیں پڑھے تو بعضوں نے کہا ہے کہ
دوسری سورت کی اخیر آیتیں دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے مگر صحیح یہ ہے
کہ مکروہ نہیں یہی قاضی خاں نے کہا ہے یہی حکم ہے اگر پہلی رکعت میں
کسی سورت کے بیچ یا شروع کی آیتیں پڑھکر دوسری رکعت میں سورت کے بیچ
یا شروع آیتیں پڑھے یا کوئی چھوٹی سی پوری سورت ہی پڑھے مگر صحیح بات یہ ہے
کہ مکروہ نہیں تاہم سزاوار تر یہ ہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کرے ہاں یہ سب جب ہے
کہ دونوں سورتوں کے درمیان اور دو سورتیں یا اس سے زیادہ ہوں۔

اگر ان دونوں کے درمیان ایک ہی سورہ ہو تو مکروہ ہے مگر
یہ کہ ضرورت ہو یہی حکم ہے کسی سورت کی ایک کو چھوڑ کر اوسی سورت کی

دوسری آیت کو پڑھنے کا مکروہ نہیں بشرطیکہ ان دونوں آیتوں کے درمیان
دو آیتوں یا اس سے زیادہ فاصلہ ہو تاہم سزاوار تریہ ہے کہ بلاضرورت ایسا
نہ کرے کیونکہ جس کو اس نے شروع کیا تھا وہ شروع ہو جانیکی وجہ سے دوسری
آیت کے نظر کرتے راجح ترٹھیرا پس بلاضرورت اسکو چھوڑنا اچھا نہیں کیونکہ
شروع کئے ہوئے سے روگرداں ہونے اور بغیر وجہ ترجیح کے کسی امر کو
راجح ٹھیرانے کا وہم پیدا ہوتا ہے اگر ہر ایک رکعت میں ایک ایک سورہ پڑھے
اور ان دونوں سورتوں کے درمیان ایک سورت چھوڑ دی تو مکروہ ہے اس وجہ
سے جو ہم نے بیان کی مگر یہ کہ درمیان کی سورت اوس سورت سے جو پہلی رکعت
میں پڑھی تھی اسقدر لمبی ہو کہ دوسری رکعت پہلی رکعت سے بہت دراز ہو جانا لازم
آتا ہو تو اس سورت میں درمیان کی سورت کو چھوڑنا مکروہ نہیں اور اگر دونوں میں
تین سورتیں چھوڑ دے تو مکروہ نہ ہوگا اور اگر دو سورتیں چھوڑ دے تو صحیح یہ ہے
کہ مکروہ نہ ہوگا اس لئے کہ جابر بن سمرہ رض نے روایت کی ہے کہ نبی صلعم مغرب کی
نماز میں جمعہ کی شب میں قل یا ایہا الکفرون اور قل ھو اللہ احد پڑھتے
تھے اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اسیطرح اگر دو
سورتوں کو ایک ہی رکعت میں پڑھے تو سزاوار یہ ہے کہ فرض میں فصل نکرے اور اگر
فصل کرے تو مکروہ نہ ہوگا مگر اوس صورت میں کہ دونو سورتوں کے درمیان جنکو
ملا کے پڑھا ہے ایک یا اس سے زیادہ سورہ چھوڑ دے یہی حکم ہے اگر ایک
ہی رکعت میں ایک آیت سے دوسری آیت کیطرف بلاضرورت جائے
تو مکروہ ہوگا گو درمیان میں کئی آیتیں رہگئی ہوں اگر سہوا ایسا کرے پھر یاد آجائے
تو لوٹ کر آیتوں کی ترتیب کی لحاظ سے پڑھے محیط میں ہے کہ اگر ایک ہی آیت کو
کئی دفعہ مکرر پڑھے تو یہ اگر نفل نماز میں ہوا ہو جس کو وہ اکیلا پڑھتا ہی تو مکروہ نہیں اور اگر فرض میں

ہو تو مکروہ ہے اور یہ بھی اختیاری حالت کا حکم ہے اور عذر اور سہو کی صورت میں کچھ مضائقہ نہیں فتاوی نسفی میں ہے کہ ابو الفضل سے اس شخص کا حکم پوچھا گیا جس نے نفل نماز کے پہلی رکعت میں تبت یدا ابی لھب پڑھکر دوسری میں اذا جاء نصر اللہ پڑہا اگر اوس نے عمداً ایسا کیا ہے تو مکروہ ہے اور قاضی امام ابو بکر نے فرمایا ہے کہ یہ فرض میں مکروہ ہے اور نفل میں مکروہ نہیں۔ انتہی۔ اور مکروہ ہے کہ دوسری رکعت میں اُس کے اوپر کے آیتیں یا سورہ پڑھے جو پہلی رکعت میں پڑھا گیا کیونکہ اس میں اس ترتیب کا چھوڑنا ہوتا ہے جس پر صحابہ نے (اللہ ان سب سے خوش ہو) اتفاق کیا ہے مگر یہ اُس صورت میں ہے کہ قصداً ایسا کرے اگر سہواً ایسا ہو جائے تو یہ حکم بھی نہیں لگایا جائیگا۔ دیکھو علی بن احمد کی روایت ذکر کیجاتی ہے کہ ان سے کسی نے اُس شخص کا حکم پوچھا جس نے پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھکر دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد شروع کیا تھا جب اللہ الصمد پر پہنچا تو یاد آیا کہ مجھکو قل اعوذ برب الناس پڑھنا چاہیئے تھا فرمایا کہ وہ سورۂ اخلاص کو پورا کرے یہ سب باتیں فتاوی تاتارخانیہ میں مذکور ہیں اور خلاصہ میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے کوئی سورت شروع کردی حالانکہ وہ کوئی اور سورت پڑھنا چاہتا تھا جب اُس نے ایک دو آیتیں پڑھ لیں تو چاہا کہ اُس سورت کو چھوڑکر اوسی سورت کو شروع کرے جس کا پہلے ارادہ کیا تھا تو یہ مکروہ ہے انتہی۔ جب پہلی رکعت میں قل اعوذ برب الناس پڑھا ہو تو چاہیئے کہ دوسری رکعت میں بھی وہی سورت پڑھے بزازی فرماتے ہیں یہ اس لئے ہے کہ ایک ہی سورہ کو دو رکعتوں میں پڑھنا اُلٹی ترتیب سے کے ساتھ سوروں کو پڑھنے سے خفیف تر ہے ولوالجیہ میں ہے کہ جو کوئی نماز میں قرآن ختم کرتا ہے جب پہلی رکعت میں معوذتین پڑھ چکے تو

رکوع کرے پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ
بقر میں کچھ پڑھ لے کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ سب آدمیوں میں بہتر حال مرتحل
ہے یعنی جو قرآن کو ختم کر کے پھر شروع کرے انتہیٰ فتاوی الحجہ میں ہے کہ
قرآن خوانی کے تین قسمیں ہیں فرض نمازوں میں دھیما اور ٹھیر ٹھیر کر سوچ کر گیا
ایک ایک حرف پڑھے اور تراویح میں نرمی کیساتھ دھیمی اور تیز کے درمیان
پڑھے اور رات کے نوافل میں جلد جلد پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ ایسا پڑھے
کہ سمجھا جا سکے اور یہ مباح ہے۔ دیکھو ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک رات میں
ایک ہی رکعت میں قرآن ختم کر دیتے تھے اور بھی اسی فتاوی میں ہے کہ قرآن
سات قرأتوں میں اور ساری روایات قرأت کے بموجب پڑھنا جائز ہے
مگر میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ عجیب قرأت نہ پڑھے اور نادر روایتوں
کے بموجب نہ پڑھے کیونکہ اوسکی وجہ سے بعض نادان کبھی گناہ میں مبتلا ہو جاتے
ہیں اور وہ باتیں جن کا انہیں علم نہیں کہنے لگتے ہیں اور امام کو نہیں چاہیئے
کہ عوام کو اس بات پر جس میں دین و دنیا کا نقصان اور آخرت میں ثواب
سے حرمان ہے برانگیختہ کرے اور نیز عجیب قرأت عوام اور جہال
اور قریہ باشوں اور کوہستان والوں کے سامنے نہ پڑھے جیسے ابو جعفر
مدنی اور ابن عامر اور حمزہ اور کسائی کی قرأتیں ہیں تا ان کا دین محفوظ
رہے ورنہ شاید کہ وہ کسی قرأت کو سبک جانیں یا اوسکی ہنسی کریں
گو وہ سب قرأتیں صحیح و فصیح کیوں نہ ہوں۔

ہمارے علماء نے ابو عمرو اور حفص کی قرأت جسکو اُنہوں نے
عاصم سے روایت کیا ہے پسند فرمایا ہے انتہیٰ۔ یہ سب باتیں تاتارخانیہ
میں مذکور ہیں اب رہی باقی بحثیں نماز کے اندر قرآن پڑھنے کے متعلق سو

مصنف کے کلام میں بیشتر مذکور ہو چکیں۔

خارج نماز قرآن پڑھنے کا بیان

OSMANIA LIBR HYDERA

معلوم رہے کہ قرآن میں سے اسقدر آیتیں یا سورے یاد رکھنا جو نماز کے صحیح ہونے کو ضرور ہیں ہر مکلف پر فرض عین ہے اور سورۂ فاتحہ اور ایک اور سورہ کا یاد رکھنا واجب ہے اور باقی تمام قرآن کا حفظ فرض کفایہ اور سنت عین ہے اور یہ نفل نماز سے افضل ہے اور مصحف میں دیکھکر قرآن پڑھنا افضل ہے کیونکہ اسمیں دونوں عبادتیں قرآن خوانی اور مصحف میں دیکھنا جمع ہیں اور مستحب ہے کہ قرآن خوان طہارت کیساتھ ہو قبلے کی طرف منھ کئے ہوئے ہو اپنے اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہو کہ اوسمیں قرآن کی پوری تعظیم ہوتی ہے پھر وہ اعوذ پڑھے بسم اللہ پڑھے اعوذ کا ایک ہی دفع پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ اعوذ اور قرآن خوانی کے درمیان کوئی دنیاوی کام نہ کیا ہو تاآنکہ اگر سلام کا جواب دیوے یا موذن کی اذان کا جواب کہے یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہے تو دوبارہ اعوذ پڑھنا ضرور نہیں چنانچہ یہ فتاوی الحجہ میں مذکور ہے اور نوازل میں ہے کہ محمد بن مقاتل سے اس شخص کا حکم پوچھا گیا جس نے سورۂ برات بغیر بسم اللہ کے شروع فرمایا اوس نے خطا کی ابو القاسم سمرقندی کہتے ہیں کہ صحیح وہی ہے جو محمد بن مقاتل نے فرمایا کیونکہ سورۂ برات کی بسم اللہ لکھنے میں یا سورۂ انفال کے ساتھ اوسکو ملا کر پڑھنے کی صورت میں چھوڑ دی جاتی ہے مگر جب اسی کو شروع کرے تو اعوذ

اور بسم اللہ پڑھے انتہیٰ یہ بات قرائت کے ائمہ سبعہ وغیرہم قاریوں کی قرار داد کے
برخلاف ہے اور یہ اسلئے ہے کہ سورۂ برات پر بسم اللہ نہ لکھی جانے کی وجہ میں
اختلاف ہے حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ کی روایت سے آیا ہے
کہ بسم اللہ امان ہے اور سورۂ برات منافقوں اور کافروں کے امان کو اٹھانے
کیلئے نازل ہوئی ہے اور حضرت عثمانؓ کی روایت سے آیا ہے کہ آنحضرت ؐ
پر جب کوئی سورت یا آیت اترتی تو فرماتے کہ اس آیت یا سورے کو فلاں
مقام میں جہاں ایسی ایسی بات کا ذکر ہے لکھ رکھو مگر سورۂ برارت کے باب
میں تادم وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ ہم اس سورہ کو
کہاں لکھ رکھیں اور اس سورے کا قصہ انفال کے قصہ سے ملتا جلتا ہے
کیونکہ اوس سورہ میں عہدوں کا ذکر ہے اور اس سورے میں عہد کے
برہم ہونے کا اس لئے میں نے ان دونوں سورتوں کو ملا دیا بعضوں نے
کہا ہے کہ صحابہؓ نے اس مقام میں اختلاف کیا تھا کسی نے کہا تھا کہ انفال اور
براءت ایک ہی سورت ہے جو جنگ کے باب میں نازل ہوئی اور کسی نے کہا
کہ نہیں بلکہ دو سورتیں ہیں اس لئے دونوں سورتوں کے درمیان خالی جگہ
چھوڑ دی گئی اس میں اس شخص کے قول کا بھی لحاظ کیا گیا جس نے کہا تھا کہ وہ
دو سورتیں ہیں اور بسم اللہ اوس شخص کے قول کے لحاظ کرتے چھوڑ ی گئی
جس نے کہا تھا کہ وہ دونوں ایک ہی سورۃ ہے بس جس نے پہلی وجہ کی
طرف نظر کی ہے وہ وہاں بسم اللہ نہ پڑھتا ہے نہ لکھتا ہے۔
اور جس نے پچھلی دو قسموں کی طرف نظر کی ہے وہ سورۃ برارت
کو شروع کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھ لیتا ہے اس لئے کہ وہ
سورہ اگرچہ انفال کے ساتھ مل کے ایک ہی سورہ ہے مگر اس کو

شروع کرتے ہوئے بھی بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے مگر اس سورے کو
اگلے سورے کیساتھ ملاکر پڑھتے ہوئے بسم اللہ نہیں پڑھنا اس احتمال سے
کہ شائد وہ دونوں ایک ہی سورے ہوں اور جس سورت میں کہ وہ دونوں
دو جدا گانہ سورتیں ہوں تو دونوں کو بغیر بسم اللہ کے ملاکر پڑھ لینا مدینے اور
بصرے اور شام کے قاریوں کے نزدیک اولی ہے پھر یہ بھی کہا جاتا ہے
کہ اولی یہ ہے کہ قرآن کو ہر چالیس دن میں ختم کرنا اولی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ
ایک سال میں دوبار ختم کرنا اولی ہے امام ابو حنیفہؒ سے روایت آئی ہے کہ جس نے
ایک سال میں دو دفعہ قرآن کو ختم کیا اوس نے اوس کا حق ادا کر دیا بعضوں نے
کہا ہے کہ اگر قرآن کا حق ادا کرنا منظور ہو تو ہر ہفتہ میں ختم کرے۔ بعضے کہتے
ہیں کہ مہینے میں ایک ختم کرے ابو عصمہ نے اسی بات کا فتوی دیا ہے عبداللہ بن مبارکؒ
کہتے ہیں سب مجھے پسند آتا ہے کہ گرمیوں میں دن کے پہلے حصہ میں اور جاڑے میں
رات کے پہلے حصہ میں قرآن ختم کرے اسکی وجہ فرشتوں کی نماز کی درازی ہے
چنانچہ دارمی کے مسند میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت آئی ہے کہ اگر دن کے
پہلے حصہ میں قرآن کے ختم کا اتفاق ہو تو فرشتے شام تک اسپر رحمت کی دعا
بھیجتے ہیں اور جب شب کے پہلے حصہ میں یہ اتفاق ہوتا ہے تو فرشتے
اوس کے لئے صبح تک دعا کرتے ہیں اور تین دن کے اندر ختم کرنا مستحب
نہیں ہے کیونکہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی کی سنن میں عبداللہ بن عمرو
ابن عاصؓ کی روایت سے آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ جس نے تین دن کے اندر قرآن پڑھا اوس نے کچھ نہ سمجھا اور قرآن
کو ختم کرتے ہوئے قل ھو اللہ احد تین دفعہ پڑھنے کو بعض مشائخوں نے
اچھا کام نہیں ٹھیرایا ہے اور فقیہ ابو اللیث کہتے ہیں کہ اس امر کو اہل قرآن

اور بڑے بڑے شہروں کے ائمہ نے اچھا جانا ہے پس اس میں مضائقہ نہیں مگر یہ کہ فرض نماز میں قرآن ختم کرتا ہو تو سورہ اخلاص ایک دفعہ سے زیادہ نہ پڑھے۔ اور لیٹے ہوئے قرآن پڑھنے میں بشرطیکہ دونوں پاؤں سمیٹ لیے ہوں یا دونوں پیر ملے ہوئے ہوں مضائقہ نہیں کیونکہ روایتوں میں بچھونے پر لیٹے ہوئے بعض آیت اور سورتیں پڑھنے کی فضیلت آئی ہے ازانجملہ شداد بن اوس رضی سے روایت ہے جو ترمذی نے ذکر کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان بچھونے پر آکے جبکہ بچھونے پر لیٹے خدا کی کتاب میں سے کوئی سورت پڑھ لیتا ہے تو اللہ اوس پر ایک فرشتے کو تعین کر دیتا ہے تو وہ اوس بندے کے ستانیوالی چیزوں کو اس تک آنے نہیں دیتا تا آنکہ یہ بندہ اٹھنے کیوقت اٹھے اور دونوں پاؤں کو سمیٹ لینا یا ملا لینا صرف بقدر طاقت تعظیم کی رعایت کے لئے ہے۔ کسی نے بقالی سے پوچھا کیا ان وقتوں میں جن میں نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے قرآن پڑھنا افضل ہے یا درود اور ذکر و تسبیح فرمایا آنحضرت صلعم پر درود پڑھنا اور ذکر و تسبیح کرنا افضل ہے۔ اور پیدل چلتے ہوئے یا اور کوئی کام کرتے ہوئے قرآن پڑھنا بشرطیکہ وہ آیات پر خوب خیال رکھتا ہو اور اس کے دل کو چین ہو اور کوئی کام مصروف نکرتا ہو تو جائز ہے ورنہ مکروہ۔ حمام میں پکار کر یا آہستہ قرآن پڑھنا بشرطیکہ وہاں کسی کا ستر کھلا ہوا نہ ہو اور حمام پاک ہو تو جائز ہے اگر ایسی باتیں نہ ہوں تو اگر قرآن کو اپنے جی میں پڑھے تو مضائقہ نہیں اور پکار کر پڑھنا مکروہ ہوگا اسیطرح سلخ اور نہانے کی جگہ اور نجاست کی جگہ میں قرآن خوانی مکروہ ہے امام اعظم رح کے نزدیک قبروں کے پاس قرآن پڑھنا مکروہ اور امام محمد رح کے نزدیک مکروہ نہیں

حمام میں قرآن

قبر کے پاس قرآن پڑھنا جائز

انہیں کے قول کو علما نے اختیار کیا ہے کیونکہ اس باب میں روایتیں آچکے
ہیں ازانجملہ وہ ہے جس کو بیہقی نے روایت کیا ہے کہ ابن عمرؓ نے مستحب
جانا ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کے شروع کی آیتیں اور اخیر آیتیں
پڑھی جائیں ایک شخص فقہ لکھ رہا ہے اور اوس کے بازو ایک شخص
قرآن پڑھ رہا ہے اور لکھنے والے سے قرآن کا سننا ہو نہیں سکتا
ہے تو گناہ پڑھنے والے پر ہوگا کیونکہ اوس نے لوگ اپنے ضروری امور
میں ہونے کے مقام میں قرآن پکار کر پڑھا اور لکھنے والے کو کوئی گناہ نہ ہوگا
اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی رات کے وقت چھت پر
ایسے حال میں کہ لوگ سورہے ہیں قرآن پکار کر پڑھے تو اوسکو گناہ
ہوگا چنانچہ خلاصہ میں ایسا ہی ہے مگر یہ بات سستی سے خالی نہیں اگر
گھر میں ایسے وقت میں گھر کے لوگ خانگی کاموں میں مصروف ہیں
قرآن پڑھے تو اگر انہوں نے قرآن خوانی سے پہلے کام شروع
کیا تھا تو اب قرآن کی طرف کان نہ رکھنے کے باب میں وہ معذور ہیں اور
یہی حکم ہے قرآن پڑھنے کے وقت فقہ پڑھنے کا اگر مکتب میں ایک ہی
قاری ہو تو راہگذروں پر اسطرف کان رکھنا واجب ہوگا اور اگر وہاں قاری
زیادہ ہیں اور اُن کی قراءتوں کی وجہ سے قرآن سننے میں خلل واقع
ہوتا ہو تو سننا واجب نہیں۔ کسی مجلس میں وہاں کے سب لوگ مل کر
ایکدم سے قرآن پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ اوس سے قرآن
کے لئے خاموش رہنا اور قرآن کی طرف کان لگانا جاتا رہتا ہے بعض
علما نے کہا ہے کہ اس میں کچھ مضائقہ نہیں یہ سب مسائل فقہ میں موجود
ہیں اصل یہ ہے کہ قرآن جب پڑھا جاوے تو اسکا سننا فرض کفایہ ہے

کیونکہ قرآن سننا اس کا حق قائم کرنے کیلئے ہے اسطور پر کہ اوس کے طرف توجہ کیجائے اور اوس کا پڑھنا رائگاں نہ ہو اور یہ بات بعض لوگوں کے خاموش رہنے سے بھی حاصل ہو جاتی ہے جیسے جواب سلام کہ وہ سلام کرنے والے مسلمان کے حق کی رعایت ہے جس کے لئے کل مجلس کی طرف سے بعض لوگوں کا جواب دینا کافی ہے لیکن پڑھنے والے پر واجب ہے کہ قرآن کی تعظیم کے لحاظ سے بازاروں میں اور کاموں کی مصروفی مقامات میں نہ پڑھے اگر ایسی جگہوں میں قرآن پڑھے تو خود اسی نے قرآن کی عزت کا حق ضائع کیا پس پڑھنے والے کو گناہ ہوگا نہ کام میں مصروف ہو رہنے والوں پر یہ اس لئے ہی کہ لوگو نپر سے وہ حرج جاتا رہے جو ضروری اسباب کے چھوڑنے کو لازم کرنیکی وجہ سے پیدا ہوتا ہے یہی حکم ہے اور صورت میں بھی کہ درس یا فقہی تکرار کے مصروف شخص کے پاس قرآن پڑھا جاوے کیونکہ جب دنیوی معاش کی ضرورت کیوجہ سے قرآن کی طرف کان نہ لگانے کو جائز رکھا گیا ہے تو دینی ضرورت کی وجہ سے قرآن کے طرف کان نہ رکھنا بطریق اولی جائز ہونا چاہیئے پس اس صورت میں پڑھنے والے ہی کو گناہ ہوگا بشرطیکہ وہ درس قرآن سے پہلے شروع ہوا ہو اگر درس سے پہلے قرآن پڑھنا شروع ہوا ہو تو پچھلے کو گناہ ہوگا ۔ مگر اس صورت میں اور کاموں کی مصروفی کے مواضع میں قرآن پڑھنے میں فرق ہے کیونکہ یہاں پڑھنے والے ہی کو گناہ ہوگا گو اس نے قرآن پڑھنا ان کے کاموں میں مصروف ہونے سے پہلے ہی شروع کیا ہوا سلئے کہ وہ مقامات اُن کے لئے مقرر ہو چکے ہیں وہاں سے نکلکر اور جگہ جانا اُنھیں دشوار ہے اور درس میں یہ بات نہیں ہے ۔ آنے والے کی تعظیم کے لئے قاری کا اٹھ کھڑے ہونا بشرطیکہ

وہ آنے والا تعظیم کا مستحق ہو کر وہ نہیں ہے یہ بات قنیہ میں مذکور ہے قرآن کا سننا اس کے پڑھنے سے اور نفل نماز میں مصروف رہنے سے افضل ہے اس لئے کہ سننا فرض ہے اور فرض نفل سے افضل ہے اور قرآن پکار کر پڑھنا بشرطیکہ مصروف لوگوں کے پاس نہ پڑھے افضل ہے لیکن ایسی صورت میں کہ ریا کی امیزش نہ ہو۔ عورت کا عورت سے قرآن سیکھنا افضل ہے بہ نسبت اس کے کہ نامحرم نابینا سے سیکھے بعضوں نے کہا ہے کہ نابینا شخص سے بھی قرآن سیکھنا عورت کے حق میں مکروہ ہے کیونکہ عورت کی آواز بھی ستر ہے چنانچہ فتاوی کی کتابوں میں ایسا ہی ذکر کیا گیا ہے کافر کو قرآن یا فقہ سکھانا جائز ہے شاید کہ وہ راہ پر آجائے لیکن وہ قرآن کو نہ چھوئے جبتک کہ نہا نہ لے یہی قول ہے امام محمدؒ کا اور ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ وہ قرآن کو بغیر حائل کے نہ چھوئے جس نے قرآن کو سیکھکر بھلا دیا وہ گنہگار ہے کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری امت کے ثواب کے کام مجھکو دکھلائے گئے تاآنکہ وہ کچرا کوڑہ بھی جسکو آدمی مسجد سے نکال پھینکتا ہے اور مجھکو میری امت کے گناہ دکھلائے گئے تو میں نے کسی گناہ کو اس سے بڑھا ہوا نہ دیکھا کہ آدمی کو کوئی سورت یا آیت سکھا دی جائے پھر وہ اسکو بھول جائے اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جس نے قرآن پڑھا پھر اسکو بھول گیا تو اللہ کے پاس اس حالت سے آئیگا کہ اس کے اعضا جھڑے ہوئے ہوں گے اس حدیث کو ابو داؤد اور دارمی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ ایک شخص قرآن پڑھ رہا ہے اور اس میں اس سے غلطیاں ہو رہی ہیں تو سامع پر واجب ہوگا کہ اسکو

صحیح لفظ بتلادے اگر یہ سمجھتا ہو کہ اس امر کی وجہ سے دشمنی اور کینہ پیدا نہ ہوگا ورنہ اس کو اختیار ہے کہ ایسا نہ کرے کیونکہ ہر ایسا نیک کام جس سے کوئی بُرا کام پیدا ہوجائے تو اُس کا وجوب ساقط ہوجاتا ہے۔ ترجیع اور تلحین قرآن پڑھنے میں اکثر مشائخ کے پاس مکروہ ہے کیونکہ یہ فاسقوں کے فعل کی تشبیہ ہے یہ اس صورت میں ہے کہ حروف نہ بدلتے ہوں اور وہ آہنگ جس سے حروف بدل جاتے ہوں بلا خلاف حرام ہے۔ (ترجیع یعنی مدّ میں آواز کو گھمانا۔ تلحین یعنی خاص خاص آہنگ میں پڑھنا) قرآن کی چھوٹی تقطیع کرنی اور باریک قلم سے اُسکو لکھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس میں اُس کی تحقیر کا شبہ ہے وہ چیزیں جو بچھائے جاتے ہیں اون پر قرآن کے آیتیں لکھنا مکروہ ہے۔ دیواروں اور محرابوں پر قرآن کی آیتیں لکھنا اچھا نہیں ہے قرآن کو مطلا کرنے میں مضائقہ نہیں ہے کیونکہ دیکھنے میں اس سے قرآن کی تعظیم معلوم ہوتی ہے۔ اسیطرح قرآن میں کے حروف کو نقطے اور زیر زبر لگانا بھی جائز ہے کیونکہ عجمیونکو اور اُن کو جو عجمیوں کے مانند ہیں اسکی حاجت ہے۔ جب قرآن ایسا ہوجائے کہ اس میں آدمی پڑھ نہ سکے تو پاک کپڑے میں لپیٹ کے پاک زمین میں دفن کردینا چاہیئے کسی نے نجندی سے پوچھا یا ایسے قرآن کو کسی اور نسخۂ قرآن کی جلد بنا سکتے ہیں فرمایا نہیں ہوسکتا بعضوں نے کہا ہے کہ اخبار کے کاغذات کو قرآن اور فقہ کی کتابوں کی جلد بنا سکتے ہیں نہ نحو اور ادب کے کتابوں کی۔ قرآن کو سوائے حفاظت کے اور کسی غرض سے تکیہ بنانا مکروہ ہے جیسے اوس خورجی پر جس میں قرآن ہو ضرورت کی وجہ سے

ترجیع دوبارہ پڑھنا
تلحین سُر سے پڑھنا

سوار ہونا جائز ہے۔

سجدۂ تلاوت

تلاوت کرنیوالا جب سجدہ کی آیت پڑھے جو قرآن میں چودہ جگہ میں موجود ہے۔

سورۂ اعراف کا اخیر۔ سورۂ رعد میں۔ سورۂ نحل بعد سورۂ اسرا میں۔ سورۂ مریم۔ سورۂ حج کے پہلے سجدہ کی آیت۔ سورۂ فرقان میں۔ سورۂ نمل میں۔ الم تنزیل السجدہ۔ سورۂ ص میں۔ سورۂ فصلت میں سورۂ نجم میں۔ سورۂ انشقاق میں۔ سورۂ علق میں۔ یہ سجدے دو تکبیروں کے درمیان ہونا چاہیئے جو کہ مستحب ہیں سجدۂ تلاوت کے لئے تکبیر تحریمہ شرط نہیں ہے اس سجدہ کے واجب ہونے کی سندیہ حدیث ہے اذا قرأ ابن آدم الخ جب آدمی سجدے کی آیت پڑھتا ہے تو شیطان روتا ہوا کھسک جاتا ہے کہتا ہے اس کا برا ہو۔ یا ہائے میری خرابی۔ آدم کے بیٹے کو سجدہ کا حکم ہوا تو اس نے سجدہ کیا پس اس کے لئے جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا تو میں نے نہ مانا پس میرے لئے دوزخ ہے اس حدیث کو مسلم نے کتاب الایمان میں روایت کیا ہے وجہ استدلال یہ ہے کہ اس حدیث سے سجدۂ تلاوت واجب ہونا اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ جب حکیم یعنی وہ شخص جس کے سب کام اور کلام درست اور موزوں اور سنجیدہ اور پابندی کے لائق ہوں کسی غیر حکیم کی

کوئی بات نقل کرتا ہے کہ اوس نے ایسا کہا اور اوسپر اعتراض نہیں کرتا ہے تو وہ
اُس بات کی صحت کی دلیل ہوتی ہے پس آنحضرت صلعم نے شیطان کی طرف سے
حکم کا لفظ نقل کیا ہے جو اطلاق کی صورت میں وجوب کے لئے ہوتا ہے یعنی
جب حکم کے ساتھ مستحب وغیرہ کی قید نہو تو حکم سے اسکی پابندی کا وجوب
سمجھا جاتا ہے علاوہ یہ کہ خود سجدۂ تلاوت کی آیت سے بھی اس سجدہ کا
واجب ہونا سمجھا جاتا ہے کیونکہ سجدہ کی آیتوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو
وہ آیتیں ہیں جن میں سجدہ کا صاف حکم ہے۔ دوسری وہ آیتیں ہیں جن میں
کافروں کو سجدے کا حکم ہوا تھا اور انہوں نے سجدہ کرنے سے ننگ کیا ہے
نقل کیا گیا ہے۔ تیسری وہ آیتیں ہیں جن میں صالحین اور انبیاء اور فرشتوں کا
سجدہ کرنا نقل کیا گیا ہے۔ اور ان تین باتوں میں سے ہر ایک بات یعنی
حکم برداری اور اگلوں کی اقتدا اور کافروں کا خلاف کرنا واجب ہے لیکن
ان باتوں کی دلالت ظنی ہے تو وجوب ثابت ہوگا نہ فرضیت۔ اب سجدۂ
تلاوت کے مقامات کی تعیین یعنی کون کون آیتیں پڑھکر سجدۂ تلاوت کرنا چاہیے
سوا اوس میں امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا خلاف ہے امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ سورۂ
(حج) کا دوسرا سجدہ سجدۂ تلاوت میں داخل ہے اور سورۂ (ص) کا سجدہ اس
سجدہ میں داخل نہیں ہے۔ پہلی بات کے لئے عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ
کی حدیث سے سند لاتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسولِ خدا آیا سورۂ (حج)
کو دو سجدوں کی فضیلت دی گئی ہے فرمایا ہاں پس جو دونوں سجدے
نہیں کرتا اُس کو چاہیئے کہ اُن سجدوں کی آیتیں بھی نہ پڑھے اس حدیث
کو ابو عیسیٰ ترمذی نے روایت کیا ہے اور نیز یہ بھی آنحضرت صلعم سے آیا ہے
کہ سورۂ حج کو دو سجدوں کی فضیلت دی گئی ہے اس حدیث کو ابو داؤد نے

کتاب المراسیل میں ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی حدیث کی نسبت ترمذی نے کہا ہے کہ اس کی سند قوی نہیں ہے اور دوسری حدیث مرسل ہے یعنی اس کا سلسلہ سند صحابی سے خالی ہے ایسی حدیث اُن کے پاس سند نہیں ہو سکتی اور اگر مان بھی لیجاوے تو دوسرے سجدہ سے نماز کا سجدہ مراد ہے کیونکہ دوسرے[1] سجدہ کی آیت میں سجدہ رکوع کے ساتھ ملا کے ذکر کیا گیا ہے کیونکہ ایسے مقامات میں جو بات مذکور ہو سو نماز کے رکنوں کے احکام میں داخل ہوتی ہے جیسے اس آیت میں کہ ای مریم تو سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر۔ اور سورۂ (حج) کو دو سجدوں کی فضیلت حاصل ہونے سے وہ دونوں سجدے تلاوت ہی کے سجدے ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ یہ بھی[2] مراد ہو سکتا ہے کہ اس سورے کو دو سجدوں کے ذکر کی فضیلت حاصل ہے ایک تلاوت کا سجدہ دوسرا نماز کا سجدہ اور دوسری بات کے لئے

---

[1] قولہ کیونکہ دوسری سجدہ کی آیت میں رکوع کے ساتھ سجدہ ملا کے الخ یہ قول کا ردقدح باب دوم میں امام عینی کی تحقیق سے مذکور ہوا ہے سو اُس سے بخوبی تمام بیان کیا گیا ہے من شاء فلیطالع ثمہ ۱۲

[2] کیونکہ یہ بھی مراد ہو سکتا ہے الخ سورۂ فرقان میں انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا ہے یہ سجدۂ تلاوت کی آیت پانچویں رکوع میں ہے والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما خبر بمعنی الامر یہ سجدہ صلوٰۃ کی آیت سورۂ فرقان کے چھٹے رکوع میں ہے۔ پس سورۂ فرقان کو دو سجدوں کی ذکر سے فضیلت حاصل ہونے سے سورۂ حج کا اختصاص نرھا پس یہ مراد لینا ضرور نہیں اب سجدہ تلاوت ہی مراد لینا ضرور ہوا علاوہ یہ کہ قولہ علیہ الصلاۃ والسلام من لم یسجدھما فلا یقرأھما دونوں سجدے سجدہ تلاوت ہونے پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ سجدۂ تلاوت آیت کے پڑھنے پر موقوف ہے اور سجدہ صلوٰۃ نماز کی آیت پڑھنے پر موقوف نہیں پس فلم یقرأھما اس مراد پر صادق نہیں آویگا سورۃ الحج کے دوسرے سجدہ کی تحقیق اور سورہ ص کے سجدہ کی تحقیق باب دوم میں بتفصیل تمام مذکور ہوئی ہے ۱۲۔

اور اس حدیث سے سند لی ہے جس کو نسائی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم
نے (ص) میں سجدہ کیا اور فرمایا کہ پیغمبر خدا داؤد نے توبہ کی طور پر یہ سجدہ کیا ہے
اور ہم شکر کے طور پر یہ سجدہ کیا کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث سے وجوب
سمجھا جاتا ہے اس سے بڑھکر نہیں کہ آنحضرت صلعم نے داؤد علیہ السلام
کے حق میں جو سبب سجدہ کا تھا اور جو سبب اس سجدہ کا ہماری نسبت ہے بیان
فرمایا ہے اس سجدہ کا شکر کے طور پر ہونا اس کے وجوب کا مانع نہیں کیونکہ
کل فرائض اور واجبات صرف نعمتوں کے شکر ہی میں واجب ٹھیرے ہیں۔ رہا وہ
جو صحیحین میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ سورہ (ص) کا سجدہ عزیمت
(وجوب) والے سجدوں میں سے نہیں ہے اور پھر بھی میں آنحضرت صلعم کو
دیکھا ہے کہ اس سورے میں سجدہ کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ
ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ کہکر یہ آیت پڑھی کہ (انبیاء) وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے
ہدایت کی تھی پس تم اُن کی راہ پر پیروی کرو اور فرمایا کہ داؤد انہیں لوگوں میں سے
ہیں جس کے باب میں یہ حکم وارد ہوا ہے پس تم پر لازم ہے کہ اُن کی اقتدا کرو ہیں
یہ قول درحقیقت ہماری دلیل ہے۔ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے صاف
کہدیا ہے کہ آنحضرت صلعم سورۂ (ص) میں سجدہ کرتے تھے اور آپ کو داؤد کی
اقتدا کا حکم ہوا ہے اور اس قول میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے اس
اقتدا کا آنحضرت صلعم کے ساتھ ہی خاص ہونا سمجھا جاوے پس ہم بھی اس اقتدا کے
محکوم ٹھیرے اس صورت میں ان کے قول سے کہ عزیمت والے سجدوں میں سے
نہیں ہے یہ معنی ہوں گے کہ وہ سجدہ اُن امور میں سے نہیں جنکا حکم
عزم اور یقین کے طور پر وارد ہے کیونکہ اس میں احتمال کی بھی جگہ ہے پس اس
اس سجدہ کے فرض ہونے کی نفی ہوگی نہ وجوب کی نفی بھی جیسے ہمارا قول ہے

اور نہ سنیت کی نفی جیسے شافعیؒ کا قول ہے اور امام احمدؒ نے اور ابونعیمؒ نے اعتبارات حدیث انہیں کے کتاب کی ہے) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا گویا ایسا کوئی سورہ لکھ رہا ہوں اور سجدہ کی آیت کو پہنچا تو ہر ایک چیز نے جس کو میں اُسوقت دیکھتا تھا سجدہ کیا یہانتک کہ تختی اور قلم اور دوات نے بھی پھر میں نبی صلعم کے پاس آیا اور یہ قصہ بیان کیا تو مجھکو اس آیت پر سجدہ کا حکم فرمایا پس اس حدیث میں صاف سجدۂ تلاوت کا حکم آیا ہے تو دوسری حدیثیں جنمیں سنیت اُستحباب کا احتمال ہے اسکے مقابل نہیں ہوسکتیں۔ امام مالکؒ کہتے ہیں کہ پچھلے تین سجدے یعنی سورۂ نجم اور سورۂ انشقاق اور سورۂ علق ان کے سجدے مسنون یا واجب سجدوں میں ہیں۔ اس حدیث کی سند سے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آئی ہے کہ آنحضرت صلعم جب سے مدینہ طیبہ کو چلے آئے کسی مفصل سورے میں سجدہ نہیں کیا ہم کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے بیہقی نے اس کو ضعیف ٹھیرایا ہے پس یہ حدیث اس حدیث کے مقابل نہ ہوسکے گی جسکو بخاری اور ترمذی نے صحیح ٹھیراکر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے سورۂ النجم میں سجدہ کیا اور آپ کیساتھ مسلمانوں اور

ؔ قولہ پس اس حدیث میں صاف سجدۂ تلاوت کا حکم ہے اس کتاب کے باب دوم کے احادیث سے (ص) کے سجدہ کا صاف عدم وجوب ثابت ہے پس یہ حکم استحباب کیواسطے ہے علاوہ یہ کہ حکم (ص) کی آیت کی تعین سے نہیں ہے اور کوئی سورہ کی آیت سجدہ نہ ہوگی اور ابوسعید خدریؓ کو کوئی سورہ کہا ہے سورہ (ص) کی سجدہ کے وجوب پر دلیل نہیں۔ باب دوم سورۂ (ص) کی فضائل میں کشف الغمہ سے حدیث نقل کی گئی ہے اس سے صاف صراحت سجدۂ (ص) کا واجب نہ ہونا ثابت ہے ۱۲ واللہ اعلم۔

مشرکوں اور جن وانس نے سجدہ کیا اور نہ وہ حدیث صحیحین کی اس حدیث کے مقابل
ہوسکتی ہے جس کو ابو رافع صائغ نے روایت کیا ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
کے پیچھے عشا کی نماز پڑھی تو انہوں نے سورۂ اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا
میں نے پوچھا یہ کیا سجدہ ہے فرمایا کہ میں نے اس سورہ میں ابوالقاسم صلعم کے پیچھے
سجدہ کیا ہے پس میں اس سورہ میں سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کیا کروں گا یہاں تک کہ
آپ سے جا ملوں اور نیز وہ حدیث اس حدیث کے مقابل نہیں ہوسکتی جس کو
بخاری کے سوا اہل صحاح ستہ نے روایت کیا ہے ابوہریرہ رض سے کہ ہم نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اذا السماء انشقت اور اقرأ باسم
ربک میں سجدہ کیا ہے علاوہ یہ کہ وہ دلیل جس میں کسی امر کو ثابت کرنا ہوتا ہے
اُس دلیل سے اولیٰ ہوتی ہے جس میں اس امر کی نفی ہو۔ رہا یہ کہ سجدۂ تلاوت
کیلئے نماز کے سب شرطیں ضرور ہیں سو یہ بات اجماع سے ثابت ہے۔ ہاں
تکبیر تحریمہ شرط نہیں بلکہ دو تکبیریں مستحب ہیں تا کہ اگر یہ تکبیریں نہ کہے تو بھی سجدۂ
تلاوت صحیح ہو جاتا ہے اسی وجہ سے چاہیئے کہ سجدۂ تلاوت کی تکبیر کیساتھ
ہاتھ نہ اٹھائے کیونکہ آنحضرت صلعم نے ایسا نہیں کیا ہے اور اس سجدہ کیلئے
تشہد اور سلام بھی نہیں اسلئے کہ تحریمہ ہی نہیں ہے۔ یہ سجدہ تلاوت کرنیوالے
اور سننے والے دونوں پر واجب ہے۔ یہ سجدہ تلاوت کرنے والے پر
واجب ہونے کی سند تو پیشتر بیان ہو چکی ہے یہی حکم سننے والے پر
بھی ہے کیونکہ ان دونوں میں فرق نہیں ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ
عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ سجدۂ تلاوت
اُسی پر واجب ہے جس نے اس کو سنا ہو۔ مبسوط میں ہے کہ حضرت عثمان
اور حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت آئی ہے

کہ انہوں نے فرمایا کہ سجدہ اُس شخص پر ہے جس نے وہ آیت پڑھی اور اُس پر ہے جس نے وہ آیت سنی اس باب میں وہ شخص جس نے اس آیت کے سننے کا قصد کیا ہو اور جس نے قصد نہ کیا دونوں برابر ہیں کیونکہ وجوب سجدہ کے دلیلیں مطلق ہیں ان میں قصد اور غیر قصد کی کوئی تفریق نہیں ہے ۔ سجدۂ تلاوت مقتدی پر اُس کے امام کی تلاوت کی وجہ سے واجب ہو جاتا ہے گو اُس نے اُسکو سنا نہ ہو کیونکہ امام کی اقتدا مقتدی پر واجب ہے تا آنکہ اگر امام سجدۂ تلاوت نہ کرے تو مقتدی بھی نہ کرے گو اُس نے سجدہ کی آیت امام سے سنی ہو کیونکہ مقتدی کو امام کی پیروی کرنے اور اُس کا خلاف نہ کرنے کا حکم کیا گیا ہے اگر مقتدی نے سجدہ کی آیت پڑھ لی تو سجدہ نہ اوس پر واجب ہوتا ہے اور نہ اُس سے اُس کے سننے والے پر جو اُس کے ساتھ اُس نماز میں ہو ۔ اس مسئلے میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو خلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ مقتدی اور جن جن نے سنا ہے نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کر لیں کیونکہ اسوقت کا امر مانع جاتا رہا یعنی امام سجدہ نہ کرنے کی صورت میں مقتدی کے سجدہ کرنے سے امام کے مخالفت لازم آتا اور امام مقتدی سے سجدے کی آیت سنکر سجدہ کرنیکی صورت میں متبوع (امام) کا تابع (مقتدی) ہو جاتا مگر امام اعظم اور ابو یوسف رضی اللہ عنہما کی دلیل یہ ہے کہ مقتدی اُس نماز کے نظر کرتے جس میں اُس نے امام کی پیروی لازم کر لی ہے سجدۂ تلاوت سے محجور و ممنوع ہے اور محجور و ممنوع کا تصرف یعنی کارپردازی معتبر نہیں ہوتی برخلاف جنابت والے اور ایام والی کے کہ اگر یہ دونوں سجدہ کی آیت پڑھ دیں تو سننے والوں پر سجدہ

واجب ہوجائے گا بدستور جنابت والے پر بھی سجدہ واجب ہوگا اسلئے کہ
ان دونوں کو سجدے کی آیت پڑھنے کی نہی اور ممانعت ہوئی اور جس کو
کسی امر کی نہی ہوئی اور پھر وہ وہی کام کرے تو اُس کا تصرف معتبر ہوگا جیسے
جمعہ کی اذان کے وقت بیع کا مسئلہ یعنی اُسوقت اگر بیع کرے تو بیع صحیح ہو گی
یعنی اُس بیع سے بیچی ہوئی چیز بائع کی ملک سے نکل کر خریدار کی ملک
تو ضرور ہی ہو جائے گی۔ اور وہ لوگ جنھوں نے مقتدی سے سجدے کی
آیت سنی اور اُس کی نماز میں اُس کے ساتھ نہیں ہیں تو سب پر سجدہ
تلاوت اجماعا واجب ہوجائیگا کیونکہ اُن کی حالت کے نظر کرتے انپر کوئی مجبوریت
نہیں ہے کیونکہ ان کے حق میں وہ مقتدی اُن لوگوں کے درجہ میں ہے جو
نماز میں نہیں ہیں اگر مصلی نے سجدے کی آیت اُس شخص سے جو اس کی
نماز میں اُس کے ساتھ نہیں ہے سن لی تو نماز کے بعد سجدہ کرے اور
اور نماز کے اندر سجدہ نہ کرے اسلئے کہ اُس صورت میں یہ سجدہ نماز سے الگ اور
اجنبی ہے کیونکہ اس نماز کی قرأت میں اس سجدہ کی آیت داخل نہ تھی
اور نماز میں وہ امر جو اُس سے الگ اور اجنبی ہو داخل نہیں ہو سکتا گو نماز کے
اندرونی کاموں کی قسم میں سے کیوں نہ ہو کیونکہ اس سے نماز کے کسی
حصہ کی تاخیر لازم نہیں آتی اور یہ بلا ضرورت ممنوع ہے اور یہاں کوئی ضرورت
نہیں ہے اگر کہا جاوے کہ سامع کے حق میں سجدہ تلاوت کا سبب اس کا
اُس آیت کو سن لینا ہے نہ اُس آیت کا پڑھنا اور اُس آیت کو
سن لینا نماز میں واقع ہو چکا پس وہ آیت نماز سے اجنبی تو نہیں ہوئی پس
سبب بھی اجنبی نہ ہوا۔ ہم جواب میں کہیں گے کہ اُس آیت کو سن لینا
نماز کے کاموں سے نہیں ہے پس وہ ضرور نماز سے اجنبی ہوگا مگر آیت کی

تلاوت ایسی نہیں ہے یعنی اجنبی امر نہیں ہے اگر نماز میں کسی خارج نماز سے آیت سجدہ سنکر نماز ہی میں سجدۂ تلاوت کرے تو نہ سجدہ تلاوت اُس کے ذمہ سے ساقط ہوگا اور نہ نماز فاسد ہوگی۔ پہلی بات کی وجہ یہ ہے کہ جب نماز میں اس سجدہ کی ممانعت ہوگئی ہے بموجب اس وجہ کے جس کا پیشتر ذکر ہوا ہے تو نماز کے اندر اُس سجدہ کا ادا کرنا ناقص ادا ہے حالانکہ سجدے کو کامل طور پر ادا کرنا واجب تھا اور جس امر کو کامل طور پر ادا کرنا واجب ہو وہ ناقص طور سے ادا نہیں ہوسکتا۔ دوسری بات کی وجہ یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت نماز کے اندرونی کاموں کی قسم میں داخل ہے اور نماز ایسے کام کی وجہ سے جو اُسکی قسم وجنس میں داخل ہو فاسد نہیں ہوسکتی بشرطیکہ اُس سے کسی فرض اندرونی نماز کا فوت ہوجانا لازم نہ آوے جس شخص نے حیض والی یا نفاس والی سے یا کافر سے یا دیوانے سے یا بچہ سے سجدہ تلاوت کی آیت سن لی ہو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یہی حکم ہے اگر سوتے ہوئے سے سجدہ کی آیت سن لے اور یہی صحیح مذہب ہے کیونکہ سجدہ کا سبب جو آیت کو سن لینا ہے اس سامع کے حق میں ثابت ہے اور اُس کا مانع بھی نہیں ہے کیونکہ نماز کی تکلیف اُسکو نہیں دی گئی ہے اور اگر پرندے سے یا اُس آواز سے جسکو صدا کہتے ہیں سجدۂ تلاوت کی آیت سن لے تو سامع پر سجدہ واجب نہ ہوگا اسلئے کہ یہ نقل ہی قرأت کی اور تلاوت نہیں ہے اگر سجدۂ تلاوت کی ہجے کرے تو سجدۂ تلاوت نہ اُس پر واجب ہوگا نہ اُسکے سننے والے پر کیونکہ یہ صرف حروف شماری ہے قرآن خوانی

یعنی بازگشت آواز

نہیں ہے اسی وجہ سے کسی آیت سجدہ کے ہجے کرنا نماز میں کافی نہیں ہے اسی طرح سجدہ کی آیت کے تلاوت سے اور اس آیت کو بغیر مونہہ سے پڑھنے کے صرف دیکھ لینے سے بھی سجدہ تلاوت نہیں واجب ہوتا کیونکہ ایسے شخص نے نہ سجدہ کی آیت پڑھی ہے نہ سنی ہے۔ اگر سجدہ کی آیت کو سواری کی حالت میں پڑھے یا سنے تو اشارے سے سجدہ کر لینا جائز ہوگا اور اس حالت میں کہ سوار نہ تھا اس آیت کو پڑھے یا سن لے اور پھر سوار ہو کر اشارے سے سجدہ کرے تو جائز نہ ہوگا مگر جب ایسا عذر ہو جس سے سوار ہو کر فرض نماز کو بھی اشارے سے ادا کرنا جائز ہو جائے چنانچہ یہ بات اس کے موقع پر پیشتر مذکور ہو چکی ہے۔ اگر تندرستی کی حالت میں جب کہ سجدۂ تلاوت کی قدرت تھی وہ آیت پڑھے اور سجدہ نہ کیا یہاں تک کہ بیمار ہو گیا اور سجدے کی طاقت نہ رہی تو اشارے سے سجدہ کر لینا جائز نہ ہوگا اور پھر بعد تندرستی کے اس سجدے کا اعادہ واجب ہوگا جیسے نماز کی قضا کا مسئلہ ہے سجدۂ تلاوت کے لئے اٹھنا مستحب ہے پس چاہیئے کہ کھڑے ہو کر سجدے میں جاوے اس لئے کہ سجدے میں گرنے کے معنی اسی صورت میں زیادہ تر پائے جاتے ہیں ظہیریہ میں ہے کہ سجدے سے سر اٹھانے کے بعد ہی کھڑے ہو جانا مستحب ہے۔ مستحب یہ ہے کہ تلاوت کرنیوالا پیشتر ہو اور سامعین اس کے پیچھے صف باندھے ہوئے ہوں اور اس کے پیشتر سر اٹھائیں تا یہ امر نماز کے شبیہ ہو۔ اور اس کا خلاف بھی مکروہ نہیں ہے اس طور پر کہ وہ جہاں ہوں سجدہ کر لیں گو تلاوت کرنے والے کے سامنے سے کیوں نہ ہوں یا اس سے پہلے سجدہ کریں یا اس سے پیشتر سر اٹھائیں کیونکہ اس میں در اصل اقتدا نہیں ہے چنانچہ اگر تلاوت کرنے والے کا سجدہ

فاسد ہونا معلوم ہوا تو اُن کا سجدہ فاسد نہ ہوگا یہی حکم ہے اگر تلاوت کرنیوالا سجدہ نہ کرے اور سامع سجدہ کرنے لگے۔ تلاوت کرنیوالے کیلئے آیت سجدہ کو آہستہ پڑھنا مستحب ہے جبکہ سامع سجدہ کے لئے آمادہ نہ ہو تو پکار کر پڑھنا مستحب ہوگا اور سجدۂ تلاوت فی الفور واجب نہیں ہوتا تا آنکہ اگر ایک سال یا اس سے زیادہ کے بعد بھی سجدہ کرے تو وہ سجدہ ادا ہی ہے نہ قضا کیونکہ اس سجدہ کیلئے وقت کی قید نہیں لگائی گئی ہے تلاوت کیلئے سجدے کی نیت ضرور ہے تعیین ضرور نہیں چنانچہ اگر اس پر کئی سجدے ہوں تو لازم یہ ہے کہ اتنے سجدے کرلے اور یہ لازم نہیں ہے کہ یہ تعیین کرے کہ یہ سجدہ فلاں آیت کا ہے اور وہ سجدہ فلاں آیت کا۔ نماز جن باتوں سے باطل ہوجاتی ہے جیسے قہقہہ اور بات چیت کرنے اور حدث سوال باتوں سے سجدۂ تلاوت بھی باطل ہوجاتا ہے اس کی بنا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے کہ سجدہ زمین پر سر رکھدینے سے پورا نہیں ہوتا بلکہ سر اٹھانے سے پورا ہوتا ہے اور یہی صحیح بات ہے جیسے پیشتر بیان ہوا مگر اس میں ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا خلاف ہے۔ اور جس نے سجدہ کی آیت کسی مصلی سے سنی اور اُسکی اقتدا کی اُس سے پیشتر کہ خود مصلی وہ سجدہ ادا کرے تو مقتدی بھی اُس کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر مصلی سجدہ کرلینے کے بعد اُس نے اقتدا کی ہے تو اگر اُس رکعت میں کی ہو جس میں مصلی نے سجدے کی آیت پڑھی تھی تو مقتدی سے وہ سجدہ ساقط ہوجائے گا اگرچہ رکوع ملا ہو کیونکہ وہ سجدہ اُس قرآن خوانی کا اثر ہے جس کو امام نے مقتدی کی طرف سے اپنے ذمہ لے لیا ہے اگر مصلی کیساتھ اُس نے وہ رکعت نہ پائی ہے یا اقتدا نہ کی ہو تو سجدۂ تلاوت ساقط نہ ہوگا پس مقتدی سجدۂ تلاوت کرتا ہوگا کیونکہ اُس

اور اگر آمادہ ہو

سجدے کو ساقط کرنیوالا کوئی امر نہیں ہے۔ تلاوت کا جو سجدہ نماز میں واجب ہو جائے نماز میں ادا نہیں کیا گیا تو وہ سجدہ ساقط ہوجائے گا یعنی وہ سجدہ مشروع نہ رہے گا کیونکہ اس سجدے کا موقع جاتا رہا۔ کیونکہ اگر نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کرے تو اس طور سے ادا کیا جو اس کے واجب ہونے کے وقت کے طور سے ناقص تر ہے اور جو امر کامل طور پر واجب ہوا ہو سو ناقص طور پر ادا کرنے سے ادا نہیں ہوسکتا اور اگر اس سجدے کو کسی دوسری نماز میں ادا کرے تو بھی حکم ہے کیونکہ یہ نماز بالکل اُس نماز سے اجنبی و بے تعلق ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ مسئلہ کیونکر ذہن میں آسکے حالانکہ تلاوت کا سجدہ نماز کے سجدہ میں ادا ہوجاتا ہے گو اس امر کی نیت نہ کرے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ سجدے کی آیت کے بعد تین آیتیں یا اس سے زیادہ نہ پڑھے جیسے آگے آتا ہے مگر جب اسقدر آیتیں پڑھ لی ہوں تو نماز کے سجدے میں وہ سجدہ ادا نہ ہوگا پس اب وہ مذکور مسئلہ ذہن میں آسکتا ہے یا صورت پذیر ہوسکتا ہے اگر سجدے کی آیت عربی میں پڑھی جائے تو سجدہ اس عجمی شخص پر جس نے اُس کو سنا ہے واجب ہوگا گو اُس کو نہ سمجھے بشرطیکہ اس عجمی کو معلوم کرا دیا جائے کہ وہ سجدہ کی آیت ہے یہ مسئلہ اجماعی ہے اگر سجدے کی آیت فارسی میں پڑھی جائے تو اُس شخص پر جس نے اُسکو سنا ہو گو سمجھا نہ ہو امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سجدۂ تلاوت واجب ہے اس مسئلے میں صاحبین رح کا خلاف ہے اور جس نے سجدہ کی آیت سنی نہ ہو گو تلاوت کی مجلس میں ہو سجدہ واجب نہیں ہوتا یہی بات اس حصر سے سمجھی جاتی ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول میں موجود ہے۔ سجدۂ تلاوت میں اسی طرح کہے

جو نماز کے سجدہ میں کہتے ہیں یہی صحیح تر بات ہے۔ کیونکہ اس سجدہ کی جنس میں جو نماز کا سجدہ ہے۔ وہی ذکر خاص اور مقرر کیا گیا ہے شیخ کمال الدین کہتے ہیں بات یہ ہے کہ اوپر صحیح ٹھہرائی ہوئی بات عام نہ ہونی چاہیئے بلکہ بات یوں ہے کہ اگر سجدۂ تلاوت فرض نماز میں ہو تو یہی کہے جو نماز کے سجدے میں کہتے ہیں اور نفل نماز میں ماثور ذکروں میں سے جو چاہے اختیار کرے جیسے ابن عباس نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم سجدۂ تلاوت میں یہ کہتے تے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَّاَعْظِمْ لِيْ بِهَا اَجْرًا وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَّتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ خداوندا تو اس سجدے کو اپنے پاس میرا ذخیرہ ٹھیرا اور اس سجدے کی وجہ سے میرا اجر بڑھا اور مجھ پر سے گناہ کا بار اتار اور میرے اس سجدہ کو قبول فرما جیسے تو نے داؤد کے سجدے کو قبول فرمایا تھا اس حدیث کو ترمذی نے حسن اسناد کیساتھ روایت کیا ہے اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح ٹھیرایا ہے اور بی بی عائشہؓ نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے سجدہ میں یہ کہتے تے سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ میرے چہرے نے اسکو سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کی صورت بنادی اور اس میں کان اور آنکھ کے شگاف رکھے اپنی پناہ اور اپنی قوت سے ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم کی روایت میں یہ لفظ زیادہ آئے ہیں فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ پس اللہ کیا ہی مبارک ہے جو سب بنانیوالوں میں بہتر ہے اس زائد عبارت کو حاکم نے صحیح تبلایا ہے۔ اور اگر سجدۂ تلاوت خارج نماز ہو تو کوئی سا ماثور ذکر جو اسے پسند ہو پڑھ لے از انجملہ ابن عمرؓ سے آیا ہے کہ وہ یہ کہتے تے اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدَ سَوَادِيْ وَبِكَ اٰمَنَ

فوادی اللّٰھم ارزقنی علما ینفعنی و عملا یرفعنی خداوندا میرے بدن نے تجھکو سجدہ کیا اور میرا دل تجھپر ایمان لایا خداوندا وہ علم جو مجھے فائدہ دے اور وہ عمل جو میرا رتبہ بڑھادے نصیب کر قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ وہ یہ کہا کرتے تھے سُبحٰان ربّنا ان کان وعد ربنا لمفعولا کیا ہی پاک ہے ہمارا پروردگار بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا کردیا جانیوالا ہے۔ اس ذکر کو ہمارے لوگوں میں سے بعض متاخرین نے پسند کیا کیونکہ اللہ تعالی نے تلاوت کیوقت اسکے کہنے والوں کی مدح کی ہے۔ اگر سجدے کی ایک ہی آیت ایک مجلس میں بار بار پڑھے تو ایک سجدہ کافی ہے خواہ وہ سجدہ تمام تلاوت کے بعد کرے یا تھوڑی تلاوت کے بعد استحسان سے ثابت ہوتا ہے اس کیوجہ اجماع کا اقتضا اور ضرورت ہے۔ پہلی بات کی تفصیل یہ ہے کہ پڑھنے والا جو اپنا پڑھنا سنتا ہے اوس پر اجماع کی رو سے ایک ہی سجدہ لازم آتا ہے باوجود آنکہ تلاوت ایک جداگانہ سبب ہے یا آنکہ اگر بہرے نے سجدے کی آیت پڑھی اور اسکو سنا نہیں تو بھی اوس پر سجدہ کرنا لازم ہوگا اور سننا جداگانہ سبب ہے دوسری بات کی تفصیل یہ ہے کہ تعلیم و تعلم کیوجہ سے ایک آیت کو بار بار پڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے پس اگر سجدہ بھی بار بار واجب ہو تو حرج لازم آتا ہے اور حرج تو خود دفع کرنے کے قابل امر ہے پس تداخل کا ماننا لازم آتا ہے اور یہ تداخل فی السبب ہوگا یعنے کئی سببوں کو ایک سبب ٹھیرانا پس ایک ہی حکم واجب ہوگا اور جو بات حکم سے پیچھے ہٹی ہوی ہو سو اوس امر کے ساتھ لاحق ہو جائیگی جو اس سے بیشتر ہو گو اصل یہ ہے کہ تداخل حکم میں ہوتا ہے یعنے کئی اسباب کے تعدد کو باقی رکھتے ہوے اون اسباب کو ایک ہی حکم کے واجب کرنے والا ٹھیرانا

پس ان میں سے جو امر حکم سے پیچھے ہٹا ہوا ہوگا سو بیشتر کے امر کے ساتھ لاحق نہ ہوسکے گا اور اس امر کو اصل ٹھیرانا اس نظر سے ہے کہ تداخل ایک حکمی امر ہے جو خلاف قیاس ثابت ہوگیا کیونکہ اصل یہ ہے کہ ہر سبب کے لئے ایک جداگانہ حکم ہونا چاہئے جو احکام کے لائق ہو اور نیز اس لئے کہ جو امر جس سے ثابت ہو سو اوس پر غیر ثابت کا لحاظ کرنا اس سے کہیں دور تر ہے کہ جو امر حکم میں ثابت ہو سو اوس کو غیر ثابت لحاظ کریں لیکن اگر ہم عبادات میں اسی کو مدنظر رکھیں جیسے کہ عقوبات میں مدنظر رکھا تھا تو باطل ہو جائے گا اس لئے کہ عبادت وجوب اور عدم وجوب کے بیچ بیچ ہو تو احتیاط کی نظر سے وہ واجب ہی ٹھیرے گی کیونکہ عبادت کی بنا کثرت پر ہے۔ یعنے عبادتیں بہت سی ہونی چاہئے کیونکہ ہم اس کے لئے پیدا ہوئے ہیں برخلاف عقوبات کے وہ ٹالدئے جانا چاہئے وہ عقوبت ساقط ہی ہوجائیگی کیونکہ عقوبات کی بنا دفع اور عفو پر ہے پس اس نظر سے ہم نے یہاں سبب میں تداخل مان لیا ہے تاکہ ثابت ہو جائے اور ضائع نہ جائے اور نیز اس لئے کہ واقعی بات یہ ہے کہ مجلس کا اثر سب اسباب میں ہو نہ احکام میں جیسے کہ بیع وغیرہ میں ہوا کرتا ہے اور یہاں جو تداخل کو مانا گیا ہے اس کو مجلس کی قید لگی ہوی ہے پس مناسب یہ ہے کہ یہ تداخل صرف سبب میں مانا جائے اور اس فرق و امتیاز کا فائدہ اوس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کسی نے زنا کیا اور اوس کو حد ماری گئی پھر اوس نے زنا کیا تو دوبارہ بھی اوس کو حد ماری جائے گی خواہ مجلس بدلے یا نہ بدلے کیونکہ یہ تداخل فی الحکم ہے اور اگر سجدے کی آیت پڑھے اور سجدہ کیا پھر دوبارہ پڑھے تو دوبارہ سجدہ کرنا لازم نہ ہوگا۔

عبادات کی بنا کثرت پر ہے اور عقوبات کی بنا عفو پر

اگر مجلس بدلگئی نہ ہو یا دوسری آیت پڑھی نہ ہو کیونکہ یہ تداخل فی السبب ہے
ہاں اگر دوسری آیت پڑھے تو تداخل نہیں ہے کیونکہ جنس سبب کے
ایک ہونے کی صورت میں تداخل ہوتا ہے نہ اُس کے مختلف ہونے کی
صورت میں اور ہر ایک آیت ایک جداگانہ جنس کی سی ہے اور نیز یہاں
وہ ضرورت بھی نہیں جس کا ذکر پیشتر ہوا پس اگر قرآن میں سے سجدے کی سب
آیتیں ایک مجلس میں پڑھ لے تو چودہ سجدے لازم ہوں گے یہی حکم ہے
جب مجلس بدل جائے اور آیت ایک ہو تو ہر ایک مجلس کی تلاوت کی صورت
میں ایک ایک سجدہ لازم ہوگا اسلئے کہ تداخل فی السبب وہیں صحیح ہوگا جہاں
ایک ایسا جامع امر ہو جو کئی سببوں کو جمع کرکے ایک سبب کا سا بنا دے اور
ایسا سبب صرف مجلس ہے۔ کیونکہ مجلس ایک ہونیکی وجہ سے ایجاب وقبول
باوجود فاصلہ حقیقی کے متصل سمجھے جاتے ہیں پھر جب مجلس ہی مختلف ہو جائے
تو حکم اپنی اصل کیطرف لوٹے گا یعنی یہ ضرور ہوگا کہ سبب کے مکرر ہونے
سے حکم بھی مکرر واقع ہو یعنی سجدۂ تلاوت مکرر ہونا چاہیئے گو ایک ہی آیت
مختلف مجلسوں میں پڑھی جاوے - یہ بھی معلوم رہے کہ اختلاف مجلس اور
اتحاد مجلس دونوں یا حقیقی یا حکمی - اختلاف حقیقی مثلاً یہ کہ صحرا سے مقام میں پہلے
جگہ سے تین قدم یا اس سے زیادہ آگے یا پیچھے یا اور اطراف میں نکل جائے
اور اختلاف حکمی مثلاً یہ کہ پہلے کام کو چھوڑ کر دوسرا کام کرے مثلاً تین نوالے
کھالے یا تین گھونٹ پانی پی لیوے یا تین کلمے کہہ لے بغیر اس کے اُس جگہ
سے اُٹھے اب رہا اتحاد حقیقی سو وہ تو ظاہر ہے اور اتحاد حکمی وہ ہے جو اس
چیز کے اجزا میں ہو جسکو عرف میں ایک مکان کہا جاتا ہے جیسے مسجد اور
گھر اور دوکان اور جیسے صحرا کے سے مقام میں تین قدم سے کمتر چل نکلنا

جب یہ معلوم ہو چکا تو اگر سجدے کی آیت کی تکرار کی صورت میں حقیقی یا حکمی
اتحاد مجلس پایا جاوے تو تداخل سبب بھی پایا جائے گا پس ایک
سجدہ کافی ہوگا ورنہ نہیں۔ اسی بنا پر فقہا نے کہا ہے کہ اگر ایک دو قدم
چلے یا نوالہ دو نوالے کھالیوے یا گھونٹ دو گھونٹ پانی پی لیوے یا
گھر اور مسجد کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں چلا آوے یا سلام کا
جواب دے یا چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہے پھر دوبارہ اگلی آیت سجدہ
پڑھے تو ایک سجدہ کافی ہوگا۔ برخلاف کپڑے کو درست و استوار کرنے اور زمین
کو بیج اور پانی پھیرنے اور ایک شاخ کے پاس سے دوسری شاخ کے
پاس جانے کے۔ یہی حکم ہے اگر کئی کلمے کہے یا کئی گھونٹ پانی پی جاوے
یا نکاح اور بیع کا عقد کرے یا ایسا ہی کچھ کام کرے تو ایک سجدہ کافی نہ ہوگا کیونکہ
کھانے کی مجلس جدا ہے اور تلاوت کی مجلس جدا ہے بدستور مجلس
بیع وغیرہ بھی گو جگہ ایک ہی ہو اگر پہلی تلاوت کے بعد دیر تک بیٹھا رہے
اور کوئی کام نہ کرے پھر اسی آیت کو دوبارہ پڑھے تو سجدہ کا وجوب
مکرر نہ ہوگا اگر سوار چلتے ہوئے سجدہ کی ایک آیت کو مکرر پڑھے تو مکرر
سجدہ واجب ہو جائے گا بشرطیکہ نماز میں نہ ہو کیونکہ سواری کی چال
سوار کے طرف منسوب ہوتی ہے تا آنکہ سواری کے جانور کی تلف
کی ہوئی چیز کا ضمان سوار پر لازم آتا ہے پس سواری کی جگہ سوار کی جگہ
سمجھی جائے گی نہ صرف جانور کی پیٹھ۔ اگر سوار نماز میں سجدے کی
ایک آیت مکرر پڑھے تو مکرر سجدہ واجب نہ ہوگا اسلئے کہ نماز کی
حرمت سب مقاموں کو ایک مقام کا سا بنا دیتی ہے ورنہ اسکی نماز
کیونکر صحیح ہو سکے گی اس لئے کہ جگہ بدلنا نماز کی صحت کا مانع ہوتا ہے

اور اس بیان سے سمجھا جاتا ہے کہ ایک رکعت میں سجدہ کی ایک آیت کو مکرر پڑھنا یا اس سے زیادہ میں اُسکو مکرر پڑھنا دونوں باتیں برابر ہیں یہی قول امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کا ہے اور یہی صحیح تر ہے مگر امام محمد رح کو اس میں خلاف ہے اُن کے پاس یہ ہے کہ سجدے کی ایک آیت کو دو رکعتوں میں مکرر پڑھنے سے سجدہ بھی مکرر واجب ہوتا ہے اس لئے کہ یہاں تداخل کو ماننا دو رکعتوں میں سے کسی رکعت کو قرأت سے خالی ماننا ہے پس وہ رکعت جو قرأت سے خالی مانی گئی ہے فاسد ہوگی ہم کہتے ہیں کہ ایک حکم کے لئے کسی امر کے اتحاد کو ماننے سے دوسرے حکم کے لئے اُس امر کے تعدد کو ماننا باطل نہیں ہو جاتا پس نماز کے جائز ہونے کے باب میں قرأت کا تعدد باقی رہے گا مگر امام محمد رح کی توجیہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اُن کو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کیساتھ اس صورت میں خلاف ہے جبکہ نمازی نے فرض قرأت کی مقدار میں سجدے کی ایک آیت کو مکرر پڑھا ہو پس اگر فرض قرأت کی مقدار کے بعد اُس آیت کو مکرر پڑھے تو چاہیئے کہ ایک ہی سجدہ کافی ہو کیونکہ یہاں تداخل کا مانع مقتضی کے وجود کے ساتھ جاتا رہا اور کشتی گھر کے مانند ہے کیونکہ کشتی کا چلنا سوار کیطرف منسوب نہیں ہو سکتا برخلاف جانور کی سواری کے اگر سامع کی مجلس بدل جائے اور تلاوت کرنیوالے کی مجلس نہ بدلے (مثلاً کسی نے ایک جگہ بیٹھے ہوئے سجدۂ تلاوت کی آیت کئی بار پڑھی اور سننے والے نے اُسکو پہلے ایک دفعہ سنا اور وہاں سے چلا گیا پھر لوٹ آیا اور وہی آیت سنی تو بالاجماع سننے والے پر سجدہ مکرر واجب ہوگا اور اگر تلاوت کرنے والے کی مجلس بدل جائے

نہ سامع کی تو بعضوں کے پاس سامع پر بھی مکرر سجدہ واجب ہوگا کیونکہ سامع کے حق میں سجدہ واجب ہونے کا سبب تلاوت ہی ہے بشرطیکہ وہ سجدہ کی آیت اس سے اور بعضوں کے پاس سامع پر مکرر سجدہ واجب نہ ہوگا کیونکہ سجدہ اُس پر واجب ہونے کا سبب اُس کا اس آیت کو سننا ہے۔ کافی میں پہلی بات کو اور ہدایہ اور فتاوی قاضی خاں میں دوسری بات کو صحیح ٹھیرایا ہے بنا بیع میں ہے کہ فتوی اسی پر ہے فقیہ ابو اللیث کہتے ہیں کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

معلوم رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جب لیا جاوے تو آپ پر درود پڑھنے کا حکم اس مذہب کے نظر کرتے کہ آپ پر درود پڑھنا واجب ہے سجدہ تلاوت کے حکم کا سا ہے کہ ایک مجلس میں کئی بار نام پاک لیا جاوے تو درود پڑھنا مکرر واجب نہ ہوگا اس کی وجہ وہی ہے جو سجدۂ تلاوت کے باب میں پیشتر ہم نے ذکر کی ہے کہ اس سے ہرج لازم آتا ہے اس لیئے کہ آپ کا نام بار بار لینا آپ کی سنت کو جس سے شریعت کی استواری ہے محفوظ رکھنے کیلیئے واجب ہے پس اگر ہر دفعہ درود واجب ہوجاوے تو اس سے ہرج پیدا ہوگا ہاں اُس صورت میں بار بار درود پڑھنا مستحب ہے مگر سجدہ تلاوت کا یہ حکم نہیں ہے اور فرق یہ ہے کہ آنحضرت پہ درود پڑھنا خود مستقل ایک نیکی ہے جس سے قربت الہی حاصل کیجاتی ہے گو آپ کا نام مجلس میں نہ لیا جاوے برخلاف سجدۂ تلاوت کے صرف اس سجدے سے قربت حاصل نہیں کیجا سکتی جب تک آیت نہ پڑھی جاوے اگر کسی نے خارج نماز سجدے کی آیت پڑھی اور سجدہ نہ کیا پھر اوس نے مجلس نہ بدل کر نماز شروع کردی اور وہی سجدے کی آیت

اس نماز میں پڑھی اور سجدہ کیا تو یہ ایک سجدہ دونوں وقت کی تلاوت کیلئے کافی ہوگا اور اگر پہلے تلاوت کیساتھ جو خارج نماز تھی تلاوت کا سجدہ کیا ہو اور پھر وہی آیت تلاوت کرکے سجدہ نہ کرے تو پہلا سجدہ دونوں وقت کی تلاوت کے لئے کافی نہ ہوگا یہ مسئلہ مداخل کی جزئیات میں داخل ہے اسلئے کہ یہاں بھی مجلس ایک ہی ہے کیونکہ نماز کیوجہ سے مجلس دوسری نہیں ہوگئی اس لئے کہ صرف نماز کو شروع کرنا عمل قلیل ہے مگر اس مسئلہ کو بالخصوص بیان کرنا اسوجہ سے ہے کہ اس صورت میں استتباع نہیں یعنے پہلا سجدہ دوسرے سجدے کو اپنا تابع نہیں کرسکتا ہے یعنے پہلی تلاوت سجدہ دوسری تلاوت کے لئے کافی نہیں ہوسکتا اس لئے کہ پہلا سجدہ بہ نسبت دوسرے سجدے کے ضعیف ہے اور دوسرا سجدہ قوی ہے کیونکہ یہ سجدہ نماز میں واقع ہوتا ہے اور ضعیف قوی کو اپنا تابع کرلینا یعنی قوی کو ضعیف میں داخل کردینا اصول کو توڑ ڈالنا ہے غرض کہ اسی لحاظ سے اس مسئلہ کو خاص کرکے ذکر کیا ہے اگر دونوں تلاوتوں کے بعد اوس نے سجدہ نہیں کیا بلکہ نماز سے خارج بھی ہوگیا تو دونوں سجدے ذمہ سے ساقط ہوجائیں گے کیونکہ اول بتلا دیا گیا ہے کہ نماز میں سجدے کی آیت پڑھکر نماز ہی میں سجدۂ تلاوت نہ کرے تو سجدہ ہی ساقط ہوجاتا ہے اور پہلی تلاوت کا سجدہ استتباع کے طور پر دوسرے سجدے میں داخل تھا پس جب دوسرا سجدہ ہی ساقط ہوگیا تو پہلا سجدہ بھی جو اس میں داخل تھا ساقط ہوجائے گا اور یہاں عکس نہیں کیا گیا یعنے دوسرا سجدہ پہلے سجدے میں داخل ہونے کا حکم نہیں لگایا گیا کیونکہ ابھی اوس کی وجہ بیان ہوئی ہے یہی جواب جامع کبیر اور اکثر کتابوں میں موجود ہے ابو سلیمان کے نوادر میں ہے کہ پہلا سجدہ

ساقط نہ ہوگا جب تک خارج نماز سجدہ نہ کرے پس جب تلاوت کے وقت یہ سجدہ نہ کرے تو نماز کے بعد سجدہ کرنا لازم ہوگا خواہ اوس نے دوسرے وقت کی تلاوت کا سجدہ کیا ہو یا نہیں مگر صحیح وہ ہے جو اکثر کتابوں میں ہے اگر سجدے کی آیت پہلے نماز میں پڑھی اور سجدہ کیا پھر اوس آیت کو سلام کے بعد پڑھے تو بعضوں کا قول ہے کہ دوبارہ سجدہ کرے۔ پہلا سجدہ کافی نہ ہوگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر اوس نے نماز سے سلام پھیر کر وہ آیت پڑھی اور اوس کے درمیان بات نہ کی تو پہلا سجدہ کافی ہوگا کیونکہ نماز کا سلام تھوڑا سا کام ہے جیسے نماز کو شروع کرنا اگر اوس نے سلام پھیرنے کے بعد بات کی ہو اور پھر سجدے کی وہی آیت پڑھی جو نماز کے اندر تلاوت کی تھی تو تلاوت کا سجدہ جو اس نے نماز میں کیا تھا کافی نہ ہوگا کیونکہ کلام سلام کیساتھ ملکر عمل کثیر ہو جاتا ہے اور اوس کا کلام دو سلاموں کے ساتھ ملکر تین دفعہ سلام کرنے کے برابر ہوگا پھر یہ مجلس کا حکمی تبدل ہے اگر سجدے کی آیت نماز میں پڑھکر سجدہ نہ کرے۔ یہاں تک کہ سلام پھیر دیا اور پھر دوبارہ وہی آیت پڑھی اور ایک سجدہ کیا تو پہلی تلاوت کا سجدہ اس سے ساقط ہو جائیگا چنانچہ فتاوے قاضی خاں میں ایسا ہی ہے اگر اوس نے سجدے کی آیت پڑھی پھر اوسی مکان میں کسی اور سے وہی آیت سنی اور پھر دوسرے اور تیسرے سے غرضکہ بھتوں سے وہی آیت پڑھتے ہوئے سنے تو اس کو ایک ہی سجدہ کافی ہوگا۔ خواہ وہ نماز میں ہو یا نماز کے باہر یہی ظاہر روایت کا حکم ہے اور نوادر کی روایت کے موافق سجدے اوس پر مکرر واجب ہوں گے۔ مگر

اُس صورت میں کہ نماز میں سجدے کی آیت کو پڑھنا اور اُس آیت کو غیر سے سننا ایک ہی وقت ہوا ہو چنانچہ خانیہ میں ایسا ہی ہے۔ اگر مسبوق نے امام کیساتھ سجدۂ تلاوت کیا اور پھر باقی نماز ادا کرتے ہوئے وہی آیت پڑھے تو دوبارہ سجدہ نہ کرے یہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مقتضی ہے اور امام محمدؒ کا قول اس کے برخلاف ہے اگر مسبوق نے امام کیساتھ سجدۂ تلاوت نہ کیا اور نماز ادا کرتے ہوئے سجدے کی آیت پڑھی تو بالاتفاق اس کو سجدۂ تلاوت کرنا ہوگا۔

معلوم رہے کہ نماز کے رکوع میں سجدۂ تلاوت ادا ہو جاتا ہے اگر اُس نے اُس رکوع میں سجدۂ تلاوت بھی ادا کردینے کی نیت کی ہو اور نماز کے سجدے میں بھی مطلقاً ادا ہو جاتا ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ یہاں بھی نیت شرط ہے مگران سب باتوں میں شرط یہ ہے کہ رکوع اور سجدے کا متصل ہونا جاتا نہ رہے بلکہ یوں ہو کہ بجرد آیت سجدے کی تلاوت کے رکوع اور سجدہ کرے یا اور ایک یا دو آیت پڑھنے کے بعد اگر سجدے کی آیت کے بعد چار آیتیں پڑھیں تو فوریت یعنی متصل ہونا رکوع اور سجدے کا جاتا رہا اس میں کسی کو خلاف نہیں اگر تین ہی آیتیں پڑھی ہوں تو بھی بعضوں کے قول سے یہی حکم ہے اسی طرف شیخ الاسلام خواہرزادہ مائل ہوئے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ یوں نہیں اور اسی طرف شمس الائمہ حلوانی کا میلان ہوا ہے اور روایت کے نظر کرتے یہی قول صحیح تر ہے کیونکہ امام محمدؒ نے اسکو کتاب الصلوٰۃ میں اسی طرح ذکر کیا ہے کہ میں نے پوچھا کہ آدمی نماز میں سجدے کی آیت پڑھتا ہے اور سجدے کی آیت سورے کے اخیر میں ہے اور کچھ

آیتیں اس سورے میں باقی رہ گئی ہیں فرمایا اوس کو اختیار ہے چاہے
رکوع ہی میں اس سجدے کو ملا دے یا سجدہ ہی کرے میں نے کہا اگر وہ یہ چاہے
کہ سجدہ رکوع میں ملا لے تو کیا وہ سورے کو ختم کرکے رکوع کرسکتا ہے
فرمایا ہاں میں نے پوچھا اگر سجدے کی آیت ختم کرکے وہ سجدہ ہی کرنا چاہے
اور سجدہ کرے پھر اُٹھ کر سجدے کی آیت کے بعد جو اس سورے میں دو تین
آیتیں رہ گئے ہیں پڑھے اور سورے کو ختم کرکے رکوع کرے تو یہ ہوسکتا ہے
فرمایا ہاں اگر وہ چاہے۔ اور اگر چاہے تو دوسرے سورہ کو ملا لے سکتا ہے انتہیٰ۔
غرض کہ اسمیں تصریح ہے کہ سجدے کی آیت کے بعد دو تین آیتیں پڑھنا
سجدے کے متصل ہونے کو باطل نہیں کرتا ہے اور پڑھنے والے کو اختیار رہے
کہ سورے کو تمام کرے اور سجدے کو نماز کے رکوع میں یا نماز کے سجدے
میں داخل کرے یا بجرد آیت سجدہ پڑھنے کے سجدہ کرکے اور پھر اُٹھ کر
سورے کو پورا کرے لیکن یہی بہتر بات ہے کیونکہ اسمیں جدا گانہ
ادا کیا جاتا ہے پھر جب مستقل سجدہ کرے تو سجدے سے اُٹھکر جھٹ سے
رکوع کرنا اور اس سجدے کے بعد ایک دو آیت قیام میں نہ پڑھنا
مکروہ ہے خواہ وہ آیت سورے کے بیچ میں ہو یا اخیر میں یا یہ کہ
اس آیت کے بعد سورے کے ختم ہونے کو ایک دو تین آیتیں
رہ گئی ہوں اور یہ اسلئے مکروہ ہے کہ اس صورت میں سجدے پر رکوع
کی بنا لازم آتی ہے اس لئے چاہیے کہ سجدۂ تلاوت سے اُٹھنے
کے بعد ایک دو آیت پڑھکر رکوع کرے پس اگر سجدے کی آیت ہی پر
سورہ ختم ہوا ہو تو سجدے کے بعد دوسری سورت کے کچھ آیتیں پڑھے
اور اگر سجدے کی تلاوت کے بعد اُس سورے میں سے دو تین آیتیں

باقی رہ گئی ہوں جیسے سورۂ بنی اسرائیل ہے یا سورۂ انشقاق تو بھی چاہئے کہ دوسرا سورہ اون آیتوں کے ساتھ ملا لیا جائے اور اگر نہ ملایا جائے تو مکروہ بھی نہیں مگر بدائع میں دوسرے سورے کو ملا لینے کی علت ایسی بیان کی ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ دوسرے سورے کا ملا لینا صرف اُسی صورت میں ہے کہ بعد سجدے کی آیت کے دو آیتیں رہ گئی ہوں کیونکہ اوس نے یہ کہا ہے کہ سجدے کی آیت کے بعد اوس سورے میں تین آیتوں سے کمتر باقی رہ گیا ہے اس لئے اولیٰ یہ ہے کہ تین آیتیں پڑھے تا رکوع کی بنا سجدے پر لازم نہ آوے۔

معلوم رہے کہ رکوع میں سجدۂ تلاوت کو ادا کرنا اون مسائل میں سے ہے جن میں قیاس کو استحسان پر مقدم کیا گیا ہے جیسے اعلم اصول میں بیان کیا گیا ہے شیخ کمال الدین بن الہمام نے فرمایا ہے اگر اعتراض کرو کہ سجدۂ تلاوت کو رکوع میں ادا کرنا قیاس کا مقتضی ہے اور استحسان یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جاوے اور قیاس استحسان پر مقدم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فقہا کے پاس استحسان سے وہ مخفی امور مراد ہوتے ہیں جن کے ساتھ شرعی امر وابستہ ہوتا ہے اور قیاس سے وہ امر مراد ہے جو ظاہر اور متبادر ہو یعنے جھٹ سے ذہن میں آوے پس یہاں سے ظاہر ہے کہ استحسان اس قیاس کا مقابل امر نہیں ہے جس کی تعریف اصول فقہ میں کی گئی ہے بلکہ یہاں استحسان قیاس سے عام ہے کیونکہ استحسان کبھی نص کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی ضرورت کیوجہ سے اور کبھی قیاس کیساتھ ہوتا ہے جبکہ دوسرا کوئی ایسا قیاس ہو جو جھٹ سے ذہن میں آتا ہو اور استحسان والا قیاس مخفی ہو مگر وہی صحیح ہو تو قیاس خفی بہ نسبت اس دوسرے قیاس کے جو واضح ہے استحسان کہلاویگا پس اس سے ثابت ہو گیا کہ بعض صورتوں میں

قیاس صحیح استحسان کہلاتا ہے اور اس کے مقابل قیاس کا نام قیاس باعتبار الشبہ ہوگا اور چونکہ یہ مقابل قیاس استحسان کے نظر کرتے ظاہر تر ہوتا ہے اس لئے محمد بن سلمہ کو ظن ہوا ہے کہ نماز میں کا سجدہ سجدۂ تلاوت کے قایم مقام ہو جاتا ہے کیونکہ ایک سجدے کا دوسرے سجدے سے ساقط ہونا ظاہر تر بات ہے پس یہی امر قیاس کہلائے گا مگر استحسان میں یہ جایز نہیں ہو سکتا کیونکہ سجدہ اپنی جگہ آپ قایم ہے پس وہ غیر کے قایم مقام نہیں ہو سکتا جیسے رمضان کے کسی دن کا روزہ کہ وہ خود اپنی ذات اور نیز دوسرے دن کے قضا کے قایم مقام نہیں ہو سکتا پس یہ صحیح ہے کہ قیاس جو ایک ظاہر امر ہے یہاں استحسان پر مقدم ہے برخلاف اس کے کہ رکوع سجدۂ تلاوت کے قایم مقام ہوا اس بات کو قیاس رد کر دیتا ہے کیونکہ یہی ظاہر تر امر ہے مگر استحسان میں یہ جائز ہے اور یہ استحسان خفی ہے پس اس صورت میں یہ مسئلہ استحسان کی تقدیم میں محسوب ہوگا نہ قیاس کی تقدیم میں لیکن اکثر علمار کا قول ہے کہ رکوع سجدۂ تلاوت کے قایم مقام ہے چنانچہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب میں اسیطرح ذکر کیا ہے کہا ہے کہ میں نے پوچھا اگر چاہے کہ رکوع میں سجدے کو ملالے تو کیا یہ اوس کو کافی ہوگا فرمایا قیاس تو یہ ہے کہ اس باب میں رکوع اور سجدہ دونوں برابر ہیں کیونکہ یہ دونوں نماز کے ارکان ہیں لیکن استحسان یہ ہے کہ سجدہ کرنا چاہیئے۔ مگر ہم قیاس کو لیتے ہیں یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ہے قیاس کیوجہ یہ ہے جیسے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ سجدے اور رکوع دونوں میں تعظیم کی حقیقت ایک ہی ہے پس اس بات میں کہ

دونوں سے تعظیم حاصل ہوتی ہے ان دونوں کی ایک ہی جنس ٹھیری اور خدا کی تعظیم سجدے سے کرنیکی ضرورت یا تو اُن لوگوں کی اقتدا ہے جنھوں نے اس طرح خدا کی تعظیم کی تھی یا اُن لوگوں کا خلاف ہے جنھوں نے سجدے سے تکبر کیا تھا پس ظاہر یہی ہے کہ رکوع میں سجدے کو ملا لینا جائز ہے اور استحسان کی وجہ یہ ہے کہ ایک خاص انداز کی تعظیم واجب ہے جو سجدہ کہلاتی ہے اُس کی دلیل یہ ہے کہ اگر سجدے کی آیت پڑھتے ہی سجدہ نہ کرے تا آنکہ اُس آیت کے بعد قرأت لنبی ہو گئی پھر اُس نے رکوع میں نیت کی ہے کہ یہ رکوع سجدے کا بھی عوض ہو جائے تو یہ جائز نہ ہوگا مگر فقہا نے قیاس کو لیا ہے اس لئے کہ اُس کی دلیل قوی ہے کیونکہ ابن مسعود اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے آیا ہے کہ اس بات کو اُنھوں نے جائز رکھا ہے کہ نماز میں سجدہ تلاوت کو رکوع میں ملا لیں اور دوسرے اصحاب سے ان دونوں صحابیوں کے برخلاف کوئی بات نہیں آئی ہے اس لئے قیاس مقدم رکھا گیا کیونکہ نہ تو قیاس خفی کو اس کے خفی ہونے کی وجہ سے کوئی ترجیح ہو سکتی ہے اور نہ قیاس ظاہر کو اس کے ظاہر ہونے کی وجہ سے بلکہ ترجیح کے باب میں اور باتوں کی طرف جو قیاس سے مقترن و وابستہ ہیں رجوع کیا جاتا ہے پس اگر قیاس خفی کو قوت حاصل ہو تو اسی کو لیتے ہیں یا ظاہر کو قوت حاصل ہو تو اُس کو اختیار کرتے ہیں ہاں بات اتنی ہے کہ جہانتک دیکھا گیا یہ ثابت ہوا ہے کہ قیاس متبادر کو اُس کے معارض قیاس خفی سے نظر کرتے قوت کم ہی حاصل ہوتی ہے اس لئے فقہا نے قیاس کو استحسان پر مقدم کرنے کے مقامات کا حصر کر دیا ہے کہ دس سے زیادہ اور بیس سے کم ہیں جو اصول فقہ سے

معلوم ہوتے ہیں تمام ہوا شیخ کمال الدین کا کلام اور یہی تحقیق بات ہے ہاں ان کا یہ قول کہ اکثر مشائخ اس بات پر ہیں کہ رکوع ہی سجدے کے قایم مقام ہے یعنی یہ حصر مناسب طور پر نہیں ہے کیونکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اکثروں کے پاس نماز کا سجدہ سجدۂ تلاوت کے قایم مقام نہیں ہو سکتا حالانکہ بات ایسی نہیں ہے جیسے سب کو معلوم ہے۔

امام کے حق میں مکروہ ہے کہ سریہ نمازمیں (جس میں قرأت آہستہ ہوتی ہے) سجدے کی آیت پڑھے یہی حکم ہے جمعہ اور عید کی سی نمازوں میں سجدے کی آیت پڑھنے کا کیونکہ اگر امام نے سجدے کی آیت ان نمازوں میں پڑھ کر سجدہ نہ کیا تو ایک واجب کو چھوڑ دیا اور اگر سجدہ کرے تو مقتدیوں کو شبہہ ہوگا ہاں اگر سجدہ سورے کے اخیر میں ہو یا سورے کے اخیر سے قریب ہو تو رکوع میں یا نماز کے سجدے میں وہ سجدہ ادا ہو جا سکتا ہے جیسے پیشتر گذرا۔

مکروہ ہے کہ نماز وغیرہ میں کوئی سورہ پڑھے اور اسمیں سے سجدے کی آیت کو چھوڑ دے کیونکہ یہ سجدے سے بھاگنے یا اس سے ننگ کرنے کے شبیہ ہے اور یہ دونوں باتیں ایمانداروں کے اخلاق میں سے نہیں ہیں۔

مگر اس کا عکس مکروہ نہیں ہے یعنی کسی سورت میں سے صرف سجدے کی آیت پڑھ لیں اور باقی آیتیں چھوڑ دینا مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہ سجدے کی طرف پیشدستی کرنی اور اس امر میں جلدی کرنی ہے اور آیتوں میں سے ایک آیت کو پڑھ لینا ایسا ہے جیسے سوروں میں سے ایک سورہ کو پڑھ لینا اور چونکہ یہ جائز ہے تو وہ بھی جائز ہوگا۔

کہتے ہیں جس نے ایک مجلس میں سجدے کی سب پڑھیں [illegible] ہر ایک آیت کیلئے ایک ایک سجدہ کیا تو اللہ اس کو اس بات سے جس نے اُسے فکرمند و رنجور کیا ہے بچا لیگا مستحب ہے کہ سجدے کیساتھ اُسی سورے کی کچھ آیتیں پڑھے فتاوی قاضی خاں میں ہے کہ اگر سجدے کی آیت کیساتھ ایک دو آیتیں پڑھے تو نہایت اچھی بات ہے ذخیرہ میں بھی ایسا ہی ہے کیونکہ اس سے یہ وہم کہ قاری نے سجدے کی آیت کو دوسری آیت پر فضیلت دی ہے دفع ہو جاتا ہے کیونکہ سب طرح کی آیتیں اس لحاظ سے کہ اللہ کا کلام ہیں ایک رتبہ کی ہیں گو کسی آیت کو اس سبب سے کہ وہ صفات حق تعالی پر مشتمل ہے زیادہ فضیلت ہو اُس مضمون کے لحاظ سے جو اُس آیت میں مذکور ہے۔ خلاصہ یہ کہ خدا کے ایک کلام کو دوسرے کلام پر فضیلت دینی بغیر اس کے کہ خدا کے طرف سے اوس اذن اور علم آیا مکروہ ہے اوس کے برخلاف اون آیتوں کے جنکی فضیلت زیادہ ہونیکی آگاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ و اصحابہ وسلم کی طرف سے ہو جائے کیونکہ آگاہی خدا سبحانہ کے اذن سے ہوی ہے۔ اور کسی سورے میں سے صرف سجدے کی آیت کو چھوڑ دے کی وجہ سے کراہت۔ بدائع میں اسیطرح بیان ہے کہ اس میں قرآن کی بندش و ترتیب کا توڑنا اور مناسب جوڑ کو بدل دینا ہے۔ کیونکہ قرآن کی عبارت اور اسکی بندش اور جوڑ کی پابندی مامور بہ ہے یعنے واجب اللہ نے فرمایا ہے اور جب ہم قرآن پڑھ لیں تو اوس کے قرآن یعنے اوسکی جوڑ اور بندش کی پیروی یعنے پابندی بھی کریں پس اس جوڑ کو بدل دینا مکروہ ہوگا ابن الہمام فرماتے ہیں کہ یہ وجہ اس بات کی بھی مقتضی ہے کہ سجدے کی سب آیتیں ایک مجلس میں پڑھنا بھی مکروہ ہو مگر اس میں تامل ہے اسلئے کہ جوڑ اور ترتیب کو ساقط کرنا اوس صورت میں

ہوگا کہ بعض الفاظ کو یا سورے سے ... آیات کو ساقط کردے یعنے نہ پڑھے
کسی آیت یا سورے میں سے اوسکے بعض الفاظ کا ذکر کرنا بھی قرآن کی بندش
اور ترتیب کو ساقط کرنا کہلائے گا چنانچہ پیشتر یہ گذر چکا ہے کہ آیتوں میں سے
ایک آیت کو پڑھنا ایسا ہے جیسے سوروں میں سے ایک سورے کو پڑھنا
پس جیسے قرآن میں سے متفرق سورتوں کے پڑھنے سے اوس کی جوڑ اور
ترتیب کی تبدیل نہیں لازم آتی اسیطرح ہر ایک سورے میں کچھ کچھ آیتیں
پڑھ لینے سے اوس سورے کی بندش اور ترتیب کی تبدیل لازم نہیں
آتی ہاں بدائع کی توجہ اس بات کی مقتضی ہے اگر سجدے کی آیت کو
جو سورے کے آخر میں ہے چھوڑدے تو یہ مکروہ نہ ہوگا اور اس میں
جو کچھ خلل ہے سو ہے اور نیز سجدے کی آیت کیساتھ اور کچھ آیتیں پڑھنا
مستحب ہونیکی وجہ بدائع میں یہ بیان کی ہے کہ اوس سے آیت کا مقصودی معنی
اچھی طرح سمجھ لیا جاتا ہے اور یہی ثابت ہوتا ہے کہ سجدۂ تلاوت کا واجب ہونا
قرآن خوانی کے حق کی وجہ ہے نہ کہ سجدہ خدا کی طرف سے واجب کردیا
جانے کے حق کی وجہ سے کیونکہ صرف سجدے کیلئے سجدے کی آیت کو
پڑھنا مستحب نہیں ہے پس چاہئے کہ سجدے کی آیت کیساتھ کچھ اور آیتیں
پڑھ لے تا یہ ثابت ہو کہ مقصود تلاوت ہے نہ دل کا قصد تلاوت قرآن کیطرف
ہے نہ سجدے کے واجب کئے جانے کی طرف ۔

SEMINAR
RELIGION & CULTURE
OSMANIA UNIVERSITY

Post Graduate Library
College of Arts & Commerce, O. U.

غلطنامہ ہدایۃ الترتیل لتلاوۃ التنزیل جلد اول

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
گیارہ سو	ایک سو گیارہ	۲	۱	الترتیل	التنزیل	۲۶	۵
کامات	کلمات	۴	۱۲	الحدیث	الحدیث	۲۷	۱
×	پڑھکر	۹	۴	فضی	قضی	″	۱۸
تمباکو	تنباکو	۱۱	۵	تبلیس	تلبیس	۲۹	۱۱
زجہ	درجہ	″	۱۷	مثار	منار	۳۱	۸
پڑانے	پرانے	۱۲	۱۲	تجویز	تجوید	″	″
مہدب	مذہب	۱۳	۱	×	پہ	۳۱	۱۷
حسیٰ	حی	″	۱۴	حوسی	عویشی	۴۰	۱۰
دل	گل	۱۵	۱۲	تصدادار	تصداً	۴۹	۱۲
عنیک	عینک	۲۰	۱	بمانی	بمأتی	۵۶	۱۹
القمۃ	القمۃ	۲۱	۱۴	قادہ	تادہ	۶۴	۲۰
تنزل	تنزل	۲۲	۸	عوذ	اعوذ	۶۷	۲۱
ربنا	ربنا	۲۳	۵	وقعث	وقعت	۷۱	۱۲
یحرور	یخزون	″	″	بینے	کلینے	۷۵	۱۰
تباکو	بناکو	۲۴	۱	ھداج	خداج	۹۰	۱۰
ربنا - ربنا	ربنا - ربنا	″	۵	لہ	لو	۹۲	۱۰

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
ورن برابر	وزن پر	۱۰۴	۹	حولی	جوکوئی	۱۹۲	۱۷
علیما	علیہا	۱۰۸	۱۵	×	ذکر	۱۹۹	۹
دِینہ	دَینہ	۱۰۹	۹	شبک	سبک	۲۸۰	۱۶
دُ	دَ	۱۱۱	۲۰	جبہ	چابہ	۲۳۹	۱۷
دوام	داوم	۱۲۱	۱۰	صاجبہ	ساجدا	۲۵۴	۲۰
رت	رات	۱۲۲	۱۱	البہا	الیہما	۲۷۰	۹
طلفت	طلعت	۱۳۰	۸	میرے	برے	۲۸۴	۴
تویہ	لربہ	۱۴۱	۹	×	خاص	۱۸۹	۶
یفرعم یتساءلون	عم یتساءلون	۱۴۵	۱۵	انا	اناب	۳۱۷	۲۰
من	۲من	۱۵۱	۲۱	ارادہ	اعادہ	۳۲۰	۱۶
عمود	عوذ	۱۵۵	۴	لوجہ	توجیہ	۳۱۲	۸
عرب	عرف	۱۵۷	۶				
ادیت	اُدیت	۱۶۲	۱۸				
بین	تین	۱۶۹	۹				
ثلث	قلت	۱۸۰	۱۱				
خبیر	خمر	۱۸۸	۷				
نخبیر	نخیر	″	۶				
لاالعود	الاسود	۱۹۰	۱۴				

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7